فرماتا ہے وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ الغرض دلیل و برہان کو راستی ایمان کی علامت ٹھہرایا اور مباحثہ احسن ہی میں دلائل پیش کی جایا کرتی ہیں۔ کسی نے عرض کی اے فرزند رسولؐ مجادلہ احسن اور غیر احسن میں کیونکر شناخت کی جائے فرمایا مجادلہ غیر احسن کی صورت تو یہ ہے کہ تو کسی باطل مذہب والے سے مباحثہ کرے اور وہ تجھ پر باطل کو وارد کرے اور تو اس پر ان دلائل کو جو اللہ نے قائم کی ہیں وارد نہ کرے۔ بلکہ یا تو اس کی بات کا منکر ہو جائے۔ یا کسی امر حق کا جس سے وہ اہلِ باطل اپنے باطل کی امداد کرنا چاہتا ہے اس خوف سے انکار کر دے کہ کہیں اس میں تجھ پر کوئی حجت نہ قائم ہو جائے کیونکہ اس سے تخلصی کی صورت تجھ کو معلوم نہیں ہے اس قسم کا مباحثہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے تاکہ وہ اپنے ضعیف بھائیوں اور باطل مذہب والوں کیلئے باعثِ فتنہ نہ بنیں کیونکہ تم میں سے جب کوئی ضعیف آدمی اہلِ باطل سے مباحثہ کرتا ہے اور انکے مقابلے میں ہار جاتا ہے تو وہ لوگ اس کے ضعف کو اپنے باطل کی صداقت کی دلیل ٹھہراتے ہیں اور ضعیف شیعہ جب دیکھتے ہیں کہ اہلِ حق کو باطل نے ضعیف کر دیا ہے تو اپنے دلوں میں مغموم اور محزون ہوتے ہیں اور مجادلہ احسن وہ ہے جس کے کرنیکا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا تھا کہ جو لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کے منکر ہوں ان سے اس قسم کا مباحثہ کیا جائے۔ چنانچہ خدا اس کا ذکر فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ نِ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اور ہمارے واسطے مثل بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور سرکشی اور عناد کی رو سے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں۔ اے محمدؐ تو اس سے کہدے کہ ان کو وہی زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور وہ ہر مخلوق کے پیدا

کرنے کو جانتا ہے وہ خدا جس نے تمہارے واسطے درخت سبز سے آگ کو پیدا کیا پس اس وقت تم اس سے آگ روشن کرتے ہو۔ اور جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان (آدمیوں) کی مثل اور پیدا کر دے ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کرنیوالا اور ہر ایک کے احوال کا جاننے والا ہے۔ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو صرف اس کا کام یہ ہے کہ اس چیز کو کُن یعنی ہو جا کہدے پس وہ چیز ہو جاتی ہے۔ پس وہ خدا (دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت کے نہ ہونے سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم پھرو گے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کے پیغمبر اہل باطل سے مباحثہ کرے جو کہتا ہے کہ یہ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہوئی ہڈیاں دوبارہ زندہ کر کے اٹھائی جائیں اس لیے ارشاد فرمایا۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ اے محمدؐ اس شخص سے جو دوبارہ زندہ ہونیکا منکر ہے کہدے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی شخص (یعنی خدا) زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے آیا وہ شخص جس نے بغیر کسی چیز کے اسکو ابتدا میں پیدا کیا ہے اس کے بوسیدہ ہونیکے بعد اس کے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہو سکتا ہے؟ بلکہ تمہارے نزدیک اسکی ابتدا اسکے دوبارہ پیدا کرنے کی نسبت زیادہ تر دشوار ہے۔ بعد ازاں فرمایا اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا وہ خدا جس نے سبز درخت سے آگ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے یعنی جو خدا کہ گیلے درخت سے گرم آگ کے نکالنے پر قادر ہے وہ گلی ہوئی چیزوں کے دوبارہ پیدا کرنے پر بہت اچھی طرح قادر ہوگا اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ کیا وہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس بات پر قادر نہ ہوگا کہ ان (آدمیوں) کی مثل پیدا کرے۔ ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے یعنی جبکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا تمہارے خیالوں اور قدرتوں کے نزدیک اگر تم اس پر قدرت پاؤ بوسیدہ چیز کے دوبارہ واپس لانے سے نہایت مشکل اور سخت دشوار ہے۔ تو پھر کیا سبب ہے کہ جو چیز تمہارے نزدیک نہایت عجیب اور سخت دشوار ہے۔ خدا کو اس کا پیدا کرنے والا تو تجویز کرتے ہو۔ اور بوسیدہ چیز کا دوبارہ پیدا کرنا جو تمہارے خیال میں اس کی نسبت نہایت آسان ہے اس سے جائز نہیں جانتے۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طریق مجادلہ احسن کا ہے کیونکہ اس میں کافروں کے عذر قطع کیے گئے ہیں اور ان کے شبہات کو رفع کیا ہے اور مجادلہ غیر احسن کی صورت یہ ہے کہ تو کسی امر حق کا انکار کردے جبکہ تو اس امر حق اور اپنے سے مجادلہ کرنے والے کے امر باطل میں فرق نہ کر سکے۔ بلکہ اس امرِ حق کا انکار ہی کر کے اس کو اسکے باطل سے ہٹائے اس قسم کا مجادلہ حرام ہے اس لیے کہ تو بھی اس کی مانند ہو گیا۔ اس نے ایک امر حق کا انکار کیا تھا تو نے دوسرے امر حق کا انکار کر دیا اُس وقت کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا رسولِ خدا نے بھی مجادلہ کیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے شخص جب تو رسولِ خدا کی نسبت کچھ گمان کرے تو اس سے اللہ کی کسی مخالفت کا گمان مت کر۔ کیا خدا نے نہیں فرمایا ہے۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کہ ان سے پسندیدہ طور پر مجادلہ کر اور اُس شخص کے باب میں فرمایا جس نے خدا کے لیے مثال بیان کی تھی قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ط اب کیا تو یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرتؐ نے خدا کے حکم کی مخالفت کی ہو گی اور جس طرح خدا نے فرمایا تھا اس طرح مجادلہ نہ کیا ہو گا اور جس بات سے منع کرنے کا حکم دیا تھا اُس سے خدا کی طرف سے مطلع نہ کیا ہو گا۔

اور میرے والد ماجد نے آبائے کرام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ایک دن رسولِ خدا کے پاس پانچ مذہبوں کے آدمی جمع ہوئے۔ یہودی۔ نصاریٰ۔ دہریہ۔ ثنویہ (مجوس) اور عربؐ کے مُشرک۔ یہودیوں نے عرض کی کہ ہم لوگ قائل ہیں کہ عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے اور ہم اس غرض سے تیرے پاس آئے ہیں کہ دیکھیں تو اُس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو نے ہماری پیروی کی تو ہم راہِ صواب میں تجھ پر سبقت کرنیوالے اور تجھ سے بہتر ہیں اور اگر تو نے ہماری مخالفت کی تو ہم تجھ سے مُباحثہ کرینگے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خُدا کا بیٹا ہے اور اس کے ساتھ متحد ہے اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو بھی اس کا قائل ہے تو ہم راہِ صواب میں تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہمارے برخلاف ہوا تو تجھ سے مُباحثہ کریں گے اور دہریہ نے عرض کی کہ ہم اس امر کے قائل ہیں کہ موجودات عالم کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور یہ دائمی ہیں اور ہمیشہ یونہی رہیں گی یعنی ہمیشہ سے اسی طرح چلی آتی ہیں اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اِس باب میں کیا کہتا ہے۔ اگر ہماری

متابعت کی تو سمجھ لے کہ ہم صواب کی طرف تجھ پر سابق ہو چکے ہیں اور تجھ سے افضل ہیں اور اگر مخالفت کی تو ہم تجھ سے بحث کریں گے۔ مجوس نے عرض کی نور اور ظلمات دونوں مُدبّر عالم ہیں اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تُو کیا کہتا ہے۔ اگر تو نے ہماری پیروی کی تو ہم ثواب کی جانب تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مخاصمہ کرینگے اور مُشرکانِ عرب نے عرض کی اے محمدؐ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے بُت ہمارے معبود ہیں اور تیرے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اِس باب میں کیا کہتا ہے۔ اگر تو نے ہماری متابعت کی تو ہم صواب کی طرف تجھ سے سبقت کرنے والے اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مُناظرہ کریں گے۔

جب وُہ سب اپنے اپنے عقیدے بیان کر چکے تو حضرتؐ نے فرمایا میں خُدائے واحد پر ایمان رکھتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے سوا تمام معبودوں کا منکر ہوں بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام آدمیوں کی طرف رسولِ بشیر و نذیر مقرر کر کے بھیجا ہے اور تمام عالم کے لیے مجھ کو حُجّت قرار دیا ہے اور وُہ عنقریب اپنے دین کے برخلاف تدبیریں کرنے والوں کے مکر و فریب کو انہی کی طرف رد کریگا۔ پھر یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں تمھاری بات کو بلا دلیل تسلیم کر لوں۔ اُنھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا پھر کس چیز نے تم کو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا کہ عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے وُہ بولے اس سبب سے ہم اس امر کے قائل ہیں کہ اس نے بنی اسرائیل کے لیے توریت کو اس کے تلف ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اس سے یہ کام اسی سبب سے بن پڑا ہے کہ وُہ اللہ کا بیٹا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ عزیرؑ کیونکر خدا کا بیٹا بن گیا اور موسیٰؑ اس کا بیٹا نہ ہوا حالانکہ توریت کو وہی ان کے پاس لایا تھا اور اس سے بہت سے معجزے ظہور میں آئے جو تم کو معلوم ہیں۔ اگر عزیرؑ اس وجہ سے خدا کا بیٹا ہے کہ توریت کے دوبارہ زندہ کرنے سے اِس کی بزرگی ظاہر ہوئی تو موسیٰؑ تو اس کا بیٹا ہونے کا بدرجۂ اولیٰ مستحق اور قابل ہو گا اور اگر یہی بزرگی عزیرؑ کے لیے خدا کا بیٹا ہونا واجب کرتی ہے تو موسیٰؑ کی اس سے چند در چند بزرگیاں اسکے لیے بیٹا ہونے سے بھی کوئی بہت بڑا درجہ واجب کرینگی اس لیے کہ اگر تم اس بیٹا ہونے سے وُہی بیٹا ہونا مراد لیتے ہو

جو دُنیا میں مُشاہدہ کرتے ہو کہ مرد اور عورت کے ہم صحبت ہونے سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو تم کافر ہو گئے اور اس کو تم نے اس کی مخلوق کے مُشابہ کر دیا اور ممکنات عالم کی صفات اس واجب تعالیٰ میں ثابت کر دیں اور تمہارے بیان کے موافق لازم آتا ہے کہ وہ حادث اور مخلوق ہے اور اس کا کوئی اور خالق ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے انھوں نے عرض کی کہ اس سے ہماری یہ مُراد نہیں ہے جیسا کہ تو کہتا ہے کیونکہ یہ کفر ہے۔ بلکہ ہم یہ مُراد لیتے ہیں کہ وُہ کرامت کے لحاظ سے بیٹا ہے اگرچہ ولادت متحقق نہیں ہے جس طرح ہمارے بعض علماً اس شخص کو جسے اور لوگوں پر شرف اور منزلت دینی مقصود ہوتی ہے اپنا بیٹا کہدیا کرتے ہیں اور یا بُنَیَّ کہہ کر پکارا کرتے ہیں۔ وُہ ثبوت ولادت کے سبب سے اس کو بیٹا نہیں کہتے کیونکہ کبھی ایسے شخص کو بھی بیٹا کہہ دیتے ہیں جو اجنبی ہوتا ہے اور اس کو ان سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہوتی۔ اسی طرح عزیرؑ کو بلحاظ کرامت و شرافت کے خدا نے اپنا بیٹا بنایا ہے نہ کہ بلحاظ ولادت کے حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ تو وُہی بات ہُوئی جو میں نے تم سے کہی ہے۔ اب اگر اسی وجہ سے عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے تو مُوسیٰؑ کو بھی یہ رُتبہ ملنا چاہیئے اور یہ ضروری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اہلِ باطل کو اسی کے اقرار سے رُسوا کرتا ہے اور اسکی حجت کو اسی پر پلیٹ دیتا ہے۔ تم نے جو بات اپنے دلائل میں پیش کی ہے وُہ اس سے بھی بڑھ کر تمہاری بُری حالت بنائے گی جو میں نے تم سے بیان کی۔ کیونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم میں سے کوئی بزرگ آدمی ایک اجنبی کو جس سے اُسکا کسی قسم کا نسبی تعلق نہیں ہے اپنا بیٹا کہہ دیتا ہے۔ حالانکہ وُہ شخص بلحاظ ولادت کے اُس کا بیٹا نہیں ہوتا۔ پس کبھی تم اسی سردار کو دیکھو گے کہ وُہ کسی اجنبی شخص کو کہتا ہے کہ یہ میرا بزرگ ہے اور کسی اور اجنبی شخص کو کہتا ہے یہ میرا باپ ہے اور کسی اور کو کہتا ہے یہ میرا سردار، اور اے میرے سردار وغیرہ کلمات کہتا ہے اور وُہ یہ بات بطورِ عزت اور اکرام کے کہتا ہے اور جو کرامت اور بزرگی میں زیادہ ہوتا ہے اُسکے لیے الفاظ تعلیمی بھی ویسے ہی زیادہ ہوتے ہیں پس تمہارے نزدیک اس طرح کہنا جائز ہوگا کہ مُوسیٰؑ خدا کا بھائی ہے یا اس کا بزرگ ہے یا اس کا باپ ہے یا اس کا سردار ہے کیونکہ اُس نے عزیرؑ کی نسبت اسکو زیادہ مکرّم اور معظم کیا ہے جیسے کوئی شخص جب کسی کا زیادہ اکرام کرتا ہے تو بطور اکرام اسکو کہتا ہے اے میرے سردار اے میرے بزرگ اے میرے رئیس اے میرے چچا اور جس کی زیادہ تر بزرگی کسی کو منظور ہو اسکو اس قسم کے کلمات اور

زیادہ کہے جائیں گے تو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مُوسیٰؑ خدا کا بھائی یا اُس کا بزرگ یا اس کا چچا یا اس کا سردار یا اُس کا رئیس یا اس کا حاکم ہو کیونکہ اس نے اس کو اس شخص کی نسبت زیادہ عزت دی ہے جس کو کہا جاتا ہے اے میرے بزرگ اے میرے سردار اے میرے چچا اے میرے رئیس اے میرے حاکم یہودیوں نے جب آنحضرتؐ کی یہ تقریر سُنی تو حیران اور سرگردان ہو گئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم کو مُہلت دے تاکہ اس بات میں جو تو نے کہی ہے غور کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ مُنصف دِلوں کیساتھ اس میں غور کرو، خدا تم کو ہدایت دے گا۔

بعد ازاں نصاریٰ کی طرف متوجّہ ہُوئے اور اُن سے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر جو قدیم ہے اپنے بیٹے مسیحؑ کے ساتھ متحد ہے بتاؤ اس بات سے تمہارا کیا منشا ہے کیا تم اس سے یہ مُراد لیتے ہو کہ خدائے قدیم عیسیٰؑ حادث کے وجود کے سبب حادث ہو گیا یا یہ کہ عیسیٰؑ جو حادث ہے خدائے قدیم کے وجود کے سبب قدیم ہو گیا۔ یا تمہارے قول اِتَّحَدَ بِہٖ (یعنی اس کے ساتھ متحد ہو گیا) سے یہ مُراد ہے کہ خدا نے اس کو ایسی کرامت سے مخصوص کیا ہے کہ اسکے ساتھ اور کسی کو وہ کرامت نصیب نہیں ہوئی اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ قدیم حادث ہو گیا تو تمہارا یہ قول باطل ہو گیا۔ کیونکہ قدیم کا بدل کر حادث بن جانا ناممکن ہے اور اگر تم یہ کہو کہ حادث قدیم بن گیا ہے یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ حادث کا قدیم بن جانا بھی محال ہے اور اگر اِتَّحَدَ بِہٖ کے کہنے سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ اس نے اس کو مخصوص کیا ہے اور اپنے سب بندوں میں سے اس کو منتخب کیا ہے تو تم عیسیٰؑ کے حادث ہونے کے قائل ہو گئے اور اس بات کے مقر ہو گئے کہ جس معنی سے وُہ خدا کے ساتھ متحد ہے۔ وُہ معنی بھی حادث ہیں۔ جبکہ عیسیٰؑ حادث ہوا اور وُہ خدا کے ساتھ اس معنی میں متحد ہوا کہ اُس سے اس قسم کے امور حادث ہُوئے جن کے سبب سے وُہ خدا کے نزدیک تمام مخلوقات سے بزرگ تر قرار پایا تو عیسیٰؑ اور یہ معنی دونوں حادث ہُوئے اور یہ بات تمہارے پہلے قول کے برخلاف ہے نصاریٰ نے جواب دیا کہ اے محمدؐ چونکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کے ہاتھ پر عجیب عجیب چیزیں ظاہر کی ہیں اس لیے اسکو ازروئے کرامت کے اپنا بیٹا بنا لیا ہے حضرتؐ نے فرمایا اے نصاریٰ اس بات کا جو تم نے بیان کی جو جواب میں نے یہودیوں کو دیا ہے وُہ تم نے سُن لیا ہے۔ یہ کہہ کر حضرتؐ نے اسی تقریر کا اعادہ فرمایا۔ یہ سُن کر اور تو سب خاموش ہو گئے مگر ایک شخص نے اُٹھ کر عرض کی اے محمدؐ تم کہتے ہو

اسی طرح رہیں گی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے معلوم کیا کہ وہ قدیم ہیں یا یہ معلوم کیا کہ وہ ابد تک باقی رہیں گی۔ اب اگر تم یہ کہو کہ ہم نے ایسا ہی پایا ہے تو تم نے اپنے لیے ثابت کر دیا کہ ہمیشہ سے تمھاری شکلیں اور عقلیں ایسی ہی ہیں اور ہمیشہ تک ایسی ہی رہیں گی اگر تم اس بات کے قائل ہو تو تم نے ظاہر اور بدیہی امر کا انکار کیا اور ان تمام جاننے والوں کو جھٹلایا جو تم کو مشاہدہ کر رہے ہیں دہریہ نے جواب دیا کہ ہم نے تو ان کے قدیم ہونے کو مشاہدہ کیا ہے نہ ان کے ابد تک باقی رہنے کو حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر تم کیونکر اس قول میں کہ اشیائے عالم کے قدم اور بقا کا حکم لگاتے ہو محض اس سبب سے کہ تم نے ان کا حادث ہونا اور ختم ہونا مشاہدہ نہیں کیا اس شخص سے بہتر ہو گئے جو ان میں تمھاری طرح تمیز کو ترک کردے اور انکے لیے حادث ہونے اور فنا ہو جانیکا حکم کرے اس سبب سے کہ نہ تو اس نے ان کا قدیم ہونا مشاہدہ کیا ہے اور نہ ابد الآباد تک باقی رہنا۔ آیا تم نے رات اور دن کو مشاہدہ نہیں کیا کہ ایک دوسرے کے بعد ہوتا ہے انھوں نے عرض کی کہ ہاں دیکھا ہے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ وہ دونوں ہمیشہ سے اسی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے ہیں اور اسی طرح چلے جائیں گے وہ بولے کہ ہاں فرمایا کیا تمھارے نزدیک رات اور دن کا جمع ہونا جائز ہے وہ بولے کہ نہیں فرمایا جبکہ ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو ایک باقی رہا اور دوسرا اس کے بعد حادث ہوگا عرض کی کہ ایسا ہی ہے فرمایا اب تم نے گزشتہ راتوں اور دنوں کے حادث ہونے کا حکم لگایا جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ اب تم خدا کی قدرت کے منکر نہ ہو بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ تم گزشتہ راتوں اور دنوں کو متناہی بتاتے ہو یا غیر متناہی اگر تم غیر متناہی بتاتے ہو تو پہلی چیز کے ختم ہوئے بغیر دوسری چیز تم تک کس طرح پہنچی اور اگر تم یہ کہو کہ وہ متناہی ہیں تو تم کو اس امر کا قائل ہونا پڑیگا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ ان دونوں میں سے ایک بھی موجود نہ تھا۔ انھوں نے عرض کی کہ ہاں۔ بعد ازاں فرمایا کہ کیا تم اب بھی اس بات کے قائل ہو کہ عالم قدیم ہے اور حادث نہیں ہے حالانکہ تم خود اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہو جس کا اقرار یا انکار کرتے ہو وہ بولے کہ ہاں پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ چیزیں جن کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی محتاج ہیں کیونکہ جب تک کہ بعض بعض کے متصل نہ ہو قائم نہیں رہتی عمارت کو دیکھو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کا محتاج ہے ورنہ کبھی منتظم اور مستحکم نہ ہوگی اور یہی حال باقی اشیا کا بھی ہے جبکہ یہ چیز جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کا محتاج ہے تاکہ وہ مضبوط اور مکمل ہو قدیم ہے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ چیز حادث ہوتی تو کیونکر

ہوتی اور اسکی صفت کیا ہوتی۔ حضرتؑ کا یہ ارشاد سن کر وہ حیران ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے جس سے ہم حادث کو موصوف کریں اور وہ ان اشیا میں جن کو ہم قدیم جانتے ہیں موجود نہ ہو یہ سمجھ کر وہ خاموش ہو رہے اور عرض کی کہ ہم اس باب میں غور کریں گے۔

بعد ازاں حضرت مجوس کی طرف متوجہ ہوئے جو کہتے تھے کہ نور اور ظلمت دونوں مدبران عالم ہیں اور فرمایا اے لوگو! تم کس وجہ سے اس قول کے قائل ہوئے ہو۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم نے عالم کو دو قسموں پر منقسم پایا۔ خیر اور شر اور خیر کو شر کی ضد دیکھا۔ اس وجہ سے ہم منکر ہو گئے کہ شر اور اسکی ضد یعنی خیر کا فاعل ایک ہی ہو بلکہ ہر ایک کا فاعل جدا جدا ہے دیکھو جیسا کہ برف کا گرمی پہنچانا محال ہے۔ اسی طرح آگ کا سردی پہنچانا ناممکن ہے اس سے ہم کو ثابت ہو گیا کہ اس عالم کے صانع قدیم دو ہیں ظلمت اور نور جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے سیاہی سفیدی۔ سرخی۔ زردی۔ سبزی نلاہٹ کو نہیں دیکھا کہ یہ سب باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے کوئی دو دو کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے جس طرح گرمی اور سردی ایک دوسری کی ضد ہیں کیونکہ وہ دونوں ایک مقام میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ مجوس نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا تو پھر تم نے ہر ایک رنگ کے لیے ایک ایک صانع قدیم کیوں نہ قرار دیا تاکہ ان رنگوں میں سے ہر ایک رنگ کا فاعل اس کے مخالف رنگ کے فاعل کے سوا ہوتا۔ یہ سن کر وہ خاموش رہ گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے بعد ازاں حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ نور اور ظلمت میں باہم اختلاط (ملاپ) کیونکر ہو گیا۔ حالانکہ نور بالطبع صعود کو چاہتا ہے اور ظلمت نزول کو دیکھو اگر ایک شخص مشرق کو جائے اور دوسرا مغرب کو کیا وہ چلتے چلتے کبھی آپس میں ملیں گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ نور اور ظلمت بھی کبھی آپس میں نہ ملیں گے۔ کیونکہ ان دونوں کی چال مختلف سمتوں میں ہے اب تم بتاؤ کہ یہ عالم ایسی دو مختلف چیزوں سے جن کا آپس میں ملنا محال ہے مل کر کیونکر بن گیا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ دونوں مدبر عالم خدا کی مخلوق ہیں۔ تب انھوں نے عرض کی کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کرینگے

بعد ازاں حضرتؑ نے عرب کے مشرکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اللہ کے سوا بتوں کی کس لیے پرستش کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم انکی پرستش کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں فرمایا کیا وہ (تمھاری عبادت کو) سنتے اور اپنے پروردگار کی اطاعت اور عبادت کرتے ہیں جو تم انکی تعظیم

سے قُربِ خدا حاصل کرتے ہو۔ اُنھوں نے عرض کی کہ یہ صفات تو ان میں موجود نہیں۔ فرمایا تُم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر ان کو بنایا ہے اب اگر وُہ (بُت) تمھاری عبادت کرتے (بشرطیکہ فعل عبادت کا صادر ہونا ان سے ممکن بھی ہوتا) تو یہ زیادہ تر مناسب تھا بہ نسبت اسکے کہ تم انکی پرستش کرتے ہو کیا تم کو ان کی تعظیم و تکریم کرنے کا اُس ذات باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ جو تمھاری مصلحتوں اور انجاموں کو جانتا پہچانتا ہے اور جس امر کا تم کو مکلّف بنانا چاہتا ہے حکمت کے ساتھ اسکی تم کو تکلیف دیتا ہے حضرتؑ کی یہ تقریر سُن کر ان میں باہم اختلاف پڑ گیا۔ بعض تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جن کی صورتیں ایسی ہی تھیں۔ اس لیے ہم ان صورتوں کی تعظیم کرنے کیلئے جن میں ہمارے پروردگار نے حلول کیا تھا ان بُتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور بعض یوں کہنے لگے کہ یہ اُن لوگوں کی صُورتیں ہیں جو زمانہ گزشتہ میں تھے اور وہ خُدا کی اطاعت کرتے تھے۔ اس لیے ہم نے انہی کی سی صُورتوں کے بُت بنائے اور اللہ کی تعظیم کے لیے ان کی عبادت کرتے ہیں۔

اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرتِ آدمؑ کو پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرو ہم فرشتوں کی نسبت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے زیادہ تر سزاوار تھے چونکہ وہ موقع تو ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اِس لیے ہم نے اسکی مُورت بنالی ہے اور اللہ کا قرُب حاصل کرنے کے لیے اس مُورت کو سجدہ کرتے ہیں جس طرح فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کرکے قرُب خدا حاصل کیا اور جس طرح تم کو تمھارے گمان میں مکہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہوا اور تم نے اسکی تعمیل کی بعد ازاں تم نے اپنے ہاتھ سے اس شہر کے سوا اور مقامات میں محرابیں قائم کر کے انکی طرف سجدہ کیا اور کعبہ کا ارادہ کیا نہ کہ ان محرابوں کا اور کعبہ کی طرف سجدہ کرتے میں بھی تمھارا قصد اللہ کی طرف ہوتا ہے نہ کہ کعبہ کی طرف حضرتؑ نے فرمایا کہ تُم لوگ رستہ بھُول گئے اور گمراہ ہو گئے بعد ازاں حضرتؑ نے پہلے اس فریق کی طرف خطاب کیا جو اس بات کے قائل تھے کہ اللہ نے ان مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جو کہ ان صورتوں کے تھے اور فرمایا کہ تم نے اپنے پروردگار کو مخلوق کی صفات سے موصُوف کیا۔ کیا تمھارا پروردگار کسی شئے میں حلول کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وُہ شئے اسکو گھیر لیتی ہے پھر اس میں اور باقی اور چیزوں میں جو اس چیز میں حلول کرتی ہیں (مثلاً اس کا رنگ۔ ذائقہ۔ بُو۔ نرمی سختی بوجھ اور ہلکا پن) کیا فرق ہوا اور محلول فیہ یعنی جس چیز میں خدا نے حلول

کیا ہے وُہ حادث کیوں ہُوئی اور خُدا قدیم کیوں ہوا اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ محلول فیہ قدیم ہوتی اور حال (حلول کرنیوالا) حادث ہوتا حالانکہ وہ باری تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے۔ جبکہ تم نے صفت حلول کو اس میں قرار دے کر اس کو محدثات کی صفات سے موصوف کیا تو تم پر لازم ہوا کہ اس کو صفتِ زوال سے بھی موصُوف کرو اور جس چیز کو تم حدوث اور زوال کی صفت سے موصُوف کرتے ہو اس کو فنا کی صفت سے بھی موصُوف کرو یعنی اُس کو فانی بھی کہو کیونکہ یہ سب حال اور محلول فیہ کی صفات ہیں اور یہ سب صفات متغیّر الذات یعنی ذات میں تغیّر کرنے والی ہیں۔ اور اگر اس باری تعالیٰ کی ذات کسی شے میں حلول کرنے سے متغیّر نہیں ہوتی تو ممکن ہے کہ متحرّک اور ساکن اور سیاہ اور سفید اور سُرخ اور زرد ہونے سے بھی متغیّر نہ ہو اور اس میں سب صفتیں حلول کریں جو یکے بعد دیگرے اپنے موصُوف میں حلول کیا کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ اِس میں محدثین (حادث ہونے والوں) کی سب صفات موجود ہو جائیں اور وہ حادث ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے بزرگ و برتر ہے۔ بعد ازاں حضرتؑ نے اُن سے فرمایا کہ جب تمھارا یہ گمان کہ اللہ تعالیٰ کسی شے میں حلول کرتا ہے باطل ہُوا۔ تو تمھارا دعویٰ بھی فاسد ٹھہرا۔ یہ ارشاد حضرتؑ کا سُنکر وُہ لوگ چُپ ہو گئے اور بولے کہ ہم اپنے مُعاملہ میں غور کریں گے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے دوسرے فریق سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تُم ہم کو بتاؤ کہ جب تُم خدا کے عبادت کرنیوالوں کی صُورتوں کی پرستش کرتے ہو اور اُنکو سجدہ کرتے ہو اور نماز پڑھتے ہو اور اپنے بزرگ چہروں کو ان کو سجدہ کرنیکی غرض سے خاک پر دھرتے ہو تو تم پروردگار عالمین کے واسطے کونسی چیز باقی رکھتے ہو اور یہ بات تم کو معلوم ہی ہے کہ جس کی تعظیم اور عبادت لازم ہو۔ وُہ اس امر کا مُستحق ہے کہ اسکو اس کے بندے کے برابر نہ کیا جائے۔ دیکھو جب کسی عظیمُ الشّان بادشاہ کی تعظیم اور خشُوع و خضُوع اسکے کسی غلام کے برابر کی جائے تو اس میں اس بادشاہ کی حقارت ہو گی یا ایسا کرنے میں جس قدر چھوٹے کی تعظیم میں زیادتی کی جائیگی اسی قدر بڑے کی شان میں کمی ہو گی۔ انھوں نے عرض کی کہ ہاں بیشک ایسا ہی ہو گا۔ فرمایا تو کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تم جس طرح سے خدا کے فرمانبردار اور مطیع بندوں کی تعظیم کرتے ہو۔ اسی طرح سے خُدا کی تعظیم بجالاتے ہو تو تم خدا کی بے عزّتی کرتے ہو۔ حضرتؑ کے اس کلام کا جواب کچھ ان سے نہ بَن پڑا فقط

اتنا کہا کہ ہم اس معاملہ میں غور کریں گے۔

پھر حضرتؑ نے فریقِ سوم سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور ہم کو اپنے مشابہ بتلایا حالانکہ ہم تم اس معاملے میں یکساں نہیں ہیں۔ ہم خدا کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور اُس نے ہم کو پرورش کیا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ جس کام کے کرنے کا وہ ہم کو حکم دے اسکو بجالائیں اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہیں اور جس طریق پر وہ ہم سے اپنی عبادت کرانا چاہے اسی طرح سے اسکی عبادت کریں۔ جب وہ ہم کو کسی قسم کا حکم دے اس میں اسکی اطاعت کریں اور اس کے سوا اور طریق کو اختیار نہ کریں جس کا اُس نے ہم کو حکم نہیں دیا اور اسکے کرنیکی اجازت نہیں دی کیونکہ ہم کو کیا معلوم ہے کہ شاید وہ پہلا ہی کام ہم سے کرانا چاہتا ہو اور دُوسرے کو ناپسند کرتا ہو اور اُس نے ہم کو اپنے سامنے پیش قدمی کرنے سے منع کیا ہے جبکہ اُس نے ہم کو کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کا حکم دیا تو ہم نے اس کی اطاعت کی۔ بعد ازاں امر فرمایا کہ جن شہروں میں تم ہوا کرو، وہیں سے اُسکی طرف مُنہ کر کے عبادت کر لیا کرو۔ ہم نے اِس حکم میں بھی اُس کی اطاعت کی اِس لیے ہم کسی حالت میں اُسکی فرمانبرداری سے باہر نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جبکہ تم کو آدمؑ کے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اُس کی صُورت کو (جیسے آج تم سجدہ کرتے ہو) جو اسکے سوا اور ایک غیر چیز ہے سجدہ کرنے کا امر نہیں فرمایا تھا۔ اس لیے تم کو مناسب نہیں ہے کہ تم اس کو اس پر قیاس کر لو۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب تم وہ کام کرو جس کے لیے تم کو اُس نے حکم نہیں دیا۔ شاید اس کو ناپسند ہو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دن تم کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے تو کیا اس کے بعد پھر کبھی اسکی اجازت کے بغیر تم کو اس کے گھر میں داخل ہونے کا اختیار ہوگا؟ یا اس کے کسی اور گھر میں اسکی اجازت بغیر داخل ہو سکتے ہو۔ یا یہ کہ کوئی شخص اپنا ایک کپڑا یا ایک غلام یا ایک سواری تم کو بخش دے اب تم کو اُسی کے لینے کا اختیار ہوگا؟ یا یہ کہ اگر اس چیز کو نہ لو تو ویسی ہی دوسری چیز کو لے لو؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں کیونکہ اس نے جس طرح اوّل چیز کے لینے کی ہم کو اجازت دی ہے دوسری کے لیے نہیں دی۔ فرمایا اب تم یہ بتاؤ کہ آیا اللہ تعالیٰ زیادہ تر اس بات کا مُستحق اور سزاوار ہے کہ اسکی سلطنت میں اس کی اجازت بغیر پیش قدمی نہ کی جائے یا اس کے بعض بندے جنکی بابت ابھی تم

اقرار کر چکے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ زیادہ تر اس بات کا مُستحق ہے کہ اُس کے مُلک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کیا جائے۔ فرمایا تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا اور اُس نے کب تم کو حکم دیا ہے کہ ان صُورتوں کے ذریعے میری عبادت کرو۔ اِس بات کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ ہم اپنے معاملے میں غور کریں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ مجھکو اُس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرتؐ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے کہ ان لوگوں کو تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ سب کے سب حاضرِ خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور یہ کُل پچیس آدمی تھے۔ ہر فرقہ کے پانچ پانچ نفر تھے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم نے تیری حجت کی مانند کہیں کسی کی حجت نہیں دیکھی۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تُو خدا کا پیغمبر ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ آیہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ (یعنی تمام تعریفیں اسی خدا کے واسطے سزاوار ہیں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور ظلمات (اندھیرے) اور نور (روشنی) کو خلق کیا ہے پھر جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں غیر خدا یعنی بُتوں کو اپنے پروردگار کے برابر کرتے ہیں) میں مذکورہ بالا پانچ فرقوں میں سے تین فرقوں کی تردید ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ میں تو دہریہ کو رَد کیا ہے جو کہتے تھے کہ موجوداتِ عالم قدیم ہیں۔ ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہیں اور اُن کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ میں مجوس کی تردید کی گئی ہے جو کہتے تھے کہ نُور اور ظلمت دونوں مدبرِ عالم ہیں اور ثُمَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِرَبِّہِمۡ یَعۡدِلُوۡنَ میں مُشرکانِ عرب کو رَد کیا ہے جو کہتے تھے کہ ہمارے بُت ہمارے معبُود ہیں۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید میں جو غیر خُدا کو خدا کے مقابل یا اُس کا مثل قرار دیتے تھے۔ سُورۂ توحید نازل کی اور فرمایا اے محمدؐ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۝ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ تو کہہ دے وہ خدا ایک ہے اور خُدا بے نیاز ہے۔ اُس نے کسی کو نہیں جنا۔ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور کوئی اُس کا ہمسر اور ہم رُتبہ نہیں ہے۔

پارہ ۷ سورۂ انعام شروع

بعدازاں حضرتؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہو اِیَّاکَ نَعۡبُدُ یعنی ہم ایک ہی خدا کی عبادت
کرتے ہیں اور دہریہ کی طرح اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ عالم قدیم ہے اور اسکی کوئی ابتدا نہیں
ہے اور ہمیشہ سے اسی طرح چلا آیا ہے اور نہ مجوس کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ظلمت اور نور دونوں
مدبّر عالم ہیں اور نہ مشرکان عرب کی طرح بتوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں ہم کسی کو تیرے ساتھ
شریک نہیں کرتے اور نہ ان کافروں کی طرح تیرے سوا اور کسی کو خدا کہتے ہیں اور نہ یہود و
نصاریٰ کی طرح کسی کو تیرا بیٹا بتلاتے ہیں تو اس بات سے بزرگ و برتر ہے۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آیۂ ذیل کا بھی یہی مطلب ہے وَقَالُوا لَنۡ یَدۡخُلَ الۡجَنَّةَ
اِلَّا مَنۡ کَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی یعنی یہودیوں نے کہا کہ یہودی ہی جنت میں جائیں گے اور
نصاریٰ نے کہا کہ صرف ہم ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان کے سوا اور کافروں نے اسی طرح
اپنے اپنے اقوال بیان کئے (کہ ہم ہی جنت میں جائیں گے) اب خدا فرماتا ہے اے محمدؐ تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ
یہ ان کی آرزوئیں ہیں جن کی وہ بے حجت و برہان تمنا کرتے ہیں قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ
صٰدِقِيۡنَ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعویٰ کی دلیل بیان کرو۔ جس طرح محمدؐ
نے اپنی دلیلیں بیان کی ہیں جو تم نے نہیں سنیں بعدازاں فرماتا ہے۔ بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ
لِلّٰهِ ہاں بیشک وہ شخص جنت میں داخل ہوگا جو اپنی ذات کو خاص خدا کا مطیع کرے جیسا
کہ ان لوگوں نے کیا ہے کہ محمدؐ کی دلائل و براہین کو سُن کر ایمان لے آئے وَهُوَ مُحۡسِنٌ
حالانکہ وہ اپنے اعمال خاص خدا کے لیے بجالا کر نیکی کرنیوالا ہو فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ
پس اس کو معاملات کے فیصل ہونے کے دن یعنی قیامت کے روز اپنے پروردگار کی طرف سے
اس کا ثواب ملیگا وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا ڈر نہ ہوگا۔ جبکہ
کفّار عذاب و عقاب کو مشاہدہ کرکے خائف و ترساں ہونگے وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ اور مرتے وقت
ان کو کسی قسم کا حزن و ملال لاحق نہ ہوگا کیونکہ اس وقت انکو جنت کی خوشخبری دی جائے گی۔

**قولہ عزّوجلّ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ لَيۡسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيۡءٍ وَّقَالَتِ
النَّصٰرٰى لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَيۡءٍ وَّهُمۡ يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ
الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ**

فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ۝ ترجمہ اور یہودیوں نے کہا کہ نصاریٰ کسی دین پر نہیں ہیں۔
اور نصاریٰ نے کہا کہ یہودی کسی دین پر نہیں۔ حالانکہ وہ دونوں کتابِ توریت و انجیل کو پڑھتے
ہیں ایسا ہی ان کی طرح ان لوگوں نے کہا ہے جو حق کو نہیں جانتے ہیں پس خدا قیامت کے دن
اُن میں حکم کرے گا جس بات میں کہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَقَالَتِ الۡيَهُوۡدُ
لَيۡسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيۡءٍ کہ یہودیوں نے کہا کہ نصاریٰ کے مذہب کی کوئی حقیقت نہیں ہے
بلکہ اُن کا دین باطل ہے اور وہ کافر ہیں وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيۡسَتِ الۡيَهُوۡدُ عَلٰى شَيۡءٍ اور
نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودیوں کے مذہب کی کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ ان کا دین باطل ہے اور وہ
کافر ہیں۔ وَهُمۡ يَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ حالانکہ یہ اور وہ دونوں بلا حجت و دلیل تقلید کرتے ہیں
اور کتاب خدا کو پڑھتے ہیں مگر اس میں تامل و غور نہیں کرتے تاکہ جس چیز کو وہ واجب ٹھہراتی ہے اس پر
عمل کریں اور گمراہی اور ضلالت سے نجات پائیں بعدازاں فرماتا ہے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا
يَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِهِمۡ اسی طرح ان لوگوں نے جو حق کو نہیں جانتے اور حکم خدا کے موافق انھوں
نے اس میں غور نہیں کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی طرح ایک دوسرے کو کافر اور اہل باطل کہا فَاللّٰهُ
يَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ۝ پس خدا ان کے درمیان قیامت
کے دن اس باب میں حکم کریگا جس میں وہ دنیا میں باہم اختلاف رکھتے ہیں اور ان کی گمراہی اور
فسق و فجور کو ظاہر کرے گا اور ہر ایک کو اس کے استحقاق کے موافق بدلا دے گا۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے اس آیت کی شانِ نزول میں فرمایا ہے کہ یہ آیت اس لیے
نازل ہوئی ہے کہ چند یہودی اور چند نصاریٰ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ
ہمارا فیصلہ کر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اپنا مقدمہ میرے روبرو بیان کرو۔ تب یہودیوں نے کہا
کہ ہم خدائے واحد و حکیم پر اور اس کے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور نصاریٰ کسی دین اور حق پر نہیں
ہیں پھر نصاریٰ نے بیان کیا کہ ان کا قول درست نہیں ہے۔ بلکہ ہم خدائے واحد و حکیم اور اس
کے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ یہودی کسی دین اور حق پر نہیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سب
کے سب خطاکار اور جھوٹے اور خدا کے دین اور اسلام کے حکم سے باہر ہو یہ سُن کر یہودیوں نے

عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہوئے۔ حالانکہ توریت جو کتاب خدا ہے ہمارے پاس موجود ہے اور ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں اور نصاریٰ نے عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہیں۔ حالانکہ ہمارے پاس انجیل جو کتاب خدا ہے موجود ہے اور ہم اس کو پڑھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہود و نصاریٰ تم نے کتاب خدا کی مخالفت کی ہے اور اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر تم اس پر عامل ہوتے تو بے دلیل ایک دوسرے کو کافر نہ کہتے کیونکہ خدا کی نازل کی ہوئی کتابیں کوردلی سے شفا دیتی ہیں اور گمراہی کو صاف ظاہر کر دیتی ہیں اور ان پر عمل کرنے والوں کو راہِ راست کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور جب تم کتابِ خدا پر عمل نہیں کرتے ہو تو وہ تم پر باعثِ وبال ہے اور تم خدا کی حجتوں کی پیروی نہیں کرتے تو خدا کے نافرمان بن گئے اور عتاب و عقاب الٰہی کے سزاوار ہو گئے۔ بعد ازاں حضرتؐ یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے یہودیو! امرِ خدا کی خلاف ورزی اور اس کی کتاب کی مخالفت سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی اس کے باعث تمھارے گزشتہ بزرگوں کی طرح عذابِ خدا نازل ہو جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ پس جن لوگوں نے کہ اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ انھوں نے اس قول کو جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ دوسرے قول سے بدل ڈالا فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ تب ہم نے ان لوگوں پر کہ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ ان کے فسق و فجور کے باعث عذابِ طاعون کو آسمان سے نازل کیا کہ ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس عارضہ سے ہلاک ہو گئے۔ بعد ازاں پھر ان کو اس عذاب نے گھیرا۔ اسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مرے اور انھوں نے یہ خلاف ورزی کی تھی کہ جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بہت بلند ہے۔ تب وہ کہنے لگے کہ ہم کو اس میں داخل ہوتے وقت رکوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ دروازہ بہت چھوٹا ہوگا اس لیے ہم کو وہاں رکوع کرنا ضروری ہوگا۔ یہ دروازہ تو بہت بلند ہے اور حضرت موسیٰؑ اور یوشع بن نون کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگ ہم سے کب تک مسخرا پن کرتے اور مہمل باتوں میں ہم سے سجدہ کراتے رہیں گے اور اپنی پیٹھیں دروازے کی طرف کر لیں اور حِطّةٌ کہنے کی بجائے ان کو حکم دیا گیا تھا ھطا سمقاثا کہا جس کے معنی گندم سرخ کے ہیں۔ یہ تبدیلی تمھارے بزرگوں نے کی تھی۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان بنی اسرائیل کیلئے بابِ حطّہ نصب کیا گیا تھا۔ اے اُمّتِ محمدیؐ تمھارا بابِ حطّہ اہلبیتِ محمدؐ ہیں اور تم کو حکم دیا گیا ہے کہ انکی ہدایت کی متابعت کرو اور ان کے طریق کو اپنے اوپر لازم کر لو تاکہ اس عمل سے تمھاری خطائیں اور گناہ معاف کیے جائیں اور نیکوں کی نیکی میں زیادتی ہو اور تمھارا بابِ حطّہ بنی اسرائیل کے بابِ حطّہ سے افضل ہے کیونکہ وہ لکڑی کا دروازہ تھا اور ہم ناطق اور صادق اور قائم ہونیوالے اور ہدایت کرنیوالے اور صاحبانِ فضیلت ہیں چنانچہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ آسمان کے ستارے غرق ہونے سے نجات پانے کا ذریعہ ہیں اور میری اہلبیتؑ میری اُمّت کیلئے دین میں گمراہ ہونے سے بچنے کا باعث ہیں وہ زمین میں کبھی ہلاک نہ ہونگے۔ جبتک ان کے درمیان میری اہلبیتؑ میں سے کوئی ایسا شخص موجود رہیگا۔ جس کی ہدایت اور طریقوں کی وہ لوگ پیروی کرینگے اور سنو حضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس کی زندگی میری دنیاوی زندگی کی مانند ہو اور اس کی موت مثل میری موت کے ہو۔ اور جنّتِ عدن میں ساکن ہو جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس درخت میں ہاتھ مارے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے لگایا ہے اور اسکو فرمایا ہے کُن یعنی ہو جا پس وہ ہو گیا ہے اس کو چاہیے کہ علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کو اختیار کرے اور اسکی امامت کا اقرار کرے اور اسکے دوست کو دوست رکھے اور اُس کے دشمن کو دشمن رکھے اور اسکے بعد اسکے فرزندوں (ذریّت) کی (جو صاحبانِ فضیلت اور مطیعانِ پروردگار ہیں) ولایت کو اختیار کرے کیونکہ وہ میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے میرا علم و فہم انکو روزی کیا ہے پس وائے ہو میری اُمّت کے ان لوگوں پر جو ان کی فضیلت کی تکذیب کریں اور میرے پیوند کو ان سے قطع کریں اور ان کی نافرمانی کریں۔ خدا میری شفاعت ان کو نصیب نہ کرے۔

اور جنابِ امیرؑ نے فرمایا ہے کہ جس طرح بعض بنی اسرائیل اطاعت کرنیکے سبب سے معزز و مکرم ہوئے اور بعض نافرمانی کی وجہ سے عذابِ خدا میں گرفتار ہوئے اسی طرح تمھارا حال بھی ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ وہ نافرمانبردار لوگ کون ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جن کو ہم اہلبیتؑ کی تعظیم کرنے اور ہمارے حقوق کو بزرگ جاننے کا حکم ہوا پس انھوں نے اسکے خلاف کیا اور نافرمانی کی اور ہمارے حق کا انکار کیا اور اسکو خفیف اور سبک سمجھا اور اولادِ رسولؐ کو جنکی تعظیم کرنے اور ان سے محبت کرنے کا

ان کو حکم دیا گیا تھا قتل کیا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا امیر المومنینؑ کیا ایسا بھی وقوع میں آئے گا فرمایا ہاں یہ خبر سچ ہے اور یہ امر شدنی ہے عنقریب یہ لوگ میرے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کریں گے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ان ظالموں میں سے اکثروں کو بہت جلد دُنیا ہی میں اس شخص کی تلواروں کا عذاب لاحق ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ ان کے فسق و فجور کا انتقام لینے کے لیے ان پر مسلّط کرے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر دُنیا ہی میں عذاب نازل ہوا تھا اصحاب نے عرض کی وہ کون شخص ہوگا۔ فرمایا بنی ثقیف میں سے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام مختار ابن ابو عبیدہ ہوگا۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ جناب امیرؑ کے خبر دینے کے کچھ عرصہ بعد وقوع میں آیا اور کسی شخص نے جناب امام زین العابدین کی زبانی حجاج ابن یوسف علیہ لعن اللہ کو یہ خبر پہنچائی۔ وہ ملعون بولا کہ رسولِ خداؐ نے تو یہ کہا ہی نہیں اور علیؑ ابن ابی طالب نے جو خبر رسولِ خداؐ کی طرف سے بیان کی ہیں۔ مجھے ان میں شک ہے اور علیؑ بن حسینؑ ایک مغرور لڑکا ہے وہ جھوٹی باتیں بنایا کرتا ہے اور اس کے پیرو ان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں تم جا کر مختار کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ جب وہ حسب الطلب گرفتار ہو کر سامنے آیا تو حکم دیا کہ اس کو فرش چرمیں (نطع) پر لے جا کر قتل کر ڈالو آخر کار اس ملعون کے حکم سے فرش بچھا کر مختار کو اس پر بیٹھایا مگر غلام اِدھر اُدھر پھرتے تھے اور تلوار کوئی نہ لاتا تھا۔ حجاج نے ان سے کہا تم کو کیا ہو گیا قتل کیوں نہیں کرتے وہ بولے خزانہ کی کُنجی گم ہو گئی اور ملتی نہیں اور تلوار خزانہ میں ہے مختار نے کہا کہ اے حجاج تو ہرگز مجھ کو قتل نہ کر سکے گا اور رسولؐ خدا کا قول ہرگز جھوٹا نہ ہوگا اور اگر تو مجھے قتل بھی کر دیگا تو اللہ تعالےٰ پھر مجھ کو زندہ کرے گا تاکہ میں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں۔ تب حجاج نے اپنے ایک حاجب کو حکم دیا کہ اپنی تلوار جلّاد کو دیدے تاکہ وہ اس سے مختار کو قتل کرے الغرض جلّاد اس حاجب کی تلوار لے کر مختار کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا اور حجاج اس کو اکساتا تھا اور جلدی کر رہا تھا اسی اثنا میں کہ وہ مختار کے قتل کی تدبیر کر رہا تھا ناگاہ اسکو اُونگھ آ گئی اور تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی اسی کے پیٹ میں لگی اور پیٹ شق ہو کر مر گیا بعد ازاں اس ملعون نے دُوسرے جلّاد کو طلب کیا اور تلوار اس کے حوالے کی جب اس نے تلوار کو مختار کی گردن پر مارنے کے لیے بلند کیا تو اس کو ایک بچھو نے ڈنگ مارا اور وہ گر کر مر گیا۔ جب لوگوں نے

اِدھر اُدھر جستجو کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچھو ہے اُنھوں نے بچھو کو مار ڈالا اس وقت پھر مختار نے حجاج سے کہا کہ تو میرے قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وائے ہو تجھ پر نزار ابن معد ابن عدنان کے قول سے عبرت حاصل نہیں کرتا جو اس نے شاپور ذوالاکتاف سے کہا تھا جبکہ وہ اہلِ عرب کو قتل کرتا تھا اور ان کی بیخ کنی کر رہا تھا اس وقت نزار نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایک زنبیل میں ڈال کر شاپور کے راستہ میں رکھ دو آخر کار جب شاپور نے اسکو دیکھا تو پُوچھا کہ تو کون ہے نزار نے جواب دیا۔ میں ایک مردِ عرب ہوں مجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تو اہلِ عرب کو بے قصور کیوں قتل کرتا ہے اور جو لوگ سرکش تھے اور تیری سلطنت میں فساد برپا کرتے تھے۔ ان کو تو قتل کر ہی چکا ہے۔ اب اس ناحق خونریزی کا کیا باعث ہے شاپور نے جواب دیا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ان میں ایک شخص محمدؐ نامی پیدا ہوگا جو نبوت کا دعوےٰ کرے گا اور سلاطین عجم کی سلطنت اس کے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہوگی اس لیے میں ان کو قتل کرتا ہوں تاکہ ان میں وہ شخص پیدا نہ ہو نزار نے کہا کہ اگر یہ بات تو نے جھوٹوں کی کتابوں میں لکھی دیکھی ہے تو جھوٹے لوگوں کے کہنے سے بے خطا لوگوں کو کیوں قتل کرتا ہے اور اگر یہ سچے لوگوں کا قول ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس اصل کی حفاظت کریگا جس سے وہ شخص پیدا ہوگا اور تو ہرگز اس کے باطل کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا اور اُس کا حکم جاری ہوگا اور وہی ہو کر رہے گا۔ اگرچہ عرب میں ایک ہی شخص باقی رہ جائے نزار کی یہ لاجواب تقریر سُن کر شاہ پور نے کہا کہ اس نزار (جو فارسی میں جھزول یعنی لاغر کے معنی میں ہے) نے سچ کہا اہلِ عرب کے قتل کرنے سے ہاتھ ہٹالو اسکے حکم سے اہلِ لشکر ان کے قتل سے باز رہے بعد ازاں مختار نے کہا اے حجاج اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ میں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں۔ اب تیرا جی چاہے میرے قتل کا ارادہ کر اور چاہے نہ کر یا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو میرے قتل سے باز رکھے گا یا اس کے بعد پھر مجھ کو زندہ کرے گا۔ کیونکہ رسولؐ خدا کا قول سچا ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں اس ملعون نے جلّاد سے کہا کہ اس کو قتل کر مختار نے کہا کہ یہ ہرگز مجھ کو قتل نہ کر سکے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جس کام کے کرنے کا تو اس کو حکم دیتا ہے تو خود ہی کر اور تیرے اُوپر ایک سانپ مسلّط ہو جیسے اس شخص پر بچھو مسلّط ہوا تھا۔ الغرض وہ جلّاد مختار کی گردن پر تلوار مارنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ یکایک عبدالملک ابن مروان کا ایک خواص

وہاں آیا اور آتے ہی جلاد کو چیخ کر پکارا کہ وائے ہو تجھ پر، اپنی تلوار کو اس کی گردن سے ہٹا لے۔ اس شخص کے پاس عبدالملک ابن مروان کی چھٹی تھی جو حجاج ملعون کے نام تھی جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج ابن یوسف میرے پاس ایک پرندہ ایک چھٹی لیکر آیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ تو نے مختار کو گرفتار کیا ہے اور اس خیال سے تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ تو نے سُنا ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ وہ بنی اُمیہ کے اعوان وانصار میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کرے گا۔ جب میری یہ چھٹی تیرے پاس پہنچے اسی وقت اس کو چھوڑ دے اور نیکی کے سوا اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کر کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید ابن عبدالملک بن مروان کی دایہ کا شوہر ہے اور جو روایت کہ تو نے سُنی ہے اگر وہ جھوٹی ہے تو جھوٹی خبر سے ایک مسلمان مرد کا قتل کرنا کیا معنی اور اگر سچ ہے تو رسُولِ خدا کے قول کو ہرگز نہ جھٹلا سکے گا۔

آخرکار حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا اور وہ چھوٹتے ہی کہنے لگا۔ میں عنقریب ایسا کرونگا اور فلاں وقت خروج کروں گا۔ اور اتنے آدمیوں کو قتل کروں گا اور یہ لوگ یعنی بنی اُمیہ ذلیل وحقیر ہوں گے۔ جب حجاج کو یہ خبر پہنچی تو پھر پکڑوا منگایا اور گردن مارنے کا ارادہ کیا۔ مُختار نے کہا تو ہرگز اس امر پر قُدرت نہ پا سکے گا بحکم خُداوند متعال کی تردید پر مت آمادہ ہو یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک پرندہ عبدالملک ابن مروان کی چھٹی لے کر آن پہنچا اُس میں یہ مضمون درج تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج مختار سے کچھ تعرض نہ کر۔ کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید کی انّا کا شوہر ہے اور اگر وُہ سچا ہے تو تُو اس کے قتل کرنے سے منع کیا جائیگا جیسے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے قتل کرنے کیلئے مقرر کیا تھا۔ الغرض حجاج نے اسکو چھوڑ دیا اور بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ خبردار پھر کبھی اس قسم کی باتیں نہ کرنا مگر مختار نے چھوٹتے ہی وہی باتیں کرنی شروع کر دیں۔ جب حجاج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس کو طلب کیا مگر وُہ پوشیدہ ہو گیا اور ایک مُدت تک چھپا رہا۔ آخرکار پکڑا گیا۔ جب اُس نے مختار کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو پہلی طرح سے پھر عبدالملک کی چھٹی پہنچی۔ تب اُس نے مختار کو قید کر دیا اور عبدالملک کو ایک عرضی لکھی۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ تو لیے علم کھلا دشمن کو کیونکر اپنا سمجھتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ میں بنی اُمیہ کے اعوان وانصار میں سے اِس قدر آدمیوں کو قتل کروں گا۔ عبدالملک نے اُس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ اے حجاج تو ایک جاہل آدمی ہے۔ اگر یہ خبر جھوٹی ہے تو ہم کو اس کی زوجہ کے حق کی وجہ سے جس نے ہماری خدمت کی ہے اس کے حق کی رعایت ضروری ہے اور اگر یہ بات سچ ہے تو ہم عنقریب دیکھیں گے کہ وُہ ہم پر مُسلط ہوگا جس طرح فرعون نے موسیٰؑ کی پرورش کی اور موسیٰ اُس پر مُسلط ہوا القصہ حجاج نے مختار کو اس کے پاس بھیج دیا۔ بعدازاں مختار کا معاملہ جو کچھ ہُوا سو ہُوا اور جس جس کو قتل کیا سو کیا۔

امام زین العابدینؑ کے اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے مختار کے مُعاملہ کا ذکر تو فرمایا مگر یہ نہ فرمایا کہ یہ واقعہ کب ظہور میں آئیگا اور کس کس کو قتل کریگا حضرتؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے سچ فرمایا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس واقعہ کے وقتِ وقوع سے مطلع کروں۔ اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولؐ ارشاد فرمایئے فرمایا کہ فلاں روز (اور یہ بات جس روز حضرت نے ان لوگوں سے فرمائی تھی اس کے تیسرے برس کے آخری روز یہ واقعہ ہوا) اور فلاں دن عبداللہ ابن زیاد اور شمر ابن ذوالجوشن علیہما اللعن والعذاب کے سر ہمارے پاس آئیں گے اور اُس وقت ہم کھانا کھاتے ہونگے اور ان کی طرف دیکھیں گے الغرض جب وہ دن آیا جس کی بابت حضرتؑ نے خبر دی تھی کہ اس روز مختار بنی امیہ کو قتل کریگا تو امام زین العابدینؑ اپنے اصحاب سمیت دسترخوان پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ناگاہ ان سے فرمایا اے بھائیو اپنے دلوں کو خوش کرو اور کھانا کھاؤ تم تو کھانا کھا رہے ہو اور ظالمان بنی اُمیّہ قتل ہو رہے ہیں اصحاب نے عرض کی کہ کہاں۔ فرمایا فلاں مُقام پر مختار اُن کو قتل کر رہا ہے اور فلاں روز وُہ دونوں سر ہمارے پاس لائیں گے جب وُہ دن آیا تو حضرتؑ نماز سے فارغ ہو کر دسترخوان پر بیٹھنے لگے تھے کہ یکایک وُہ دونوں سر پہنچے۔ جب حضرتؑ کی نظر ان سروں پر پڑی تو جھٹ سجدہ میں گئے اور فرمایا کہ اُس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے سے پہلے مجھ کو انھیں دکھایا پھر کھانا تناول کرنا شروع کیا اور اُن کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور جب حلوہ کھانے کا وقت آیا تو خدمت گار حلوہ نہ لائے کیونکہ ان سروں کی خبر پانے کے سبب انکو اس کے تیار کرنے کی فرصت نہ ملی تھی۔ حضرتؑ کے مصاحبوں نے عرض کی کہ آج حلوہ نہیں آیا فرمایا ان سروں کی طرف نظر کرنے سے زیادہ تر

شیریں کسی حلوے کی ہم کو خواہش نہیں ہے۔ بعدازاں حضرتؑ نے جنابِ امیرؑ کے قول کی طرف رجوع کی کہ اس وصیِ رسولِ مختار نے فرمایا ہے کہ جو عذاب کافروں اور فاسقوں کے لیے خدا کے پاس مہیا کیا گیا ہے وُہ بہت بڑا اور زیادہ تر دیرپا ہے۔ اس کے بعد جنابِ امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے فرمانبرداروں کے لیے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور وُہ ان کی نیکیوں کو زیادہ کرتا ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ تمہارے مطیع و فرمانبردار کون لوگ ہیں۔ فرمایا وُہ لوگ جو اپنے پروردگار کو واحد جانتے ہیں اور ان صفات سے اس کو موصوف کرتے ہیں جو اس کے لائق ہیں اور اس کے پیغمبر محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے فرائض کے ادا کرنے اور محرمات کے ترک کرنے میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے وقتوں کو ذکرِ خدا کرنے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں صرف کرتے ہیں اور حرص اور بخیلی کو اپنے نفسوں سے دور کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو جو اُن پر فرض کی گئی ہے ادا کرتے ہیں اور اس کو رد کرتے نہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِی الدُّنْيَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ **ترجمہ** اور اُس شخص سے زیادہ ظالم کون شخص ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اُس کا نام لینے سے منع کرے اور ان کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے ایسے لوگوں کو سزاوار نہیں ہے کہ وُہ ان مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہُوئے (حکم و عدلِ خُدا سے) ان کے لیے دُنیا میں رسوائی اور خواری ہے اور آخرت میں ان کو عذابِ عظیم دیا جائے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مکہ میں مبعوث کیا اور حضرتؐ نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا اور آپکا کلمہ وہاں پھیل گیا۔ اور حضرتؐ نے بُت پرستی کے سبب ان لوگوں کے دینوں کو عیب لگایا اور ان مُشرکوں نے حضرت پر ہجوم کیا اور آپکی معاشرت کو بُرا سمجھا اور حضرت کے نیک اصحاب اور شیعوں اور علیؑ ابن ابی طالب کے شیعوں نے جو مسجدیں صحنِ کعبہ میں بنائی تھیں جن میں بیٹھ کر ان باتوں کو زندہ کرتے تھے جنکو ان ناحق پرستوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی عبادتِ خدا اور دعوتِ اسلام کرتے تھے انکے گرانے اور خراب کرنے میں ساعی ہوئے اور ان

مُشرکوں نے ان مسجدوں کے خراب کرنے اور محمدؐ اور آپکے اصحاب کی ایذا رسانی میں یہانتک کوشش کی کہ حضرتؐ کو ناچار مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا۔ جاتے وقت حضرتؐ نے پیچھے مڑ کر مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شہرِ مکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اگر تیرے باشندے مجھ کو نہ نکالتے تو مَیں کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا اور تجھ سے کسی کو بدلنا نہ چاہتا اور مَیں تیری جُدائی سے نہایت مغموم و محزون ہوں اس وقت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ اللہ تعالیٰ بعد تحفۂ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ مَیں عنقریب پھر تجھ کو با فتح و ظفر صحیح و سالم قادر اور غالب کر کے اس شہر میں واپس لاؤں گا۔ چنانچہ خدا قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے (کہ تو اس پر عمل کرے اور اس کو لوگوں کو پہنچائے) وُہی ضرور تجھ کو مظفر و منصور کر کے مکہ میں پھر واپس لائے گا۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو اس حال سے مطلع فرمایا اہلِ مکہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وُہ سُن کر ہنسنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ سے فرمایا کہ میں عنقریب تجھ کو شہرِ مکہ پر غالب کرونگا اور ان پر میرا حکم جاری ہوگا اور بہت جلد مُشرکوں کو اس شہر میں داخل ہونے سے منع کرونگا۔ اور ان میں سے اگر کوئی وہاں داخل بھی ہوگا تو ڈرتا ہُوا اور چھپ چھپا کر کہ اگر حضرتؐ کو خبر ہوگئی تو قتل کیا جاؤں گا

جب فتحِ مکہ کے بارے میں حکمِ خدا جاری ہوچکا اور حضرتؐ کا عمل دخل خوب طرح اس شہر پر ہوگیا تو حضرتؐ نے عتاب ابن اسید کو ان پر حاکم مقرر کیا۔ جب اسکے حاکم مقرر ہونیکی خبر مکہ والوں نے سُنی تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہم کو خفیف سمجھتا ہے اور ذلیل و خوار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس کے ایک نوجوان لڑکے کو ہم پر حاکم کیا ہے اور ہم میں بڑی بڑی عمروں والے پرانے تجربہ کار بُڈھے موجود ہیں اور ہم بیت اللہ الحرام کے خدام ہیں اور اس کے اس حرم کے ہمسائے ہیں جو امن دینے والا اور روئے زمین پر تمام بقعہ ہائے خدا یعنی مقاماتِ متبرکہ سے بہتر ہے **الغرض** حضرتؐ نے امارتِ مکہ کی بابت عتاب ابن اسید کیلئے ایک پروانہ تحریر فرمایا اور اس کے شروع میں لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ پروانہ محمدؐ رسُول اللہ کی طرف سے ہمسائیگانِ بیت اللہ و ساکنانِ حرم اللہ کے نام ہے۔ بعدازاں تم کو معلوم ہو کہ جو کوئی تم میں سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہے اور محمدؐ رسُولِ خدا کو اپنے افعال میں سچا اور افعال میں صواب و درستی پر جانتا ہے اور اس کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب سے جو اس کا وصی اور صفی اور اس کے بعد جملہ خلائق سے بہتر ہے موالات (دوستی) رکھتا ہے وُہ ہم میں سے ہے اور اُس کی بازگشت

سیپارہ ۲۰ سُورۂ قصص ع اخیر

ہماری طرف ہے اور جو کوئی ان باتوں کا (جو میں نے لکھی ہیں) یا ان میں سے کسی ایک بات کا منکر ہوگا پس خدا اس کو دور کرے کیونکہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہے خدا اس کے کسی عمل کو خواہ وہ کتنا ہی بزرگ اور عظیم کیوں نہ ہو قبول نہ کریگا۔ اور اس کو جہنم میں ڈالے گا اور وہ ابدالآباد تک اسی میں پڑا رہے گا اور محمد رسول اللہ نے تمہاری حکومت کا ذمہ دار عتاب ابنِ اسید کو ٹھہرایا ہے اور یہ امور اس کو سپرد کئے ہیں کہ تمہارے غافلوں کو تنبیہ کرے اور تمہارے جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہاری راہوں کی کجی کو سیدھا کرے اور جو کوئی تم میں سے آدابِ الٰہی سے تجاوز کرے اسکی تادیب کرے کیونکہ اس نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کی دوستی اور علیؑ ولی اللہ کی پیروی اور متابعت میں تم سب پر فوقیت اور فضیلت رکھتا ہے پس وہ ہمارا خادم ہے اور دینِ خدا میں ہمارا بھائی ہے اور ہمارے دوستوں کا دوست ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن اور تمہارے واسطے سایہ ڈالنے والا آسمان اور پاک زمین اور روشنی دینے والا سورج اور مصفا چاند ہے اور خدا نے اسکو تم سب پر فضیلت دی ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کی موالات اور محبت میں تم پر فوقیت رکھتا ہے۔ میں نے اسکو تم پر حاکم مقرر کیا ہے وہ ارادۂ الٰہی کے موافق عمل کریگا اور خدا اس کو کبھی توفیق سے خالی نہ رکھے گا۔ جیسا کہ محبتِ محمدؐ و علیؑ سے اس کو شرفِ کامل اور بہرۂ وافر عطا فرمایا ہے اس کو رسولِ خدا سے مشورہ اور صلاح کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ بلکہ وہ نہایت درست کردار راست گفتار اور امانت گزار ہے پس جو کوئی تم میں سے اس کی اطاعت کرے۔ وہ خداوند جلیل کی طرف سے جزائے جمیل اور عطائے جلیل کا امیدوار ہے اور جو کوئی اسکی مخالفت کرے وہ بادشاہ قہار و غلاب کے غضب و عذابِ شدید کی زیادتی سے پُرحذر رہے اور تم میں سے کوئی شخص اس کی کم سنی کو حجت میں پیش نہ کرے۔ کیونکہ بڑی عمر والا افضل نہیں ہوتا بلکہ افضل بزرگ تر ہوتا ہے اور وہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تم سب سے دانا تر اور افضل ہے اسی لیے میں نے اس کو تم پر رئیس اور حاکم مقرر کیا ہے پس جو کوئی اس کی اطاعت کرے گا۔ اس کا حال بہت اچھا ہے اور جو کوئی اس کا مخالف ہوگا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا۔

الغرض جب عتاب ابنِ اسید حضرتؐ کا فرمان لے کر مکہ معظمہ میں وارد ہوا تو وہاں ایک کھلے مقام میں جا کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ سب یہاں آ کر جمع ہوں وہ سب وہاں آ کر جمع ہوئے۔ تب عتاب نے

بہ آوازِ بلند پکار کر کہا کہ اے اہلِ مکہ میں رسولِ خدا کا فرستادہ ہوں حضرتؐ نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ منافقوں کے لیے جلانے والا شہاب اور مومنوں کے لیے باعثِ رحمت و برکت ہوں اور میں تمہارے حالات سے اور تمہارے منافقوں کے حالات سے بخوبی واقف ہوں اور میں عنقریب تم کو نماز کا حکم دونگا کہ اسکے لیے حاضر ہوا کرو۔ پھر میں پوشیدہ طور پر لوگوں کی دیکھ بھال کرونگا جس کو جماعت کا پابند پاؤنگا۔ اس کے لیے مومن کا حق مومن پر لازم کرونگا (یعنی اس پر حکم مومنین جاری کروں گا) اور جس کو جماعت سے غیر حاضر دیکھونگا اسکی تفتیش کرونگا۔ اگر وہ کچھ عذر رکھتا ہوگا تو اس کے عذر کو قبول کرونگا اور اگر کوئی عذر نہ پاؤنگا تو اس کو قتل کرونگا۔ یہ حکم تم سب کیلئے اللہ کی طرف سے حتمی طور پر جاری ہو چکا ہے تاکہ میں حرمِ خدا کو منافقوں سے پاک کر دوں۔ بعد ازاں معلوم رہے کہ صدق و راستی امانت ہے اور فسق و فجور خیانت اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ذلت میں مبتلا کرتا ہے اور معلوم رہے کہ تمہارا قوی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں ضعیفوں کا حق اس سے لونگا۔ اور تمہارا ضعیف میرے نزدیک قوی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا حق زبردستوں سے دلاؤں گا۔ تم خدا سے خوف کرو اور اطاعتِ خدا سے اپنے نفسوں کو شریف اور بزرگ بناؤ اور اپنے پروردگار کی مخالفت کر کے ان کو ذلیل و خوار مت کرو۔

القصہ خدا کی قسم عتاب ابنِ اسید نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا اور عدل و انصاف کی داد دی اور ہدایتِ الٰہی سے ہدایت یافتہ ہو کر احکام جاری کیے نہ تو کسی امر میں کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور نہ کبھی حکمِ سابق سے رجوع کرنے کی حاجت ہوئی۔

پھر آنحضرتؐ نے ابوبکر ابنِ ابوقحافہ کو سورۂ برات کی دس آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا جن میں کافروں سے عہد کا توڑنا اور مشرکوں پر قربِ مکہ کا حرام ہونا مذکور تھا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے ہمراہ سمیت ایامِ حج میں مکہ معظمہ میں جا کر حج کرے اور یہ آیتیں انکو پڑھ کر سنا دے۔ جب ابوبکر وہاں سے روانہ ہو گیا تو جبرئیلؑ نور کا طبق پہنے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفۂ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری پیغامبری دوسرا شخص کوئی نہیں کر سکتا یا تو تم خود جاؤ یا کوئی ایسا آدمی جائے جو تم سے ہو۔ لہٰذا علیؑ کو بھیجو کہ وہ ان آیات کو ابوبکر سے لے لے اور وہی کفار کے عہد کو توڑے اور ان آیتوں کو ان کے سامنے پڑھ کر سنائے اے محمدؐ تیرے پروردگار نے جو

تم کو حکم دیا ہے کہ وہ آیات ابوبکرؓ سے لے کر علیؑ کو دیدے۔ بھول چوک اور شک و شبہ کی وجہ سے نہیں ہے
اور نہ اس سے پہلے غلطی ہوگئی ہے کہ اس کا تدارک کیا ہے بلکہ اس سے خدا کا یہ منشا ہے کہ ضعیف مسلمانوں
پر ظاہر کردے کہ جس مقام پر تیرا بھائی علیؑ مقیم ہوتا ہے۔ اے محمدؐ اس مقام پر تیرے سوا اور کوئی غیر شخص
ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ اس غیر شخص کا مرتبہ تیری اُمت کے اُن ضعیف مسلمانوں کی نظر میں
کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور ان کے نزدیک اسکی منزلت کتنی ہی شریف اور بزرگ کیوں نہ ہو۔

الغرض جب علیؑ نے جاکر ابوبکرؓ سے وہ آیتیں لے لیں تو ابوبکرؓ نے رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوکر
عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں ان آیات کا مجھ سے واپس لینا کسی خفگی
کی وجہ سے ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر نے مجھ کو امر فرمایا ہے کہ تیرا نائب وہی شخص
ہوسکتا ہے جو تجھ سے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ان آیات کو تجھ پر بار کیا تھا اور اپنی طاعت کی تجھ کو
تکلیف دی تھی اس کے عوض میں تجھ کو درجات رفیعہ اور مراتب شریفہ عطا فرمائیگا بشرطیکہ تو ہماری
موالات پر قائم رہیگا اور ان عہدوں کو جو ہم نے تجھ سے لیے ہیں پورا کر کے میدانِ قیامت میں
ہمارے پاس آئیگا تو تو ہمارے برگزیدہ شیعوں اور بزرگ دوستوں میں داخل ہوگا۔ حضرتؐ کا
یہ ارشاد سُن کر ابوبکرؓ کا یہ ملال رفع ہوگیا۔

القصہ جناب امیرؑ امر الٰہی کے پہنچانے اور دشمنانِ خدا کے عہد توڑنے اور اس سال کے بعد مشرکوں
کو حرم خدا میں داخل ہونے سے نا اُمید کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اگرچہ ان لوگوں کی جمعیت اور کثرت
بہت تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے اس نورِ خدا کو ڈھانپ لیا اور اس کا رُعب و جلال ان مشرکوں پر
ایسا غالب کردیا کہ ان کو کسی قسم کی مخالفت کے اظہار کرنے اور کوئی بُرا ارادہ کرنیکی ذرا بھی جراُت نہ
ہوئی۔ چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ
اور اُس شخص سے زیادہ تر ظالم کون شخص ہے جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرنے کو منع کرے اور
وہ مسجدیں نیک مومنین کی تھیں جو مکہ میں واقع تھیں کہ ان مشرکوں نے ان مومنوں کو ان میں بیٹھ کر خدا
کی عبادت کرنے سے منع کردیا تھا۔ یہاں تک کہ مجبور ہوکر حضرتؐ کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا وَسَعٰى فِىْ
خَرَابِهَا اور ان مسجدوں کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے کہ طاعت خدا سے وہ آباد نہ
ہوں یعنی اُس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو مساجد میں ذکرِ خدا کو منع کرے اور انکی ویرانی میں ساعی ہو

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ اس قسم کے لوگ حرم خدا کے ان مقامات
میں جہاں وہ مسجدیں ہیں امن و امان کی حالت میں داخل نہ ہوسکیں گے۔ مگر اس کے عدل اور اس
حکم سے جو بحالتِ کفران کے مقامات میں داخل ہونے میں اسکی تلواروں اور کوڑوں سے ان پر
جاری ہوگا۔ ڈرتے اور خوف کرتے داخل ہونگے لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ان مشرکوں کے لیے دُنیا میں رُسوائی اور خواری ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو حرم خدا
سے نکالا گیا اور آخرت میں عذابِ عظیم ان کے واسطے مُہیا کیا گیا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولِ خدا کے ہمراہ مدینہ منورہ میں بھی منافق اور
ضعیف مسلمان جو منافقوں کی مانند تھے موجود تھے اور انھوں نے مدینہ کی مسجدوں کے خراب کرنے اور تمام دُنیا
کی مساجد کے ویران کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جبکہ ان ملعونوں نے عزم کیا تھا کہ علیؑ کو مدینہ میں اور رسولِ خدا
کو رستے میں عقبہ (گھاٹی) پر سے گزرتے ہوئے قتل کرڈالیں اور اللہ تعالیٰ نے جنگِ تبوک کے اس سفر
میں اہلِ بصیرت کی بصیرتوں کے بڑھانے اور سرکش اور باغی منافقوں کے عذروں کے قطع کرنے کیلیے
آنحضرتؐ کے دستِ حق پرست پر ایسے معجزات ظاہر کیے جو جلال الٰہی اور اسکے اپنے بندوں پر جود و کرم
کرنے کے شایاں اور مناسب تھے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب وہ تبوک کے سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ
تھے تو انھوں نے بنی اسرائیل کی طرح یہ درخواست کی تھی کہ یا رسول اللہ ہم ایک قسم کے کھانے پر
ہرگز صبر نہ کریں گے اور اس باب میں جو معجزہ آنحضرتؐ سے ان کے لیے ظاہر ہوا وہ اس معجزے
سے جو موسیٰؑ نے اپنی قوم کو دکھایا تھا بہت بڑھ کر ہے۔ جب حضرت سفر کو تیار ہوئے تو حکم خدا سے
علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں آپ کے کسی امر میں آپکی مخالفت
کرنی نہیں چاہتا اور آپکے جمالِ انور کے دیکھنے اور حضرتؐ کے خصائلِ حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے
مشاہدہ سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں
ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسا موسیٰؑ کے نزدیک ہارونؑ کا مرتبہ تھا۔ مگر یہ فرق
ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ یا علیؑ تم کو یہاں رہنا ہوگا اور تم کو یہاں رہنے میں
وہی ثواب ملے گا۔ جو میرے ساتھ سفر کرنے میں ملتا اور جو لوگ کہ میرے ساتھ یقین اور
فرمانبرداری سے جاتے ہیں۔ تمہارا ثواب ان سب کے ثواب کے برابر ہوگا اور چونکہ تم چاہتے ہو

کہ تمام احوال میں میرے اطوار و آثار اور خصائل اور طریقوں کا مُشاہدہ کرتے رہو اس لیے اللہ تعالیٰ تمھاری خاطر سے جبرئیلؑ کو امر فرمائیگا کہ وہ ہمارے اس تمام سفر میں ان زمینوں کو جن پر ہم چلیں اور زمین کو جس پر تم ہو بلند کرے اور تمھاری نظر کو اتنا تیز کریگا کہ تم مجھ کو اور میرے اصحاب کو ہر حال میں مُشاہدہ کروگے اور جو اُنس کہ تم کو میرے اور میرے اصحاب کے دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے فوت نہ ہوگا اور اس طرح سے تم کو خط و کتابت کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

جب حضرتؑ کی تقریر یہاں تک پہنچی تو ایک شخص نے اُٹھ کر عرض کی اے فرزندِ رسولؐ یہ بات علیؑ کے لیے کیونکر میسّر ہو سکتی ہے۔ یہ تو انبیاء ہی کے لیے مخصُوص ہے۔ امام زین العابدین علیہ السّلام نے جواب دیا کہ یہ آنحضرتؐ کا ہی معجزہ تھا نہ کسی اور کا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کی دُعا سے زمینوں کو بلند کیا۔ اسی طرح اُن کی دُعا سے جناب امیرؑ کی نگاہ کو بھی تیز کر دیا کہ اس ولیِّ خدا نے تمام واقعات اور سوانح کو مشاہدہ کیا۔

پھر امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ اِس اُمّت کے لوگ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے حق میں نہایت ظُلم کرتے ہیں اور اُن کے باب میں کس قدر کم انصاف ہیں کہ جن امُور کو دیگر صحابہ کی نسبت بیان کرتے ہیں ان سے علیؑ کے باب میں مُضائقہ کرتے ہیں اور اس جناب کو ان سے محروم رکھتے ہیں حالانکہ علیؑ ان سب سے افضل ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو مرتبہ وہ اور صحابہ کے لیے بیان کرتے ہیں وُہ علیؑ کو نہ دیا گیا ہو جو تمام اصحاب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولؐ ہم کو اسکی کیفیت سے مطلع فرمائیے۔ فرمایا وُہ لوگ ابوبکرؓ ابن ابو قحافہ کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دُشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور اسی طرح عمر ابنِ خطاب کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دُشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو۔ ایسا ہی عثمان ابنِ عفان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دُشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور جب علیؑ ابن ابی طالب پر پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دُشمنوں سے بیزار نہیں ہیں نہ معلوم ان لوگوں نے اس امر کو کیونکر جائز کر لیا۔ حالانکہ رسُول اللہؐ نے علیؑ کے بارے میں فرمایا ہے اے خدا تو اِس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علیؑ کو دشمن رکھتا ہے اور اُس شخص کی نصرت کر جو علیؑ کی نصرت کرے اور اس شخص کی

امداد نہ کر جو اس کی امداد نہ کرے پس اس جناب کے دُشمنوں سے دُشمنی نہ کرنا۔ انصاف میں داخل نہیں ہے۔

اور ایک اور نا انصافی یہ ہے کہ جب ان لوگوں کے سامنے علیؑ کی ان خصائص کا جن سے خُدا نے رسُولُ اللہ کی دُعا کی برکت سے اس جناب کو مخصُوص فرمایا اور ان فضیلتوں اور شرافتوں کو جو خُدا کے نزدیک آپکو حاصل ہیں ذکر کیا جاتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں[1]۔ اور جو دیگر اصحاب کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے تو قبول کر لیتے ہیں۔ پھر آخر کس بات نے ان کو روک دیا ہے کہ وُہ علیؑ کے لیے اس فضیلت کو بیان نہ کریں جو دیگر اصحاب کے لیے ثابت کی ہے۔

چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ بن خطاب ایک روز منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک اثنائے خطبہ میں پکار اُٹھے۔ یَاسَارِیَۃَ الْجَبَل یعنی اے ساریہ پہاڑ۔ صحابہ نہایت حیران ہُوئے کہ خطبہ میں یہ کیا کہا جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہُوئے تو صحابہ نے پوچھا آج خُطبہ میں حضُور نے یہ کیا فرمایا یاساریہ الجبل عمر نے جواب دیا میں نے خطبہ پڑھتے ہُوئے اس نواح کی طرف نظر کی جہاں تمھارے مُسلمان بھائی سعد ابن ابی وقاص کے ماتحت کافروں سے جہاد کر رہے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے میری نظر کے سامنے سے سب پردے اُٹھا دیئے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ انھوں نے ایک پہاڑ کے سامنے جو وہاں واقع ہے صفیں باندھ رکھی ہیں اور کچھ کافر وہاں آئے ہیں کہ سعد کو اسکے ہمراہیوں سمیت پیچھے سے آکر گھیر لیں اور احاطہ کرکے سب کو قتل کر ڈالیں یہ حال دیکھ کر میں نے کہا یَاسَارِیَۃَ الْجَبَل

[1] یا لوچ تاویلیں کرتے ہیں یا اس کے راویوں پر جرح و قدح کرتے ہیں۔ غرضِ اصلی منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ مضمون فضیلت غیر معتبر اور ناقابلِ قبول ثابت ہو جائے اور دیگر صحابہ کی فضیلت کے باب میں جو مضمون وارد ہو خواہ وُہ خلافِ عقل ہی کیوں نہ ہو اور اس کے راوی کتنے ہی مجروح و مقدوح کیوں نہ ہوں اسکو نہایت شوق ذوق سے بےچون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ مُحبانِ علیؑ و اولادِ علیؑ کے نقائص بیان کرنے میں نہایت کد کی جاتی ہے اور مُخالفانِ علیؑ و اولادِ علیؑ کے اوصاف و محامد کے شائع کرنے میں اس درجہ ساعی ہیں کہ معمولی نظر والے آدمی کسی طرح اِن کو قابلِ مذمت و طعن تجویز نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کو بزرگانِ دین اور حامیانِ اسلام سمجھتے ہیں۔ اور نہایت تعظیم اور تکریم کی نگاہوں سے ان کو دیکھتے ہیں اور بزرگی اور عزت کے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ کُتب تاریخ و فضائل اس بیان کی شاہد ہیں۔ (مترجم عفی عنہٗ)

تاکہ پہاڑ کی آڑ میں آجائیں اور دشمنوں کے گھیرے میں آنے سے محفوظ رہیں پھر ان سے مقابلہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے گاؤں اور بستیاں تمہارے دینی بھائیوں کو عطا کر دی ہیں اور ان کے شہروں پر ان کو فتحیاب کر دیا ہے تم اس وقت کو یاد رکھو عنقریب اس واقعہ کی خبر تم کو پہنچے گی اور مدینہ اور نہاوند میں پچاس دن سے بھی زیادہ کی راہ کا فاصلہ ہے۔

امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب عمرؓ کے لیے اس قسم کی باتیں ہو سکتی ہوں تو علیؑ ابن ابی طالب کیلئے کیونکر نہ ہوں لیکن یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے اور حق کیساتھ کلام نہیں کرتے بلکہ مکابرہ کرتے ہیں۔

بعد ازاں امام زین العابدینؑ کی حدیث کی طرف رجوع کی کہ حضرت سید الساجدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگِ تبوک کو تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ اس زمین کو جہاں حضرتؐ تشریف رکھتے تھے اور جس زمین پر چلتے تھے۔ جناب امیر المومنینؑ کے لیے بلند کرتا تھا اور وہ ان کے سب احوال کو مشاہدہ کرتے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ کسی جہاد پر جانے کا ارادہ کرتے تھے تو اس جگہ کے سوا دیگر مقامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور اسکو پوشیدہ رکھتے تھے۔ مگر غزوۂ تبوک کو نہ چھپایا بلکہ صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ میرا ارادہ وہاں جانے کا ہے اور سب کو سامان سفر کے درست کرنے کا حکم دیا اور انھوں نے اس سفر کے لیے راستے میں روٹیاں پکانے کے لیے آٹا خشک اور نمکین گوشت۔ شہد اور کھجوروں کا سامان تیار کیا اور اس دفعہ لوگوں نے کثرت سے زادِ راہ ہمراہ لیا تھا کیونکہ حضرتؐ نے زیادتی تکلیف و مشقت اور بیابانوں اور جنگلوں کی صعوبت اور کمیابی اسباب کے باعث راستے کے ساز و سامان کے لیے بہت تاکید فرمائی تھی الغرض جب ان لوگوں کو سفر میں کئی روز گزر گئے اور ان کا کھانا دیر کا ہو گیا اور باقی ماندہ کھانے سے اُن کے دل متنفر ہو گئے اور ان کو تازہ طعام کی طرف رغبت ہوئی تو کچھ لوگوں نے حضرتؐ کیخدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم کو اس کھانے سے جو ہمارے ہمراہ ہے کراہت آتی ہے اس لیے کہ کئی دن کا اور ناقص ہو گیا ہے اور بدبودار ہونے کو ہے اب ہم سے یہ کھانا نہیں کھایا جاتا حضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس کون کونسی چیزیں ہیں عرض کی کہ روٹی۔ خشک اور نمکین گوشت۔ شہد اور کھجوریں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اب تم قومِ موسیٰؑ کی مانند ہو گئے کہ انھوں نے کہا تھا کہ ہم ایک طعام پر بس نہ

کرینگے۔ اب تم بتاؤ کہ کونسی چیز چاہتے ہو۔ انھوں نے عرض کی ہم تازہ اور خشک گوشت پرندوں کے گوشت کے کباب اور بنا ہوا حلوہ چاہتے ہیں۔ فرمایا تم اس ایک بات میں بنی اسرائیل کے برخلاف ہو کہ انھوں نے سبزی۔ ککڑی۔ لہسن مسور اور پیاز کی خواہش کی تھی اور اعلیٰ کے عوض میں ادنے چیزوں کو تبدیل کرنا چاہا تھا اور تم ادنے کے عوض اعلیٰ کو لینا چاہتے ہو اور میں عنقریب تمہارے واسطے خدا سے سوال کرونگا۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم میں کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو بنی اسرائیل کی طرح ساگ۔ ککڑی۔ لہسن مسور اور پیاز کی خواہش کرتے ہیں فرمایا۔ اللہ تعالےٰ میری دُعا سے یہ سب چیزیں تم کو عطا فرمائیگا تم کو چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میری تصدیق کرو۔ پھر فرمایا اے بندگانِ خدا عیسیٰؑ کی قوم نے جب حضرت عیسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل کر تو جس وقت عیسیٰؑ نے نزول مائدہ کی دُعا کی تو قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سیپارہ ۷، سورۂ مائدہ ع اخیر

خدا نے فرمایا کہ میں دسترخوان تم پر نازل کروں گا مگر جو کوئی اس کے بعد تم میں سے کافر ہو گا اس کو ایسا عذاب کروں گا کہ اہلِ عالم میں سے کسی کو ویسا عذاب نہ ہوگا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مائدہ ان پر نازل کیا اور اس کے بعد ان میں سے جو لوگ کافر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا کسی کو سُور کی صورت میں کسی کو بندر کی صورت میں کسی کو ریچھ کی شکل میں بعض کو بِلّی کی صورت میں بعض کو بری اور بحری پرندوں اور چار پاؤں کی صورت میں وغیرہ وغیرہ غرض چار سو قسم کے جانوروں کی شکل میں مسخ کیا تھا۔ اس لیے میں تمہاری درخواستوں کے بموجب آسمان سے مائدہ نازل ہونے کی التجا نہیں کرتا۔ ورنہ تم میں سے جو لوگ کافر ہونگے ان پر بھی وُہی عذاب نازل ہوگا جو قوم عیسیٰؑ پر ہوا تھا۔ اس لیے کہ میں تمہارے حال پر نہایت مہربان ہوں اور تمہارا اس عذاب میں مبتلا ہونا مجھ کو گوارا نہیں ہے بعد ازاں حضرتؐ نے ایک پرندہ اوپر ہوا میں اُڑتا دیکھا اور اپنے ایک اصحاب سے فرمایا اس پرندے سے جا کر کہہ کہ رسولِ خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر گر پڑ اس نے حضرتؐ کا پیغام اس پرندے کو پہنچایا اور وُہ پرندہ زمین پر آگیا پھر حضرتؐ نے اس پرندے سے فرمایا اے پرندے اللہ تعالیٰ تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو بڑھ کر اور پہلوؤں کی جانب سے پھیل کر ایک بڑے ٹیلے کی مانند ہو جا پھر اصحاب سے فرمایا کہ تم اسکے گرد احاطہ کر لو۔ اصحاب نے اسکو احاطہ

میں لے لیا اور وُہ پرندہ قُدرتِ خدا سے اتنا بڑا ہوگیا تھا کہ حضرتؑ کے اصحاب نے جو دس ہزار سے کچھ اُوپر تھے اس کے گرد صف باندھی اور ان کی صف اسکے گرد ایک دائرے کی صورت ہوگئی اسکے بعد ارشاد فرمایا اے پرندے خُدا کے حکم سے اپنے بال و پر جُدا کر دے اُس نے انکو الگ کر دیا اور ہڈیاں اور گوشت اور کھال باقی رہ گئی۔ پھر فرمایا حکمِ خدا سے اپنے بدن کی ہڈیاں اور پاؤں اور چونچ کو الگ کر اس نے اُن کو بھی علیحدہ کر دیا اور یہ سب پُر پُرزے اس پرندے کے گرد پڑے تھے اور سب لوگ بھی اس کے گرد موجود تھے۔ پھر حضرتؑ نے ہڈیوں کو حکم دیا کہ لکڑیاں بنجاؤ وُہ لکڑیاں بن گئیں پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بازوؤں اور چھوٹے اور بڑے پروں کو حکم دیتا ہے کہ ساگ۔ پیاز۔ لہسن اور انواع و اقسام کی ترکاریاں بن جائیں۔ وُہ فوراً ان چیزوں کی صُورت میں بدل گئے اور بعد ازاں حضرتؑ نے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا اے بندگانِ خدا اپنے ہاتھ بڑھاؤ اور ہاتھوں سے توڑ کر اور چھریوں سے کاٹ کر کھاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا پھر کسی منافق نے کہا تے ہوئے کہا کہ محمدؐ گمان کرتا ہے کہ بہشت میں ایسے پرندے ہیں کہ بہشتی اُنکی ایک طرف سے خشک گوشت اور دوسری طرف سے کباب کھائیں گے ہمکو اسکی نظیر اسے دُنیا میں نہ دکھائی اللہ تعالیٰ نے اِس مُنافق کی اس بات کا علم حضرتؑ کے دل میں پہنچایا تب حضرتؑ نے صحابہ سے فرمایا۔ اے بندگانِ خدا تم کو چاہیئے کہ ہر ایک شخص اپنا لُقمہ اُٹھائے اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ کہہ کر اسکو مُنہ میں رکھے تو خشک گوشت یا کباب یا شوربا یا کسی قسم کا حلوہ۔ غرض جس چیز کو اُسکا جی چاہتا ہو وہی مزہ اُس میں سے آئیگا۔ صحابہ نے ایسا ہی کیا اور ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا اور طرح طرح کے کھانوں سے متلذذ ہوئے اور سب سیر ہو گئے بعد ازاں عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ کھانے سے تو ہم سیر ہو گئے۔ اب کوئی پینے کی چیز کی ضرورت ہے۔ فرمایا کیا تم دودھ اور باقی تمام قسم کی پینے والی چیزیں چاہتے ہو عرض کی کہ ہم میں سے بعض لوگ ان چیزوں کی بھی خواہش کرتے ہیں فرمایا ہر ایک شخص اس پرندے میں سے ایک لُقمہ توڑ کر مُنہ میں رکھ لے اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ کہے وُہ لُقمہ صورت بدل کر پانی یا دُودھ یا کوئی اور پینے والی چیز جس کو کسی کا دل چاہتا ہوگا بن جائے گا اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور جیسا حضرتؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ پھر حضرتؑ نے اِس پرندے سے فرمایا اے پرندے خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اصلی حالت پر

آجا اور وُہ اِن بازوؤں اور چونچ اور بالوں اور پَروں اور ہڈیوں کو جو ساگ اور لکڑیاں اور پیاز اور لہسن بنے تھے حکم دیتا ہے کہ پھر پلٹ کر بازو اور پر و بال اور ہڈیاں بن جائیں اور اپنے پنجے کے مطابق ہوجائیں وہ سب اپنی اصلی حالت پر آ گئے اور پرندے کے قد کے موافق ہوکر باہم مل گئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے پرندے اللہ تعالیٰ تیری رُوح کو جو تجھ میں سے نکل گئی ہے واپس آنے کا حکم دیتا ہے۔ تب اسکی رُوح اسکے جسم میں پھر آ گئی۔ پھر فرمایا کہ اے پرندے خدا فرماتا ہے کہ تو زمین سے اُٹھ کر ہوا میں اُڑ جس طرح پہلے اُڑ رہا تھا۔ وُہ سب کے سامنے وہاں سے اُٹھا اور ہوا میں اُڑنے لگا۔ بعد ازاں صحابہ نے جو اپنے آنے کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ اس ساگ پات اور لکڑیوں اور پیاز و لہسن میں سے کوئی چیز بھی وہاں باقی نہیں رہی۔ سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

اِس مقام پر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام کا جُز اوّل جو سُورہ حمد سے آیۂ مذکورہ بالا تک سلسلہ وار دستیاب ہوا ہے ختم ہُوا۔ اب دُوسرا جُز شروع ہوتا ہے۔ جو پارہ سیقول کے انیسویں ۱۹ رکوع کی آیۂ اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۝ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ کی تفسیر سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اس آیت کے شروع حصّہ کی تفسیر بھی ضایع ہوگئی ہے۔ خداوند متعال اپنے فضل و کرم سے اس تفسیر کے ضائع شُدہ مقامات کو دستیاب کرے اور جملہ مومنین کو اس کے مُطالعہ سے مُستفیض فرمائے۔ آمین ثُم آمین۔

جُزوِ دوم از تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السّلام متعلّقہ پارہ سیقول ع ۱۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ اس آیت کی تفسیر کا صرف اتنا فقرہ اصل کتاب میں موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے پھر حضرتؑ نے فرمایا اے مادہ صفا اور مروہ کے بارے

ہیں خدا کا قول حق اور درست ہے فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ۔ پس جو کوئی بیت اللہ کے حج کا ارادہ کرے یا عمرہ بجالائے تو صفا اور مروہ دونوں کا طواف کرنے میں اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو کوئی خوشی اور رغبت سے نیکی کو بجالائے اور طواف کو زیادہ کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کا شکر گزار ہوگا۔ کہ اس کو اس کی نیکی کی بہت اچھی جزا دیگا اور وُہ اسکی نیّت کا حال جانتا ہے اور اُسی کے موافق اس کے ثواب کو بڑھائیگا اور اپنی طرف اسکے واپس آنے کے وقت اس کا اکرام کریگا۔ اے مادرِ گرامی رسُول اللہ نے مجھ کو علیؑ ابن ابی طالب کے فرزند ہونے کے سبب شرف بخشا آپ کو بھی چاہیئے کہ خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں کیونکہ جو کوئی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وُہ زیادہ نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے جس طرح کفرانِ نعمت کرنیوالا زیادہ محرومی کا اِستحقاق رکھتا ہے اس بات کی خبر بھی رسُول اللہؐ کو پہنچائی گئی پس رسُولِ خداؐ نے فرمایا کہ اس سے کئی بزرگوار پیدا ہوں گے اور وُہ عنقریب کئی ائمہ اطہار کا اور قائم آلِ محمدؐ کا باپ ہوگا جو زمین کو عدل و داد سے معمور کرے گا جس طرح کہ وُہ ظلم و جور سے پُر ہوگئی ہوگی۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

ترجمہ: جو لوگ کہ ان ظاہر اور روشن دلیلوں اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہیں بعد اس کے کہ ہم نے ان کو لوگوں کے واسطے کتاب توریت میں بیان کر دیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں ان پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی (کہ وُہ ملائکہ اور مومنین جنّ و انس ہیں) لعنت کرتے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور حق کو بیان کیا اُن کی توبہ کو مَیں قبول کرتا ہوں اور مَیں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوُں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ۝ جو لوگ کہ محمدؐ اور علیؑ کے اوصاف و محامد کی ظاہر نشانیوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں اور اِس ہدایت اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہے بعد اسکے کہ ہم نے اسکو لوگوں کے واسطے کتاب میں بیان کر دیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں اور وہ ہماری نشانیاں ہیں جو ان کے فضائل اور مراتب کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً بادل جو سفروں میں رسُولِ خدا پر سایہ کرتا تھا کنوؤں اور چشموں کے کھاری پانی جو حضرتؐ کے آبِ دہن ڈالنے سے شیریں ہو جاتے تھے اور وُہ درخت جو حضرتؐ کے ان کے نیچے قیام کرنے کے سبب اپنے میوے لٹکا دیتے تھے اور وُہ آفتیں اور بلائیں جو آفت زدوں اور بد نصیبوں کے جسموں پر دستِ مبارک پھیرنے یا آبِ دہن لگانے سے زائل ہو جاتی تھیں اور اسی طرح وُہ معجزات جو علیؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسے پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں نے بایں الفاظ سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور وُہ زہر ہائے قاتل جن کو ایک شخص نے اس ولیِ خدا کا نام لے کر تناول کیا اور اُن سے اس کو کچھ بھی اذیت نہ پہنچی اور بڑے بڑے کام جو آپ سے ظاہر ہوئے جیسے ٹیلوں اور پہاڑوں کو اکھاڑا اور ایک چھوٹی کنکر کی طرح اُٹھا کر پھینک دیا اور آفات و بلیات جو آپکی دُعا کی برکت سے زائل ہوئیں اور وُہ آفتیں اور مصیبتیں جو آپکی بد دُعا سے تندرستوں پر پڑیں علاوہ ازیں دیگر فضائل جو حق تعالیٰ نے جنابِ امیرؑ سے مخصوص کیئے ہیں پس یہی وُہ امورِ ہدایت ہیں جن کو اللہ نے لوگوں کے لیے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اُولٰٓئِكَ وہ لوگ جو محمدؐ اور علیؑ کی ان صفات کو پوشیدہ کرتے ہیں اور ان کو ان کے طالبوں سے چھُپاتے ہیں جن کو زوالِ تقیہ کی صورت میں ان صفات کا بتانا لازم ہے ان کو يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ خُدا لعنت کرتا ہے یعنی ان صفات کے چھُپانیوالوں پر خدا لعنت کرتا ہے وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اور انکو لعنت کرنیوالے لعنت کرتے ہیں اور اسکی کئی صورتیں ہیں منجملہ ان کے **اوّل** یہ کہ ان کو لعنت کرنیوالے لعنت کرتے ہیں یعنی ہر ایک شخص خواہ اہلِ حق ہو یا اہلِ باطل کہتا ہے کہ خدا ان ظالموں پر جو ان آیات و دلائل کو پوشیدہ کرتے ہیں لعنت کرے اس صورت میں وہ تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت میں اور خود اپنے نفسوں کی لعنت کے تحت میں داخل ہیں۔

دوم یہ کہ جب دو آدمی باہم ایک دوسرے سے ناراض اور تنگ دل ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں تو دونوں کی لعنتیں آسمان کی طرف بلند ہوتی ہیں اور اپنے پروردگار سے اس شخص پر پڑنے کی اجازت طلب کرتی ہیں جس کے لیے ان کو بھیجا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو اگر لعنت کرنے والا خود ہی قابلِ لعن ہے اور جس پر اس نے لعنت کا

ارادہ کیا ہے وُہ اس قابل نہیں ہے تو دونوں لعنتوں کو اسی لعنت کرنے والے پر ڈال دو اور اگر مشارٌ الیہ قابل لعن ہے اور لعنت کرنے والا قابل لعنت نہیں تو دونوں لعنتوں کو اُسی کی طرف واپس کر دو اور اگر دونوں شخص قابل لعنت ہوں تو اس کی لعنت اِس پر اور اسکی لعنت اس پر ڈال دو اور اگر دونوں مومن ہونے کی وجہ سے قابل لعن نہیں ہیں اور صرف ناراضی اور خفگی کے باعث اس امر پر آمادہ ہوئے ہیں تو ان دونوں لعنتوں کو یہودیوں کی طرف جو محمدؐ کی صفت و ثنا اور علیؑ کے ذکر و اوصاف کو پوشیدہ کرتے ہیں اور نواصب کی طرف جو علیؑ کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور اسکی فضیلتوں کا انکار کرتے ہیں۔ پلٹا دو۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر جن لوگوں نے ان آیات الٰہی کے پوشیدہ کرنے سے توبہ کی وَاَصْلَحُوْا اور اپنے اعمال کو درست کیا اور خراب تاویلیں کر کے جو جو فساد اور خرابیاں برپا کی تھیں کہ صاحب فضیلت کے فضائل اور حقدار کے حقوق کے منکر ہو گئے تھے ان کی اصلاح کی وَبَيَّنُوْا اور محمدؐ کے نعت و صفات جو خدا نے ذکر کیے ہیں اور علیؑ کے وہ صفات جو محمدؐ نے بیان کیے ہیں ان کو بیان کیا۔ فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ایسے لوگوں کی توبہ کو میں قبول کر لیتا ہوں وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔

قولہٗ عزّوجلّ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور وُہ ہمیشہ اس لعنت میں مُبتلا رہیں گے۔ ان پر سے عذاب کم نہ کیا جائیگا اور نہ ان کو کچھ مہلت اور فرصت ملے گی۔ (کہ کچھ عذر معذرت کریں)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ۔ جو لوگ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونوں کی آلؑ اطہار کی ولایت کی تردید کر کے کافر ہوئے اور حالتِ کفر ہی میں مر گئے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ ان پر خدا کی لعنت ہے یعنی وہ ان کے لیے اپنی رحمت اور ثواب کے استحقاق سے دور ہونا لازم کرتا ہے وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور ان پر فرشتوں کی لعنت ہے یعنی وہ ان پر لعنت کرتے ہیں وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اور تمام آدمیوں کی اُن پر لعنت ہے یعنی وُہ

سب کے سب ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ کہ اوامر و نواہی کے قبول کرنے والے ہیں
لعنت کرتے ہیں اور کافر خود بھی کہتے ہیں کہ خدا کافروں پر لعنت کرے اس لیے وُہ خود
داخل ہیں خَالِدِيْنَ فِيْهَا آتش جہنم میں اس لعنت میں ہمیشہ مُبتلا رہیں گے لَا
الْعَذَابُ اور ایک دن اور ایک ساعت بھی وہ عذاب اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا
اور نہ ان کو ذرا سی مُہلت اور تاخیر ملے گی اور عذابِ خدا اُن پر نازل ہوگا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے ارشا
محمدؐ رسُولِ خدا کے صفات کو چھپاتے ہیں اور علیؑ ولی خدا کے اوصاف کا انکار کرتے ہیں
قبض رُوح کے لیے ان کے پاس آتا ہے تو نہایت قبیح اور شنیع صورت سے ان کے
اور جانکنی کے وقت ان کے سرکش شیاطین جو ان کو شناخت کرتے ہیں آ کر ان کو گھیر
اِس مرنے والے کافر سے کہتا ہے لے نفس خبیث تو اپنے نبیؐ کی نبوت اور اس کے
کا انکار کر کے اپنے پروردگار کا منکر اور کافر ہو گیا ہے۔ تجھ کو خدا کی لعنت اور اس کی
پھر اُس سے کہتا ہے اپنا سر اُٹھا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھ۔ جب وُہ اوپر کی طرف نظر کرت
کہ محمدؐ ایک تخت پر جو عرش کے سامنے ہے بیٹھے ہیں اور علیؑ ان کے سامنے ایک کر
باقی آئمہ اطہار علیہم السلام اپنے اپنے مراتب شریفہ پر اُن کے حضور میں حاضر ہیں
کے دروازے کھلے ہیں اور ایسے محل اور درجے اور منزلیں دیکھتا ہے جن سے تمنا کر
اور قاصر ہیں اسوقت ملک الموت اس سے کہتا ہے اگر تو اپنے ان سرداروں کا دو
ان بہشتوں میں ان حضرات کی بارگاہ کی طرف بلند کی جاتی اور یہ جنت تیرا مقام ہوتا ا
ہوتیں اور چونکہ تو اُن کا مخالف ہے اس لیے اُن کی حضوری سے محروم ہوا اور انکی
سے منع کیا گیا اور دیکھ یہ لوگ تیرے ہمسائے اور قریبی ہیں اس وقت ہاویہ کے پردوا
اور وُہ وہاں کی بلاؤں اور آفتوں اور بچھوؤں اور سانپوں اور اژدہاؤں اور انوا
عذابوں اور تکلیفوں کو دیکھتا ہے اور اسکو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرے مقامات ہیں
شیاطین جو اسکو فریب دیتے تھے اور یہ اُن کی باتوں کو قبول کرتا تھا بیڑیوں اور طوق
اس کو دکھائے جاتے ہیں اور اُس کی موت نہایت سخت اور دشوار ہوتی ہے

ارادہ کیا ہے وُہ اس قابل نہیں ہے تو دونوں لعنتوں کو اسی لعنت کرنے والے پر ڈال دو اور اگر مشارٌ الیہ قابل لعن ہے اور لعنت کرنے والا قابل لعنت نہیں تو دونوں لعنتوں کو اُسی کی طرف واپس کر دو اور اگر دونوں شخص قابل لعنت ہوں تو اس کی لعنت اِس پر اور اسکی لعنت اس پر ڈالدو اور اگر دونوں مومن ہونے کی وجہ سے قابل لعن نہیں ہیں اور صرف ناراضی اور خفگی کے باعث اس امر پہ آمادہ ہوئے ہیں تو ان دونوں لعنتوں کو یہودیوں کی طرف جو محمدؐ کی صفت و ثنا اور علیؑ کے ذکر و اوصاف کو پوشیدہ کرتے ہیں اور نواصب کی طرف جو علیؑ کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور اسکی فضیلتوں کا انکار کرتے ہیں۔ پلٹا دو۔

بعدازاں خدا فرماتا ہے اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مگر جن لوگوں نے ان آیات الٰہی کے پوشیدہ کرنے سے توبہ کی وَاَصۡلَحُوۡا اور اپنے اعمال کو درست کیا اور خراب تاویلیں کر کے جو جو فساد اور خرابیاں برپا کی تھیں کہ صاحب فضیلت کے فضائل اور حقدار کے حقوق کے منکر ہو گئے تھے ان کی اصلاح کی وَبَیَّنُوۡا اور محمدؐ کے نعت و صفات جو خدا نے ذکر کیے ہیں اور علیؑ کے ذکر و صفات جو محمدؐ نے بیان کیے ہیں ان کو بیان کیا۔ فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ایسے لوگوں کی توبہ کو میں قبول کر لیتا ہوں وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔

قولہٗ عزوجل اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ خَالِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ وَلَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ۝

ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور وُہ ہمیشہ اس لعنت میں مُبتلا رہیں گے۔ ان پر سے عذاب کم نہ کیا جائیگا اور نہ ان کو کچھ مہلت اور فرصت ملے گی۔ (کہ کچھ عُذر معذرت کریں)

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَہُمۡ کُفَّارٌ۔ جو لوگ کہ محمدؐ کی نبوّت اور علیؑ اور ان دونوں کی آلؑ اطہار کی ولایت کی تردید کر کے کافر ہوئے اور حالت کُفر ہی میں مر گئے اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ ان پر خدا کی لعنت ہے یعنی وُہ ان کے لیے اپنی رحمت اور ثواب کے استحقاق سے دُور ہونا لازم کرتا ہے وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ اور ان پر فرشتوں کی لعنت ہے یعنی وُہ ان پر لعنت کرتے ہیں وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ اور تمام آدمیوں کی اُن پر لعنت ہے یعنی وُہ

سب کے سب ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ کہ اوامر و نواہی کے قبول کرنے والے ہیں سب کے سب کافروں پر لعنت کرتے ہیں اور کافر خود بھی کہتے ہیں کہ خدا کافروں پر لعنت کرے اس لیے وُہ خود بھی اپنی لعنت میں داخل ہیں خَالِدِیۡنَ فِیۡہَا آتشِ جہنّم میں اس لعنت میں ہمیشہ مُبتلا رہیں گے لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ اور ایک دن اور ایک ساعت بھی وہ عذاب اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا وَلَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ اور نہ ان کو ذرا سی مُہلت اور تاخیر ملے گی اور عذابِ خدا اُن پر نازل ہوگا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ محمدؐ رسُولِ خدا کے صفات کو چھپاتے ہیں اور علیؑ ولی خدا کے اوصاف کا انکار کرتے ہیں جب ملک الموت قبضِ رُوح کے لیے ان کے پاس آتا ہے تو نہایت قبیح اور شنیع صُورت سے ان کے سامنے وارد ہوتا ہے اور جانکنی کے وقت ان کے سرکش شیاطین جو ان کو شناخت کرتے ہیں آکر ان کو گھیر لیتے ہیں پھر ملک الموت اِس مرنے والے کافر سے کہتا ہے لے نفس خبیث تو اپنے نبیؐ کی نبوّت اور اس کے وصی علیؑ کی امامت کا انکار کر کے اپنے پروردگار کا مُنکر اور کافر ہو گیا ہے۔ تجھُ کو خدا کی لعنت اور اس کا قہر و غضب مبارک ہو پھر اُس سے کہتا ہے اپنا سر اُٹھا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھ۔ جب وُہ اوپر کی طرف نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ محمدؐ تخت پر جو عرشؑ کے سامنے ہے بیٹھے ہیں اور علیؑ ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور باقی آئمہ اطہار علیہم السّلام اپنے اپنے مراتبِ شریفہ پر اُن کے حضوُر میں حاضر ہیں پھر دیکھتا ہے کہ بہشت کے دروازے کُھلے ہیں اور ایسے محل اور درجے اور منزلیں دیکھتا ہے جن سے تمنا کرنیوالوں کی تمنائیں بھی عاجز اور قاصر ہیں اسوقت ملک الموت اس سے کہتا ہے اگر تو اپنے ان سرداروں کا دوست ہوتا تو تیری رُوح ان بہشتوں میں ان حضرات کی بارگاہ کی طرف بلند کی جاتی اور یہ جنت تیرا مُقام ہوتا اور اس میں تیری منزلیں ہوتیں اور چُونکہ تو اُن کا مخالف ہے اس لیے اُن کی حضُوری سے محروم ہوا اور انکی ہمسائیگی اور ان منزلوں سے منع کیا گیا اور دیکھ یہ لوگ تیرے ہمسائے اور قریبی ہیں اس وقت ہاویہ کے پردوں کو اُٹھا دیا جاتا ہے اور وُہ وہاں کی بلاؤں اور آفتوں اور بچھوؤں اور سانپوں اور اژدہاؤں اور انواع و اقسام کے عذابوں اور تکلیفوں کو دیکھتا ہے اور اسکو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرے مقامات ہیں بعدازاں اس کے شیاطین جو اسکو فریب دیتے تھے اور یہ اُن کی باتوں کو قبول کرتا تھا بیڑیوں اور طوقوں میں جکڑے ہوئے اس کو دکھائے جاتے ہیں اور اُس کی موت نہایت سخت اور دُشوار ہوتی ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ ترجمہ:

اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمٰن و رحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاِلٰـهُكُمْ اور تمہارا خدا جس نے محمدؐ اور علیؑ کو فضیلت کے ساتھ مکرّم کیا ہے اور انکی آلؑ اطہار کو خلافت کیساتھ معزز فرمایا ہے اور ان کے شیعوں کو نسیم و ریحان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے مُشرّف کیا ہے اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک خُدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اُس کے سوا اور کوئی قابلِ پرستش نہیں ہے اور وُہ خالق اور باری اور مصوّر اور رازق اور باسط اور مُغنی اور مُعِزّ اور مُذِلّ ہے اور الرَّحْمٰنُ رحم کرنیوالا ہے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل و کرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا۔ اگرچہ وُہ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر دیں۔ الرَّحِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وُہ شیعۂ آلِ محمدؐ ہیں مہربان ہے کہ ان کو تقیہ کی گنجائش عطا کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اِس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں۔

اور رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اظہارِ حق کے وقت جو مُصیبتیں تمہارے دُشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر و تحمّل کرنیکا حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے شیعو اور محبّو ہماری محبت اور ہمارے دُشمنوں کی عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کا جو سب سے بڑا فرض تم پر ہے وُہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لیے اور اپنے مومن بھائیوں کے لیے تقیہ کا استعمال کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہر ایک گناہ کو مُعاف کر دے گا اور اس کا پُورا بدلہ نہ لیگا مگر یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ ان سے عذابِ شدید میں مُبتلا ہوئے بغیر کم ہی نجات پائیں گے۔ مگر ہاں اِس صُورت میں جبکہ ان کے مظلمے نواصب اور کفّار کے ذمّے ہوں تو ان حقُوق کے عوض میں ان دونوں امروں کی تقصیر کا عذاب انھیں نواصب و کفّار پر ڈال دیا جائیگا جبکہ اُن کا کوئی مظلمہ تمہارے ذِمّے نہ ہو۔ تم کو چاہیئے کہ خُدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کر کے اور اپنے مومن بھائیوں کے حقوق میں تقصیر کر کے خُدا کی دُشمنی کا سامنا مت کرو۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ: البتہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرائے گئے ہیں سمجھدار اور عقلمند لوگوں کیلئے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے یہودیوں اور ناصبیوں کو انکارِ نبوّت و خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشانِ یہود و نواصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمدؐ و علیؑ کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو انکو گرنے سے بچائے اور نہ ان کے اُوپر کوئی بندش ایسی ہے جو انکو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمہارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمہارے اُوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر ڈالوں پھر آسمانوں میں سُورج ہے جو تمہارے دن کو روشن کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں ادھر اُدھر پھرو اور تمہارے لیے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمہارے جسموں کو تھکا دیتی ہے تاریکی کو ان کے ترک کرنے کا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جاتا ہے وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کی آمد و رفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بدبختی اور عزّت اور ذِلّت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصلِ خریف اور ربیع اور ارزانی اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جنکو تمہارا پروردگارِ عالم میں حادث کرتا ہے وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وُہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی نہیں

قولہٗ عزّوجلّ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ ترجمہ:
اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمٰن و رحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاِلٰهُكُمْ اور تمہارا خدا جس نے محمدؐ اور علیؑ کو فضیلت کے ساتھ مکرم کیا ہے اور انکی آلؑ اطہار کو خلافت کیساتھ معزز فرمایا ہے اور ان کے شیعوں کو نسیم و ریحان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے مشرف کیا ہے اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک خدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اُس کے سوا اور کوئی قابلِ پرستش نہیں ہے اور وُہ خالق اور باری اور مصوّر اور رازق اور باسط اور مُغنی اور مُعزّ اور مُذل ہے اور الرَّحْمٰنُ رحم کرنیوالا ہے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل و کرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا۔ اگرچہ وُہ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر دیں۔ الرَّحِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وُہ شیعۂ آلِ محمدؐ ہیں مہربان ہے کہ ان کو تقیہ کی گنجائش عطا کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اِس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں۔

اور رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اظہارِ حق کے وقت جو مُصیبتیں تمہارے دُشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر و تحمّل کرنیکا حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے شیعو اور محبّو ہماری محبت اور ہمارے دُشمنوں کی عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کا جو سب سے بڑا فرض تم پر ہے وُہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لیے اور اپنے مومن بھائیوں کے لیے تقیہ کا استعمال کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہر ایک گناہ کو مُعاف کر دے گا اور اس کا پورا بدلہ نہ لیگا مگر یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ ان سے عذابِ شدید میں مُبتلا ہوئے بغیر کم ہی نجات پائیں گے۔ مگر ہاں اِس صُورت میں جبکہ ان کے مظلمے نواصب اور کفّار کے ذمّے ہوں تو ان حقُوق کے عوض میں ان دونوں امروں کی تقصیر کا عذاب انھیں نواصب و کفّار پر ڈال دیا جائیگا جبکہ اُن کا کوئی مظلمہ تمہارے ذمّے نہ ہو۔ تم کو چاہیئے کہ خُدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کر کے اور اپنے مومن بھائیوں کے حقوق میں تقصیر کر کے خُدا کی دُشمنی کا سامنا مت کرو۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ: البتہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرائے گئے ہیں سمجھدار اور عقلمند لوگوں کیلیے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے یہودیوں اور ناصبیوں کو انکارِ نبوّت و خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشانِ یہود و نواصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمدؐ و علیؑ کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو انکو گرنے سے بچائے اور نہ ان کے اُوپر کوئی بندش ایسی ہے جو انکو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمہارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمہارے اُوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر دوں پھر آسمانوں میں سُورج ہے جو تمہارے دن کو روشن کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرو اور تمہارے لیے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمہارے جسموں کو تھکا دیتی ہے تاریکی کو ان کے ترک کرنے کا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جاتا ہے وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کی آمد و رفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بدبختی اور عزّت اور ذلت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصلِ خریف اور ربیع اور ارزانی اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جنکو تمہارا پروردگارِ عالم میں حادث کرتا ہے وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وُہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی نہیں

تھمتی اور نہ تم سے گھاس اور پانی مانگتی ہیں اور ہواؤں کو ان کے چلانے کا ذریعہ بنا کر تمہارے قوائے بدنی کو تکلیف سے بچایا جو ہوا نہ چلنے کی صورت میں تم کو ان کے چلانے میں لگانے پڑتے تاکہ تمہاری مصلحتوں اور نفعوں کی تکمیل ہو اور تم اپنی نفسانی حاجتوں میں کامیاب ہو وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا یعنی مینہ جو کبھی موسلا دھار اور بڑے بڑے قطروں کا برستا ہے اور کبھی ہلکا ہلکا یکبارگی برسا کر تم کو غرق اور تمہاری معاشوں کو تباہ نہیں کرتا بلکہ اس کو جدا جدا کر کے بلندی سے نازل کرتا ہے تاکہ نشیبوں اور ٹیلوں اور پشتوں سب جگہوں پر پہنچے فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اسکے ذریعہ سے زندہ کیا تاکہ اس سے نباتات اور میوہ جات اور غلّے پیدا ہوں وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے بعض تو تمہارے کھانے میں کار آمد ہیں اور زندگی دنیا کا سرمایہ بنتے ہیں اور بعض تیز رفتار درندے ہیں جو تمہارے چوپاؤں کے محافظ ہیں تاکہ ان کے پھاڑ کھانے کے ڈر سے کہیں بھاگ کر نہ جائیں اور تمہیں تکلیف میں نہ ڈالیں وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اور ہواؤں کے بدلنے میں جو کہ تمہارے غلّوں کو پرورش کرتی ہیں اور میوؤں کو پکاتی ہیں اور ہوا کے تھم جانے اور تمہاری تنگی کو دور کرتی ہیں۔ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرائے گئے ہیں اور بارشوں کو اٹھاتے اور اللہ کی اجازت سے چلتے ہیں اور جہاں کے لیے حکم ہوتا ہے وہیں جا کر برساتے ہیں لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ البتہ اُن لوگوں کے لیے روشن اور واضح نشانیاں ہیں جو اپنی عقلوں سے غور و فکر کرتے ہیں کہ جس کے آثارِ قدرت میں یہ ایسی ایسی عجیب چیزیں ہیں وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کا ان کے دشمنوں کے مقابلے میں معین و مددگار ہے اور اس نے نیک انجام اس کے واسطے مقرر کیا ہے جو اس کو دوست رکھے کیونکہ جہاد دُنیا کے واسطے نہیں ہے بلکہ آخرت کے واسطے ہے جس کی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی اور اُس کے عذاب کبھی زائل نہ ہوں گے۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ شیعیان محمدؐ و علیؑ میں سے اس بندۂ مومن کا حال قابلِ تعجب ہے جو دُنیا میں اپنے دشمنوں پر منصور و فتحیاب ہو کر اس کے لیے دُنیا اور آخرت دونوں جگہ کی بھلائی جمع ہو گئی۔ اور اگر دُنیا میں بلا میں مبتلا ہو تو آخرت میں اس کیلئے اس قدر نعمتیں مہیا کی جائینگی کہ دُنیاوی محنت و رنج کی ان نعمتوں کے آگے کچھ بھی حقیقت نہ ہوگی اسی طرح ہمارے اس مخالف شخص کا حال قابلِ تعجب ہے جو دُنیا میں یاری و مددگاری نہ کیا گیا ہو اور مومنوں کے مقابلے میں مغلوب ہو کیونکہ اس کے لیے دونوں جہانوں کا عذاب جمع ہو گیا اور اگر دُنیا میں اس (مخالف) کو مہلت دی گئی ہو اور عذاب دنیوی کو اس سے الگ رکھا گیا ہو تو اس کے لیے آخرت میں عجیب عجیب عذاب اور اس قدر طرح طرح کی تکالیف مہیا کی جائیں گی کہ وہ آرزو کریگا کہ کاش میں دُنیا میں مسلمان ہوتا اور ان عذابوں کے مقابلے میں ان دُنیاوی نعمتوں کی جو اس کو میسر تھیں کچھ بھی حقیقت اور حیثیت نہ ہوگی اگر ہمارے کسی مخالف کو جو بلحاظ دُنیوی نعمتوں کے سب سے زیادہ خوشحال اور فارغ البال ہو اور سب سے زیادہ عمر پائی ہو قیامت کے دن آتشِ جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے کہ تجھ کو کبھی نعمت بھی نصیب ہوئی تھی وہ بلیشک یہی جواب دے گا کہ نہیں پس اے لوگو تم اِن نعمتوں کو جن میں یہ خوبیاں ہیں کیسا گمان کرتے ہو پس ان نعمتوں کو طلب کرو اور اِن عذابوں سے خوف کرو۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۝ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۝ **ترجمہ:** اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ خدا کے شریکوں کو اختیار کرتے ہیں وہ ان (شریکوں) کو خدا کی طرح دوست رکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خاص خدا سے دوستی کرنے میں زیادہ مضبوط ہیں (یعنی خدا پرستوں کی دوستی خدا کے ساتھ مشرکوں کے اپنے بتوں کو دوست رکھنے سے اور ان کے ساتھ دوستی کرنے سے بہت زیادہ اور پختہ ہے۔ اور اگر وہ لوگ جنھوں نے (بت پرستی کر کے) اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ دیکھیں کہ جب وہ قیامت کے روز عذاب کو دیکھیں گے تو جانیں گے کہ تمام قوت خاص خدا ہی کے واسطے ہے اور البتہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے جس وقت کہ متبوع اور پیشوا اپنے تابع اور پیرووں سے بیزار ہونگے اور وہ سب عذاب کو دیکھیں گے اور ان کے باہمی تعلق اور رابطے سب قطع ہو جائینگے اور وہ لوگ جنھوں نے (بتوں کی) پیروی اور تابعداری کی تھی کہیں گے کاش ہم کو دُنیا میں

پھر جانا ملے تو ہم اُن سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح (آج) یہ ہم سے بیزار ہوتے اسی طرح خُدا ان کو ان کے اعمال کو اِن پر باعثِ حسرت و افسوس کر کے دکھلائے گا۔ اور وُہ کبھی آتشِ دوزخ سے نہ نکلیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب مومن ایمان لائے اور عاقلوں نے محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کو قبول کیا اور معاندوں نے ان دونوں سے رُوگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا۔ اے محمدؐ بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اس کے اور شریک قائم کرتے ہیں اور ان کو اللہ کی نظیر قرار دیتے ہیں يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ان بتوں کو جن کو وُہ خدا کا شریک اور ہمسر سمجھتے ہیں اس طرح دوست رکھتے ہیں جس طرح وُہ خدا کو دوست رکھتے ہیں وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وُہ ان مُشرکوں کے اِن شریکوں کو جن کو انھوں نے خدا کا ہمسر قرار دیا ہے۔ دوست رکھنے کی نسبت اللہ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں کیونکہ مومنین پروردگاری اور قدرت خاص خدائے واحد ہی کے لیے مخصوص سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے۔ پس ان کی مُحبّت خدا کے لیے خالص ہے۔ بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اگر وُہ لوگ جنھوں نے بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر اور کافروں اور فاجروں کو محمدؐ اور علیؑ کا ہمسر قرار دے کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے دیکھیں جبکہ ان کے کُفر و عناد کی وجہ سے ان پر عذاب وارد ہوگا اور اِس عذاب کو دیکھ کر وُہ معلوم کریں گے کہ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا سب قسم کی قوت اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور کفّار کو کسی قسم کی قوت نہیں ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ اور جانیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کیساتھ شریکوں کو قرار دیتے ہیں سخت عذاب دیگا۔ بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا اگر وُہ کفّار جو خدا کیساتھ شریک قرار دیتے ہیں دیکھیں جبکہ سردار اور متبوع لوگ اپنی رعایا اور تابعدار لوگوں سے بیزار ہونگے وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ اور اُنکے باہمی تعلّقات اور رابطے جن سے وُہ باہم ملتے جلتے ہیں قطع ہو جائینگے اور ان کے حیلے اور ذریعے سب جاتے رہیں گے اور عذابِ خدا سے نجات پانے پر کسی طرح قادر نہ ہونگے وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا

كَرَّةً اور وُہ لوگ جو اُن کے تابع تھے تمنّا کرینگے اور کہیں گے کہ کاش ہم کو دُنیا میں واپس بھیجا جاتا فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا تو ہم بھی وہاں جا کر ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح یہ لوگ ہم سے یہاں بیزار ہوئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ اسی طرح جیسا کہ وُہ باہم ایک دُوسرے سے بیزار ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ان پر ان کے حسرتوں کا باعث ظاہر کریگا اور اس کا باعث یہ ہے کہ انھوں نے دُنیا میں غیر خدا کے لیے عمل کیے تھے اور وُہ اور لوگوں کے اعمال کو دیکھیں گے جو خدا کیلئے کیئے گئے تھے کہ اللہ نے ان کو اِن عملوں کا بہت بڑا ثواب عطا فرمایا ہے اور ہمارے اعمال چونکہ غیر خدا کیلئے کیئے گئے تھے یا وُہ حکم خدا کے موافق نہ کیئے گئے تھے۔ اِس لیے ہم کو ان کا کچھ بھی ثواب نہیں مِلا (اِس طرح ان کی حسرت زیادہ ہوگی۔ مگر حسرت سے کیا حاصل) اب خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ اور وُہ آتشِ جہنّم سے نہ نکلیں گے۔ کیونکہ اُن کا عذاب دائمی اور ابدی ہوگا اور انکے گناہ کُفر کے حکم میں ہونگے اور انکو کسی نبیؐ اور وصیؑ اور ان کے کسی برگزیدہ شیعہ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ہماری ولایت کو ترک کر دے اور ہمارے طریق کی مخالفت اختیار کرے اور ہمارے ناموں اور ہمارے اہلبیت کے نیک اور برگزیدہ شخصوں (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین و دُنیا کے قائم کرنے کیلئے منتخب کیا ہے) کے ناموں سے ہمارے غیر کو نامزد کرے اور ہمارے القاب سے ہمارے غیر کو ملقّب کرے اور اس کا یہ عمل دلی اعتقاد سے ہو تقیہ یا کسی دینی مصلحت کی تدبیر کرنے کی وجہ سے نہ ہوا سکو اور اس غیر شخص کو جسکو اُس نے اللہ کے سوا اپنا ولی اختیار کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زندہ کر کے اُٹھائیگا اور جو شیاطین اسکو گمراہ کیا کرتے تھے وُہ بھی اس کے پاس جمع کیے جائیں گے پھر پروردگارِ عالم اُس سے فرمائیگا اے میرے بندے آیا میرے ساتھ کوئی پروردگار ہے؟ تو ان ہی کی عبادت کرتا تھا اور اُن ہی کو طلب کرتا تھا آج ان ہی سے اپنے عملوں کا ثواب طلب کر تو ان کیساتھ ہی اپنے جُرموں کی سزا پائیگا بعد ازاں حکم ہوگا کہ اُن شیعوں کو لاؤ جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت رکھتے تھے خواہ وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنے اعتقادات کو ظاہر نہ کرتے تھے خواہ تقیہ نہ کرتے تھے اور اپنے عقیدوں کو ظاہر کرتے تھے اس کے بعد فرشتوں کو ندا ہوگی کہ شیعیانِ محمدؐ و علیؑ کے حسنات کو دیکھو اور ان کو مضاعف کرو تب ان کے حسنات چند در چند

زیادہ کر دیئے جائیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا کہ اے فرشتو شیعیانِ محمدؐ و علیؑ کے گناہوں کو دیکھو تب وہ دیکھیں گے پس بعض کے گناہ تو بہت تھوڑے ہونگے اور اسکی طاعتوں اور عبادتوں میں دبے ہوئے ہونگے پس یہ لوگ اپنے اولیا و اصفیا کیساتھ سعادت پانیوالے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ اُن کے گناہ نہایت کثیر اور عظیم ہونگے۔ اُس وقت خدا فرمائیگا کہ دوستانِ محمدؐ و علیؑ میں سے اُن لوگوں کو لاؤ جن پر کسی قسم کا تقیہ واجب نہ تھا۔ تب وہ حاضر کئے جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ میرے ان ناصبی بندوں کے حسنات کو دیکھو جنھوں نے محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے جانشینوں کو چھوڑ کر غیروں کو ان کا ہمسر بنایا تھا اور ان نیکیوں کو ان مومنوں کے لیے مقرر کرو۔ کیونکہ جب یہ مومن ان ناصبیوں کے ہاتھوں میں جا پڑتے تھے تو یہ ملعون ان کو ہلاک کر دیتے تھے اور ان کی ایذا رسانی کا قصد کرتے تھے فرشتے ایسا ہی کرینگے اور ان ناصبیوں کی نیکیاں ہمارے ان شیعوں کو مل جائیں گی جن پر تقیہ واجب نہ تھا بعد ازاں پروردگار عالم فرشتوں سے فرمائیگا کہ اب ان شیعوں کے گناہوں کو دیکھو اگر ان نواصب کے ذمے ان کے اب بھی کچھ حقوق باقی رہ گئے ہیں اس سبب سے کہ وہ ان کی بدگوئیاں کیا کرتے تھے تو ان حقوق کے موافق ان شیعوں کے گناہ ناصبیوں کی گردنوں پر دھر دو فرشتے ایسا ہی کرینگے پھر حکم ہوگا کہ ان شیعوں کو لاؤ جو دشمنوں کے خوف سے تقیہ کرتے تھے اور ان کی نیکیوں اور بدیوں اور ان نواصب کی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں وہی طریق عمل میں لاؤ جیسا کہ فریق اول کے باب میں کیا گیا ہے اس وقت وہ ناصبی عرض کرینگے کہ اے پروردگار یہ لوگ ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے تھے اور ہماری باتوں کے قائل تھے اور ہمارے مذاہب کے معتقد تھے جواب ملیگا اے ناصبیو خدا کی قسم وہ ہرگز تمہارے مذاہب کے معتقد نہ تھے بلکہ محض رضائے خدا کیلئے دل سے تمہارے مخالف تھے اگرچہ وہ ظاہر میں از روئے تقیہ تم جیسی باتیں کیا کرتے تھے اور تمہاری طرح سے اعمال بجالاتے تھے اے گروہ کفار ہم نے ان کے ان اقوال و اعمال کے عوض اپنے فرمانبردار اور نیک بندوں کے سے ثواب مہیا کیے ہیں کیونکہ یہ لوگ ہمارے حکم سے ایسا کرتے تھے الغرض جب وہ ناصبی اپنی نیکیاں ہمارے شیعوں کے میزانِ اعمال میں دیکھیں گے اور ان کے گناہوں کو اپنی پیٹھوں پر لدا ہوا پائیں گے تو ان کو نہایت حسرت اور افسوس لاحق ہوگا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ

اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ۔

قولہٗ عزّوجل يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ ترجمہ: اے لوگو! جو چیزیں کہ زمین میں ہیں ان کو کھاؤ۔ درآنحالیکہ وہ تم پر حلال اور پاکیزہ ہوں اور شیطان کے قدموں (رفتار اور چال ڈھال) کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے وہ تم کو یہی حکم دیتا ہے کہ گناہ اور بدکاریاں کرو۔ اور اللہ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا اے لوگو! زمین میں جو قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کے کھانے موجود ہیں ان میں سے کھاؤ درآنحالیکہ وہ تمہارے لیے حلال اور پاکیزہ ہوں اور وہ حلال اور طیب جب ہوں گے جبکہ تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو گے اس طرح پر کہ جس کو اس نے معظم اور معزز کیا ہے اسکی تعظیم اور عزت کرو اور جس کو اس نے ذلیل اور حقیر کیا ہے اس کو ذلیل اور حقیر سمجھو وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پیغمبر کیا ہے جو تمام پیغمبروں سے افضل ہے اور جس کو اُس نے حکم دیا ہے اس شخص کو اپنا وصی مقرر کرے جو افضل جمیع اوصیا ہے اُس افضل پیغمبران کی مخالفت اور اس افضل اوصیا کی معاندت میں جسکی طرف شیطان تم کو لیجاتا ہے اور اسکے ساتھ تمکو ورغلاتا ہے اسکے قدموں کی پیروی مت کرو إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ کیونکہ شیطان تم کو صرف سوء مذہبی اور محمدؐ رسول اللہ خیر خلق اللہ کے باب میں بداعتقادی اور محمدؐ رسول اللہ کے بعد بہترین اولیاء اللہ کی ولایت کے انکار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور یہ حکم دیتا ہے کہ جس شخص کا امامت میں خدا نے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا اور جس کو اپنا ارذل ترین دشمن اور سب سے بڑا کافر قرار دیا ہے اُسکی امامت کے باب میں اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور تمام پیغمبروں پر مجھ کو شرف عنایت فرمایا ہے اور قرآنِ عظیم کے ساتھ مجھ کو خاص کیا ہے اور سید اوصیا علی ابن ابیطالب کیساتھ مجھکو عزت بخشی ہے اور شیعوں کے ساتھ جو تمام

انبیاء و اوصیا کے شیعوں سے بہتر ہیں مجھ کو معظم اور مکرم فرمایا ہے اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے محمدؐ میں نے جو نعمتیں تجھ کو عطا کی ہیں اُن کے عوض میں میرا ایسا شکر ادا کرو جو زیادتی نعمات کا باعث ہو اس وقت میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار وہ افضل چیز کیا ہے جس سے تیرا شکر بجا لاؤں۔ فرمایا اے محمدؐ میرا افضل شکر یہ ہے کہ اپنے بھائی علیؑ کے فضائل کو پھیلا اور میرے اور بندوں کو رغبت دلا کہ وہ اسکی اور اسکے شیعوں کی تعظیم و تکریم کریں اور ان کو حکم دے کہ وہ سب طرح کی محبتیں اور عداوتیں صرف میری رضا کے لیے کریں اور ابلیس اور سرکش نافرمانوں سے جو میری مخالفت کی طرف لوگوں کو دعوت کرتے ہیں۔ جنگ برپا کریں اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی کرنے کو ان سے بچنے کیلئے اپنی سپر بنائیں اور ابلیس اور اسکے لشکروں کے مقابلے میں سب سے عمدہ ہتھیار اس بات کو بنائیں کہ محمدؐ کو تمام پیغمبروں سے افضل جانیں اور علیؑ کو اسکی تمام اُمت سے اشرف سمجھیں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ وہ فخر انبیا السیار است گو ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور الیا ادانا ا۔ر صاحبِ حکمت ہے کہ کبھی جہالت اور نادانی نہیں کرتا اور ایسا ہوشیار اور صائب الرائے ہے کہ کبھی غافل نہیں ہوتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسکی محبت کے سبب مومنوں کے میزان ہائے اعمال گرانبار ہو جائیں گے اور اسکی مخالفت نواصب کے اعمال کے ترازوؤں کو ہلکا کر دے گی جب وہ اس طرح کریں گے تو ابلیس اور اس کے سرکش لشکروں کو بہت بڑی شکست ہوگی اور وہ نہایت ہی ضعیف ہو جائیں گے۔

قولہ عزوجل وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اُس چیز کی پیروی کرو جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں (کہ نہیں) بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کیا اگر انکے باپ (دین میں) کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں تو بھی یہ انکی پیروی کرینگے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو شیطان کے قدموں (رفتار) کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں محمدؐ کے وصف اور علیؑ کی تعریف اور اسکے فضائل و مناقب نازل کیے ہیں اس کی پیروی کرو۔ اور رسولؐ کی طرف آؤ تاکہ وہ جو کچھ حکم تم کو دے اس کو قبول کرو۔ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا تب وہ جواب دیتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور وہی ہم کو کافی ہے پس انھوں نے رسول اللہؐ کی مخالفت اور علیؑ ولی اللہ کی دشمنی ظاہر طور پر کرنے میں اپنے باپ دادا کے طریق کی پیروی اختیار کی ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ اگر ان کے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور راہِ صواب کی طرف ذرا بھی ہدایت یافتہ نہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ اُن کی پیروی کریں گے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اے بندگان خدا بحکمِ خدا سے میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کی متابعت کرو اور ان لوگوں کے مشابہ نہ ہو جنھوں نے اپنے جاہل اور کافر باپ دادا کی پیروی کر کے اللہ کے سوا اور پروردگار مقرر کیے ہیں کیونکہ جو کوئی دین میں ایسے شخص کا پیرو ہوتا ہے جو دینِ حق سے بالکل بے خبر ہے وہ عذاب خدا میں گرفتار ہوتا ہے اور ابلیس لعین کا قیدی بنتا ہے اور آگاہ ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے میرے بھائی علیؑ کو میری عترتِ طاہرہ کی اعلیٰ زینت بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی اسکو اور اس کے دوستوں کو دوست رکھے اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرے میں اسکو اپنی جنت کی اعلیٰ زینت بناؤنگا اور اپنا بزرگ تر دوست اور مخلص قرار دونگا بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہم اہلبیتؑ کی محبت پر قائم رہیگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیگا۔ اور سب کو اس کے لیے مباح کر دیگا کہ جس دروازے سے اس کا جی چاہے داخل ہو اور جنت کے تمام دروازے اس کو پکاریں گے اے خدا کے دوست اے خدا کے دوست کی دوست کیا تو مجھ سے داخل نہ ہوگا اور ہم سب میں سے مجھ کو خصوصیت نہ بخشے گا۔

قولہ عزوجل وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

ترجمہ: اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اُن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو صرف ایک پکار اور آواز سنائی دیتی ہے اور جو کچھ سمجھ میں نہیں آتی وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جو لوگ کہ کافر ہوئے ان کی مثل بتوں کی پرستش کرنے اور محمدؐ و علیؑ کے سوا اشرکا، قرار دینے میں كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ

بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً اُس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو محض ایک پکار اور آواز سُنائی دیتی ہے اور اس کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا جو کوئی فریاد رس اس کی فریاد کو پہنچے اور جس سے وہ مدد طلب کرے وہ اس کی امداد کرے صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ وہ ہدایت کے باب میں بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں کیونکہ وُہ اللہ کے سوا بُتوں کی جن کو انھوں نے خدا کا شریک بنایا ہے عبادت کرتے ہیں اور دوستانِ خدا کے مخالفوں کی متابعت کرتے ہیں جن کو انھوں نے خدا کے پسندیدہ خُلفار کے ناموں سے نامزد کیا ہے اور بہترین ائمہ (جن کو خدا نے اپنے دین کے قائم کرنے کے لیے نصب کیا ہے) کے القاب سے ملقب کیا ہے فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ پس وُہ امرِ خدا کو نہیں سمجھتے ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت بُت پرستوں اور نواصبِ اہلبیتِ محمدؐ اور ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو اس سے باغی اور سرکش ہیں عنقریب فرشتے ان کو جہنّم میں لے جائیں گے۔

پھر رسُولِ خدا نے فرمایا کہ ہم شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ جو کوئی اس ملعون سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ خدا اس کو پناہ دیتا ہے۔ نیز ہم اسکے ہمزات اور نفخات اور نفثات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ آیا تم جانتے ہو وُہ کونسی چیزیں ہیں سُنو اس کے ہمزات ہم اہلبیتؑ کا بغض ہے جو وُہ ہمارے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ ہم کیونکر تم سے بُغض رکھیں گے۔ جبکہ ہم نے خدا کے نزدیک تمھارے مراتب کو پہچان لیا۔ فرمایا اس طرح سے کہ ہمارے دوستوں سے بُغض رکھو۔ اور ہمارے دُشمنوں سے دوستی کرو۔ پس تم کو چاہیے کہ ہمارے دُشمنوں کی محبت اور دوستوں کی عداوت سے اللہ کی پناہ مانگو تب تم ہمارے بُغض اور ہماری عداوت سے بچے رہو گے کیونکہ جو کوئی ہمارے دُشمنوں کو دوست رکھے وُہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس سے بیزار ہیں اور خدائے بُزرگ و برتر بھی اس سے بیزار ہے (نفخات و نفثات کے معنی آیۂ ذیل کے ضمن میں درج ہیں۔ (مترجم عفی عنہٗ)

قولہٗ عزّوجلّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ

وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ **ترجمہ:** اے ایمان والو! کہ جو چیزیں کہ ہم نے تم کو دی ہیں اُن میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور خدا کا شکر کرو۔ اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو اُس نے صرف مُردار اور خون اور سُور کا گوشت اور وُہ چیز جس پر غیرِ خدا کا نام پکارا جائے تم پر حرام کی ہے پس جو شخص کہ مُضطر ہو اور زیادتی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کُچھ گُناہ نہیں ہے کیونکہ خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وُہ لوگو جو اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ رسُول اللہ کی نبوّت اور علیؑ ولی اللہ کی امامت پر ایمان لائے ہو كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور ہماری عطا کردہ نعمتوں پر ہمارا شکر ادا کرو منجملہ ان نعمتوں کے جو ہم نے تم کو دی ہیں ایک یہ ہے کہ تم کو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت پر قائم کیا تاکہ تم کو اس کی بدولت شیاطین کی شرارتوں سے محفوظ رکھے جو اپنے پروردگار عزّوجل کے نافرمان ہیں اس لیے کہ جب تم اپنے نفسوں پر ولایت محمدؐ و علیؑ کو تازہ کرتے ہو تو خدا کی لعنتیں اُن سرکش شیطانوں پر از سرِ نو پڑنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے نفخات اور نفثات سے تم کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔ جب حضرتؐ اس مقام پر پہنچے تو کسی نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ نفخاتِ شیطانی کیا چیز ہیں بیان فرمایئے فرمایا نفخہ وہ چیز ہے جسکو شیاطین غصّہ کے وقت انسان میں پھُونک دیتے ہیں جو اسکے دین و دُنیا کی بربادی اور تباہی کا باعث بنتی ہے اور کبھی عدمِ غضب کے وقت بھی ایسا عمل کرتے ہیں جس سے وُہی نتائج پیدا ہوتے ہیں پھر فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ سخت تر نفخۂ شیطانی کیا ہے؟ وہ چیز ہے جسکو کسی آدمی میں پھُونک کر اس کو وہم میں ڈال دیتے ہیں کہ اس اُمّت کا ایک آدمی ہم اہلبیتؑ سے افضل ہے یا ہمارا ہمسر اور ہم رُتبہ ہے۔ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہے کہ اُمّت کا کوئی آدمی ہم سے افضل یا ہمارا ہم رُتبہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اوّل تو محمدؐ کو اور اسکے بعد آلِ محمدؐ کو اس ساری اُمّت پر فوقیت دی ہے جیسے آسمان کو زمین پر فوقیت بخشی ہے اور جیسے سُورج اور چاند کی روشنی کو سُہا ستارہ کی روشنی پر فوق دیا ہے اور نفثاتِ شیطانی میں یہ بات داخل ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں

معنی نفخات و نفثات

سمجھ لیتا ہے کہ قرآن کے بعد ہم اہلبیتؑ کے ذکر کرنے اور ہم پر درود و سلام بھیجنے کی نسبت زیادہ تر اس کو شفا دینے والی کوئی اور چیز بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کے ذکر کو سینوں کے لیے باعث شفا اور ہم پر درود بھیجنے کو گناہوں اور قصوروں کا مٹانے والا اور عیبوں سے پاک کرنے والا اور نیکیوں کا بڑھانے والا بنایا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے اِنۡ كُنۡتُمۡ اِيَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ اگر تم خاص اسی خدا کی عبادت کرتے ہو تو تم کو جس کی اطاعت کرنے کا اُس نے حکم دیا ہے اسکی اطاعت بجالا کر اس کا شکر ادا کرو اور جنکی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے خلفائے طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

پھر خدا فرماتا ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ خدا نے تم پر صرف مُردہ جو کہ حکم خدا کے موافق ذبح کیے بغیر خود ہی مر گیا ہو اور خون اور سُور کا گوشت اور جو چیز کہ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کی گئی ہو ان سب کا کھانا حرام کیا ہے اور مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ میں وُہ ذبائح داخل ہیں جنکو کفار اپنے بتوں کے نام پر جن کو وُہ خدا کا شریک کہتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کو اختیار کرتے ہیں قربانی کرتے ہیں فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ مگر جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مُضطر اور مجبور ہو اور وُہ ضرورت کے وقت امام ہدایت کنندہ سے باغی نہ ہو اور جو شخص کہ پیغمبر نہ ہو اس کی پیغمبری کے باب میں اور جو امام نہ ہو اس کی امامت کے بارے میں جھوٹی بات کہہ کر حد سے تجاوز نہ کر گیا ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ بے شک اللہ اے مومنو تمھارے عیبوں کا چھپانیوالا اور تمھارے حال پر رحم کرنیوالا ہے کہ جن چیزوں کا کھانا فراغبالی کے وقت حرام کیا ہے ضرورت کے وقت ان کو تمھارے لیے حلال کر دیا ہے۔

اور امام زین العابدینؑ نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے اے مومنو تمام امور حرام سے پرہیز کرو اور یہ سمجھ لو کہ شیعیانِ آلِ محمدؐ میں سے اپنے کسی دینی بھائی کی غیبت کرنی حرام ہونے میں مُردہ کھانے سے بھی بڑھ کر ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَغۡتَبۡ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ یعنی تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو آیا تم میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اور اگر مُردہ بھائی کا

گوشت تمھارے سامنے پیش کیا جائے تو تم کراہت کرو گے اور ہرگز نہ کھاؤ گے اور خُون کی حُرمت (حرام ہونا) شیعیانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں سے کسی مومن کی بادشاہ جابر کے پاس چغلی کھانے کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کیونکہ اس حالت میں اس چغلخور نے اپنے نفس کو بھی اور اپنے برادر دینی اور اس بادشاہ کو بھی ہلاک کیا۔

اور سُور کے گوشت کی حرمت خدا کے ذلیل و خوار کیے گئے شخص کو معزز و معظم سمجھنے اور جن لوگوں کو خدا نے فاسقوں کے نام سے نامزد کیا ہے ان کو ہمارے ناموں سے نامزد کرنے اور جنکو خدا نے فاجر کے لقب سے ملقب کیا ہے ان کو ہمارے القاب سے ملقب کرنے کی حُرمت سے بہت ہی خفیف ہے۔

اور وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ یعنی غیر خدا نام لے کر ذبح کی گئی چیز کی حُرمت تمھارے واسطے اس فعل کی حُرمت سے بہت ہی کم ہے کہ تم عدم تقیہ کی صُورت میں ہمارے دشمنوں کے ناموں کو جو ہمارے حقوق کے غصب کرنے والے ہیں خطبۂ نکاح یا خُطبۂ نماز جمعہ میں داخل کرو۔

پھر خُدا فرماتا ہے فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ کہ جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور ہو بشرطیکہ وُہ باغی اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو اسکے کھانے میں کوئی گناہ اسکے ذمے نہیں ہے جس شخص کو حالت تقیہ ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے تناول کرنے کی طرف مضطر کرے اور تقیہ کے زائل ہونے کی حالت میں طاعت الٰہی کا معتقد ہو تو کچھ گناہ اُس کے ذمے نہیں ہے اسی طرح اگر کسی کو مجبوراً اپنے کسی دینی بھائی کی بدگوئی کرنی پڑے تاکہ اس عمل سے اپنے نفس یا اپنے اس دینی بھائی پر سے کفار و نواصب کے ہاتھ سے مارے جانے کی بلا کو دفع کرے اور اگر کوئی شخص مومن بھائیوں کی یا بہت سے مسلمانوں کی انکے ہلاک کرنے کی نیت سے چغلی کھائے اور وُہ لوگ اُس سے انتقام لینا چاہیں وہ اسکی چغلی کھائیں اور وُہ عیب بیان کریں جو فی الواقع اسمیں موجود ہوں اور جو کوئی کسی ایسے شخص کو بزرگ اور قابل تعظیم سمجھے جو حکم خدا میں ذلیل و خوار ہے یا کسی ایسے شخص کی حقارت کا خیال دلائے جو دین خدا میں معظم اور مکرم ہے بایں غرض کہ وہ شخص اور خود اپنا نفس دشمنوں کے سر سے محفوظ رہے اور جو کوئی دشمن دین کو اپنے نفس کے خوف سے بزرگ ناموں سے نامزد کرے اور جو کوئی از روئے تقیہ کے مخالفان دین کے احکام کو قبول کرے ان تمام صورتوں میں اس شخص پر کسی قسم کا گناہ عائد نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے واسطے تقیہ کو وسیع کیا ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے کسی شیعہ کو کسی منافق کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا اور اس شیعہ کو بھی یہ حال معلوم ہو گیا کہ حضرت نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا ہے اس لیے وہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میں حضرت سے عذر کرتا ہوں کہ میں نے تقیہ کے سبب فلاں منافق کے پیچھے نماز پڑھی اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ضرور تنہا ہی نماز کو ادا کرتا حضرتؑ نے فرمایا اے مرد مومن تجھ کو عذر کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے ہاں ترک کرنے کی صورت میں عذر کرنے کی بیشک تجھ کو ضرورت تھی اے خدا کے مومن بندے اس وقت ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فرشتے برابر تجھ پر درود بھیج رہے ہیں اور تیرے اس پیش نماز پر لعنت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے کہ تیری اس نماز کو جو حالت تقیہ میں تو نے ادا کی ہے ساتؔ سو نمازوں کے برابر لکھیں جو تو تنہا ادا کرتا پس تجھ پر تقیہ لازم ہے اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ تقیہ کے تارک کا ایسا ہی دشمن ہے جیسے اسکے منکر کا پس تو اپنے نفس کے لیے اس بات کو پسند نہ کر کہ خدا کے نزدیک تیرا درجہ اس کے دشمنوں کے برابر ہو۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْہُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ۝

ترجمہ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اس پوشیدہ کرنے کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف آگ کھاتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے کلام نہ کرے گا اور نہ ان کو ان کے اعمال کی ناپاکی سے پاکیزہ کریگا اور ان کے لیے عذابِ دردناک ہے یہ وُہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض میں اور عذاب کو مغفرت کے عوض میں خرید کیا ہے پس کس چیز نے ان کو آتش دوزخ پر صابر اور دلیر کر دیا ہے؟ یہ عذاب اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے (اور ان لوگوں نے اسکو جھٹلایا اور ترک کیا) اور جن لوگوں نے کتاب خدا میں اختلاف کیا ہے وہ بیشک مخالفت بعید میں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم اہلبیتؑ کے فضائل پوشیدہ کرنیوالوں کا حال

بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو جس میں یہ مذکور ہے کہ محمدؐ تمام پیغمبروں سے افضل اور علیؑ تمام اوصیا سے برتر ہے پوشیدہ کرتے ہیں وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اور اس پوشیدہ کرنے کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خرید کرتے ہیں یعنی اس کے چھپانے سے ان کا منشا یہ ہے کہ اسکے عوض میں قدرے قلیل مال و متاع دنیوی حاصل کریں اور اس کے سبب دنیا میں خدا کے جاہل بندوں کے نزدیک ریاست اور سرداری پائیں اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ یہ لوگ حق کو چھپا کر اس دنیا کا مال قلیل حاصل کرنے کے عوض اپنے پیٹوں میں صرف آگ ہی کھائیں گے وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نیک کلام نہ کریگا۔ بلکہ ان سے اس طرح کلام کریگا کہ ان پر لعنت کریگا اور اُن کو رسوا کریگا اور ان سے فرمائیگا کہ تم میرے بُرے بندے ہو تم نے میری ترتیب کو پلٹ دیا اور جس کو میں نے مقدم کیا تھا۔ اس کو تم نے موخر کیا اور جس کو میں نے موخر کیا تھا اس کو تم نے مقدم کیا اور میرے دشمنوں کو تم نے دوست رکھا اور میرے دوستوں کو دشمن وَلَا یُزَکِّیْہِمْ اور نہ ان کو گناہوں سے پاکیزہ کرے گا کیونکہ گناہ اسی وقت زائل اور مضمحل ہوتے ہیں جبکہ ولایت محمدؐ و علیؑ ان کے ساتھ ملحق ہو مگر جن گناہوں سے ولایت محمدؐ و علیؑ کا زائل ہونا قریب ہوتا ہے وُہ گناہ مضاعف کیے جاتے ہیں اور وُہ جرم بڑھائے جاتے ہیں اور ان کا عذاب نہایت سخت اور عظیم ہوتا ہے وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اور ان کو جہنم میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْہُدٰی یہ وُہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض میں خرید کیا اور دار القرار یعنی بہشت میں جو نیک اور ابرار لوگوں کا مقام ہے سعادت ابدی حاصل کرنے کے عوض میں دار البوار یعنی جہنم میں ہلاک ہونے کو قبول کیا۔ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ اور عذاب کو کہ دشمنانِ خدا کو دوست رکھنے کے سبب اسکے مستحق ہوتے ہیں مغفرت کے عوض مول لیا جس کے مستحق وہ اُس وقت ہوتے جبکہ وُہ دوستانِ خدا کو دوست رکھتے فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ پس کس چیز نے ان کو جہنم کی آگ پر صابر کیا یعنی کس چیز نے اُن کو ایسے عمل کی جرأت دلائی جو آتش جہنم کے عذاب کو ان پر لازم کرتا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ یہ عذاب جو اپنے امام کی مخالفت کرنے اور پیغمبر خدا محمدؐ کے وصی اور صفی اور اسکے بعد تمام مخلوق سے

افضل یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت سے الگ ہونیکی وجہ سے ان کے گناہوں اور جرموں کے عوض ان کے لیے لازم کیا گیا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حق کیساتھ نازل کیا اور اس میں ان لوگوں کو جو اہلِ حق کی مخالفت کریں اور صادق لوگوں سے علیحدگی اختیار کریں اور فاسقوں کے مطیع ہوں عذاب کا وعدہ دیا ہے اور جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے۔ وُہ ضرور ان کو پہنچے گا اور اس میں ذرا بھی خطا نہ ہوگی۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتَابِ اور جن لوگوں نے کہ کتابِ خدا میں اختلاف کیا وُہ اس پر ایمان نہیں لائے اور بعض نے کہا کہ یہ جادو ہے اور بعض نے اس کو شعر بتلایا اور بعضوں نے کہا کہ یہ تو کہانت یعنی فال گوئی ہے لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ وُہ کتابِ خدا میں اختلاف کرنیوالے لوگ حق کے بڑے مخالف ہیں کہ جس شق میں حق ہے وُہ اس کی مخالف شق میں ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ یہ حال ہے اُس شخص کا جو ہمارے فضائل کو پوشیدہ کرے اور ہمارے حقوق کا منکر ہو اور ہمارے ناموں کو اپنے نام مقرر کرے اور ہمارے القاب سے ملقب ہو اور ہم پر ظلم کرنے والوں کی ہمارے حقوق کے غصب کرنے میں امداد کرے اور ہمارے دُشمنوں کو ہم پر ترجیح دے اور تقیہ اس کو ان امُور پر مجبُور نہ کرتا ہو اور اپنی جان اور مال کے خوف سے ایسا کرنا اس کے لیے ضروری نہ ہو۔ اے ہمارے شیعو خدا سے ڈرو کہ جب تقیہ تم پر واجب نہ ہو تو تم ہماری خواہش کے موافق عمل نہ کرو اور جب تقیہ تم کو منع کرے تو ہم سے علیحدگی اختیار نہ کرو (یعنی تقیہ کی صورت میں ہم سے علیحدگی اختیار کرو اور عدم تقیہ کے وقت ہمارا ساتھ دو اور علیحدہ مت ہو) اور اب میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو تم کو امرِ ناجائز سے مانع ہوگا اور اس سے تم کو نصیحت حاصل ہوگی۔

ایک روز دو شخص جو جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے اصحاب میں سے تھے حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اُن میں سے ایک کا تو سانپ پر پاؤں پڑ گیا تھا اور اس موذی نے اسکو کاٹ کھایا تھا اور دُوسرے کو راستے میں کسی دیوار پر سے بچھو گر کر کاٹ گیا تھا اور وُہ دونوں گر پڑے اور اس صدمے سے انکی یہ کیفیت تھی کہ گویا قتل کر کے زمین پر ڈال دیئے ہیں اور ذبح کیے گئے ہیں لوگوں نے حضرتؑ کو ان کے احوال سے مطلع کیا فرمایا ان کو جانے دو کیونکہ ابھی ان کا وقت نہیں آیا اور انکی محنت پُوری نہیں ہُوئی لوگ ان کو اُٹھا کر گھر لے گئے اور وُہ دو مہینے تک بیمار رہے اور سخت تکلیف اُٹھائی اور بہت درد دُکھ جھیلے اس کے بعد جناب امیرؑ نے ان کو بُلوایا لوگ اٹھا کر حضرتؑ کی خدمت میں لائے اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ

دونوں مرنے کے قریب ہیں اور اُٹھانیوالوں کے ہاتھوں میں ہی مر جائیں گے امیر المومنین علیہ السّلام نے ان سے پُوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ اُنھوں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ہم نہایت درد اور سخت عذاب میں گرفتار ہیں۔ فرمایا تم دونوں خدا سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کرو جس کے سبب تمہاری یہ حالت ہُوئی ہے اور ایسی خطا سے اللہ کی پناہ مانگو جس سے تمہارے ثواب باطل ہو جائیں اور عذاب اور وبال بڑھ جائے۔ اُنھوں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک کو یہ حادثہ اپنے کسی گُناہ کے سبب پہنچا ہے۔ پھر ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے فلاں تجھ کو یاد ہوگا کہ فلاں روز فلاں شخص نے سلمانؓ فارسی کی غیبت چینی کی اور ہماری دوستی کے سبب اُس پر طعن کیا۔ حالانکہ تجھ کو اپنی جان یا اہل و عیال یا اولاد یا مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف اس ملعون کی تردید سے مانع نہ تھا۔ مگر حیا کے سبب خاموش رہا اس لیے یہ صدمہ تجھ کو پہنچا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تیری اس تکلیف کو دفع کرے اس لیے اب تو اپنے دل میں عہد کر کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی مُحبّ اہلبیتؑ کی حقارت کو گوارا نہ کروں گا جبکہ اسکی غیبت میں اسکی نصُرت پر قادر ہونگا تو ضرور نصُرت کرونگا بشرطیکہ اپنی جان یا اہل و عیال اور اولاد اور مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف نہ ہو۔ پھر دُوسرے سے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ تجھ کو یہ صدمہ کس لیے پہنچا؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ ایک دن تو فلاں ناصبی کے ہاں موجود تھا اور میرا خادم قنبر وہاں گیا اور تو میری تعظیم کے سبب اسکی تعظیم کو کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ ناصبی بولا تو میرے سامنے اس شخص کی تعظیم کرتا ہے اُس وقت تُو نے جواب دیا کہ میں کیونکر اسکی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہوں۔ جبکہ فرشتے راہ میں اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور یہ اُن پر پاؤں رکھ کر چلتا ہے جب تُو نے یہ بات کہی تو اس ناصبی نے کھڑے ہو کر قنبر کو مارا اور نہایت ایذا دی اور اس کو اور مجھ کو نہایت خوف دلانے والی باتیں کہیں اور اسکے غضبناک ہونے سے میرے دل پر سخت صدمہ پہنچا۔ اس لیے تجھ پر بچھو گرا اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ کو اس مرض سے شفا عنایت کرے تو عہد کر لے کہ کبھی ہمارے دُشمنوں کے رُوبرو ہمارے ساتھ یا ہمارے کسی دوست کیساتھ ایسا برتاؤ نہ کریگا کہ جس سے تجھ کو ہم پر یا ہمارے دوستوں پر ہمارے مخالفوں کی طرف سے کسی قسم کے ضرر پہنچنے کا خوف ہو دیکھو جناب رسُولِ خداؐ حالانکہ مجھ کو سب سے افضل جانتے تھے۔ مگر جب میں اُنکی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو کبھی میری تعظیم کے لیے

کھڑے نہ ہوتے تھے جیسا کہ بعض اشخاص کے بیے جن کو ان فضائل کا کروڑواں حصہ بھی حاصل نہ تھا جو آنحضرت میرے لیے ثابت کرتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ حضرت کو معلوم تھا کہ یہ بات بعض دشمنانِ خدا کو اس امر پر برانگیختہ کرتی ہے جو آنحضرت اور میرے مومنین کے لیے غم و ملال کا باعث ہوتا ہے اور جن لوگوں کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے میں اپنے لیے اور ان کیلئے کسی قسم کی خرابی کا اندیشہ نہ ہوتا تھا جیسا کہ میری تعظیم کرنے میں ہوا کرتا تھا ان کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قولہٗ عزّوجلّ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ: نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کی طرف اپنے منہ پھیرو۔ لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں اور کتابِ خدا اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں اور باوجود مال کی محبت کے اپنا مال قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو دیں اور کنیزوں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور مصیبتوں اور تنگیوں میں اور سختی کے وقت میں صبر کریں یہ لوگ صادق ہیں اور یہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جب جنابِ رسالتمآبؐ نے علیؑ کو سب پر فضیلت دی اور خدائے عزّوجلّ کے نزدیک اسکی جلالت کا حال بیان کیا اور اس کے شیعوں اور اسکی دعوت میں اسکی نصرت کرنیوالوں کی فضیلتیں ظاہر ہوئیں اور یہود و نصاریٰ کو ان کے کافر ہونے اور انکی کتابوں میں جو محمدؐ و علیؑ کے فضائل اور محاسن کا ذکر ہے اسکے چھپانے پر زجر و توبیخ کی تو یہود و نصاریٰ فخر کرنے لگے اور یہودیوں نے فخریہ بیان کیا کہ ہم نے اس قدر بیشمار نمازیں اپنے قبلہ کی طرف پڑھی ہیں اور بعض لوگ ہم میں ایسے ہیں جو ادھر کو منہ کر کے شب بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ قبلہ موسیٰؑ ہے جسکی طرف منہ کرنیکا اس نے ہم کو حکم دیا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم نے اپنے قبلہ کی

طرف بیشمار نمازیں پڑھی ہیں اور ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اُسکی طرف مُنہ کر کے نمازیں پڑھتے میں رات گزار دیتے ہیں اور وہ عیسیٰؑ کا قبلہ ہے جس کے لیے اُس نے ہم کو حکم دیا ہے بعد ازاں دونوں فریقوں نے کہا کہ اے محمدؐ کیا تیری رائے میں ہمارا پروردگار ہمارے ان اتنے عملوں اور اپنے قبلہ کی طرف ہماری اس قدر ادا کی ہوئی نمازوں کو باطل کر دیگا اس سبب سے کہ ہم خود محمدؐ اور اس کے بھائی جس کو وہ اپنی رائے کے موافق حکمِ خدا کہتا ہے متابعت نہیں کرتے اس وقت حق تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ بِرّ یعنی طاعتِ خدا جو تم کو جنت میں پہنچائے اور جس کے باعث تم بخشش اور خوشنودیٔ خدا کے مستحق ٹھہرو۔ یہ نہیں ہے کہ تم نمازوں میں اے نصاریٰ مشرق کی طرف اور اے یہودیو مغرب کی طرف منہ کرو۔ حالانکہ تم امرِ الٰہی کے مخالف ہو اور ولیٔ خدا پر غضبناک ہو وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ بلکہ وہ طاعت (جسکی تعریف اوپر بیان ہوئی) یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں یعنی اس بات پر کہ وہ واحد اور احد اور فرد اور صمد (بے نیاز) ہے جس کو چاہتا ہے عظمت عطا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کرامت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے کوئی اس کے امر کو رد کرنیوالا اور اسکے حکم کو موڑنے والا نہیں ہے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور اُس روز قیامت پر ایمان لائیں جس کے قیام کرنے والوں میں سب سے افضل سردار انبیاء محمدؐ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل انکے بھائی اور صفی سید اوصیاء علیؑ ابن ابی طالب ہیں اور اُس روز قیامت پر ایمان لائیں کہ اس میں جب کوئی شیعہ محمدؐ و علیؑ حاضر ہوگا اس کے انوار اس میدان میں روشن ہوں گے اور اسی روشنی میں وہ خود اور اس کے بھائی اور اسکی بیویاں اور اسکی اولاد اور اسکے ساتھ نیکی کرنے والے اور دنیا میں اسکی تکلیفوں اور سختیوں کو دفع کرنے والے جنت میں جا داخل ہونگے اور اُس روز قیامت پر لائیں کہ جس میں جب کوئی دشمنِ محمدؐ وارد ہوگا تو وہاں کے اندھیرے اس کو گھیرے ہونگے اور وہ خود اور وہ لوگ جو اعتقاد اور دین اور مذہب میں اس کے شریک تھے اور دیگر متفرق لوگ جو دنیا میں عدم تقیہ کی حالت میں ان سے ملحق تھے۔ انہی تاریکیوں میں گھرے ہوئے جہنم میں دردناک عذاب میں جا پہنچیں گے اور اُس روز قیامت پر ایمان لائیں جس میں جنت محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں اور ان کے شیعوں کو ندا کرے گی کہ ہماری طرف آؤ۔ اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں اور ان کے مخالفوں کو کہے گی ہم سے دور ہو۔ ہم سے دور ہو

اور جہنم دوستان و شیعیان محمدؐ و علیؑ سے کہے گی کہ ہم سے پرے ہٹو، ہم سے پرے ہٹو۔ اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کے شیعوں کے دشمنوں اور مخالفوں کو پکارے گی۔ ہماری طرف آؤ، ہماری طرف آؤ۔ جس روز کہ بہشتیں آواز دینگی یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونوں حضرات کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور جس کو تم ہمارے اندر داخل کرو اسکے داخل کر لینے کی اجازت دی ہے۔ پس آپ اپنے شیعوں سے ہم کو بھر دو۔ ان کو مبارک اور گوارا ہو۔ اور سب دوزخ پکارینگے یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہمکو آپ دونوں حضرات کی اطاعت کرنے اور جس کے جلانے کا آپ ہم کو حکم کریں اسکے جلانے کا حکم دیا ہے پس آپ دونوں حضرات اپنے دشمنوں سے ہم کو پُر کردیں وَالْمَلَآئِكَةِ اور فرشتوں پر ایمان لائیں کہ وہ معصوم اور بیگناہ بندے ہیں اور کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو دیا گیا ہے اسی کو کرتے رہتے ہیں اور انکا سب سے بڑا عمل ان مراتب میں جن میں وہ ثریٰ سے لے کر عرش تک مرتب کئے گئے ہیں یہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجیں اور ان کے پرہیزگار اور متقی شیعوں کے لیے خدا کی رحمت اور اسکی خوشنودی طلب کریں اور انکے ظاہری دشمنوں اور منافقوں کی پیروی اور متابعت کرنیوالوں پر لعنت کریں وَالْكِتَابِ اور اس کتاب پر ایمان لائیں جس کو خدا نے نازل کیا ہے اور اس میں محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کا ذکر ہے اور ان کے وہ خصائص اس میں بیان کئے ہیں جن سے اہلِ عالم میں سے کسی کو مخصوص نہیں کیا اور ان دونوں کی متابعت اور اطاعت کرنیوالے مومنوں کی فضیلت اور ان کے مخالف معاندین و منافقین کے بغض کا ذکر اس میں درج ہے وَالنَّبِيِّيْنَ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں کہ وہ تمام مخلوقِ خدا سے افضل ہیں اور ان سب نے محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کی فضیلت اور ان کے شیعوں کے تمام پیغمبروں پر ایمان لانیوالوں سے افضل ہونے پر رہنمائی کی ہے اور وہ سب محمدؐ اور علیؑ کی فضیلت کے مُقر تھے اور انکے خصائص کو تسلیم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو وہ فضل و شرف عطا فرمایا ہے کہ جس نبی کے نفس نے اسکی طرف رغبت کی اللہ تعالیٰ نے اسکو منع کیا اور اسکو باز رکھا اور اسے حکم دیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلؑ اطہار کے فضائل کو تسلیم کرے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے اور اس سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں فرمائی مگر ہاں سلیمانؑ ابنِ داؤدؑ کو اس میں سے فقط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عنایت کی تھی جس کو اُس نے اپنی تمام سلطنت سے جو خدا کی طرف سے اسکو عطا ہوئی تھی اشرف اور اعلیٰ سمجھا اور عرض کی اے میرے پروردگار یہ کلمات کس قدر بزرگ تر ہیں۔

کہ میں ان کو اپنی تمام سلطنت سے جو تُو نے مجھ کو عطا کی ہے بہتر سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلیمانؑ یہ کلمات کیونکر ایسے بزرگ اور شریف نہ ہوں جبکہ انکی شرافت اس درجہ کو پہنچی ہے کہ جب کوئی بندہ یا کنیز ان کلمات سے مجھ کو موسوم کرتا ہے تو میں اس کے لیے اس شخص کی نسبت ہزار گنے ثواب واجب کرتا ہوں جو تیری سلطنت سے ہزار گنی بادشاہی کو میری راہ میں تصدق کرے اے سلیمانؑ یہ کلمات سورۂ فاتحہ کا جس کو میں مکمل طور پر محمدؐ کو عطا کروں گا۔ ساتواں حصہ ہیں۔ تب سلیمانؑ نے عرض کی اے پروردگار آیا مجھ کو اجازت ہے؟ کہ میں اس کی تکمیل کی درخواست کروں۔ فرمایا اے سلیمانؑ جو کچھ میں نے تجھ کو عطا کیا ہے اسی پر قناعت کر کیونکہ تو محمدؐ کے شرف و منزلت کو ہرگز نہیں پہنچے گا۔ خبردار محمدؐ کے درجہ اور اسکی فضیلت اور جلالت کی کبھی درخواست نہ کرنا ورنہ میں تجھ کو تیری سلطنت سے نکال دونگا جس طرح آدمؑ کو جنت سے نکال دیا تھا کیونکہ اُس نے درخت کی خواہش کر کے محمدؐ کے درجہ کی آرزو کی تھی جسکی جڑ محمدؐ اور سب سے بڑا ٹہنا علیؑ اور باقی ٹہنے علی حسب مراتب آلِ محمدؐ اور اسکی شاخیں درجہ بدرجہ اسکے شیعہ اور اسکی اُمت کے لوگ ہیں اس لیے کہ کسی کو محمدؐ کے سے درجات اور مراتب حاصل نہیں ہیں جب سلیمانؑ نے یہ ارشاد باری تعالیٰ سُنا تو عرض کی کہ یا اللہ مجھ کو اسی چیز پر جو تُو نے مجھ کو مرحمت فرمائی ہے قناعت عطا کر اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی پر قانع کر دیا تب اُس نے عرض کی میں نے قبول کیا اور رضامند ہوا اور قناعت کی اور مجھ کو معلوم ہو گیا کہ تیری درگاہ میں محمدؐ کے سے مراتب اور درجات اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہیں۔ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ اور اپنا مال باوجود محبت اور شدتِ حاجت و رغبت کے کہ ان کو اپنی زندگی کی آرزو ہے اور فقیری کا خوف ہے اس لیے کہ تندرست اور بخیل ہیں راہِ خدا میں مستحق مومنین کو جنکی تفصیل ذیل میں ہے دیتے ہیں۔ پیغمبر کے محتاج اور تنگدست قریبی رشتہ داروں کو بطور ہدیہ اور نیکی کے دیں نہ کہ بطور تصدق کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ سے اُن کو بزرگ و برتر کیا ہے اور اپنے قریبیوں کو صدقہ اور نیکی جس طرح پر چاہیں دیں اور محتاج یتیموں کو دیں بنی ہاشم کے یتیموں کو بطورِ نیکی کے دیں اور صدقہ کر کے نہ دیں اور دیگر یتیموں کو صدقہ اور صلہ رحمی کے طور پر دیں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو جو راستے میں ہوں اور زادِ راہ ان کے پاس نہ ہو عطا کریں اور اُن سائلوں کو دیں جو لوگوں سے روزی طلب کریں اور صدقات کا سوال کریں اور اُن غلاموں کی جو مکاتبہ کر چکے ہوں (یعنی اپنے آقا کو لکھ کر دے چکے ہوں کہ اگر ہم اس قدر روپیہ دے دیں

تو ہم کو آزاد کیا جائے) اعانت کریں تاکہ وُہ اپنا مقررہ روپیہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس مال نہ ہو جس سے وہ کسی کی غمخواری اور ہمدردی کرے اس کو چاہیئے کہ اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ کی نبوت کا از سرِ نو اقرار کرے اور ہم اہلبیت کے واجب حقوق کا مقر ہو کر ہمارے فضائل کا اعلان کرے اور ہم کو تمام پیغمبروں کی آل پر اور محمدؐ کو جملہ انبیاء پر فضیلت دے اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی کو ظاہر کرے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہو خواہ وُہ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور دوست ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ولایت الٰہی حاصل نہیں ہوتی جبتک کہ اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن نہ رکھے۔

وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور نماز کو قائم کریں حضرتؑ نے فرمایا کہ اس شخص کی نیکی (بڑی) نیکی شمار ہوتی ہے جو نماز کو با شرائط ادا کرے اور یہ جانے کہ نماز کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ اسکے شروع سے لے کر آخر تک سردار انبیاء محمدؐ کی فضیلت اور سردار اوصیاء افضل اتقیاء علیؑ ابن ابی طالب (جو نبیؐ کے مختار کے بعد تمام نیکوں کے سردار اور تمام اہلِ خیر کے پیشوا اور تمام اہلِ بہشت سے افضل ہیں) کی ولایت کا اقرار واعتراف رکھے وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ اور زکوٰۃ واجب اپنے مومن بھائیوں کو دیں اور اگر کسی کے پاس مال نہ ہو جس کی وُہ زکوٰۃ نکالے تو اپنے بدن اور عقل کی زکوٰۃ نکالے اور وُہ یہ ہے کہ جب مقدور اور قدرت ہو تو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت کو ظاہر کرے اور جب بلائیں عام ہوں اور مصیبتیں نازل ہوں اور ہمارے دشمن غالب ہوں تو تقیہ کا استعمال کرے اور بندگانِ خدا سے اس طرح معاشرت کرے جس سے اس کے دین میں رخنہ نہ پڑے اور اس کی آبرو میں فرق نہ آئے اور اسکے دین اور دُنیا دونوں محفوظ رہیں ایسا شخص تقیہ کے استعمال کے سبب اپنے مولا کی عبادت میں اپنے نفس کو زیادہ کرتا ہے اور اپنی آبرو کو جسکا بچانا اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے محفوظ رکھتا ہے اور اپنے مالوں کی جنکو خدا نے اسکے نفس اور دین اور آبرو اور بدن کے قیام کا باعث بنایا ہے حفاظت کرتا ہے اور خدا کی لعنت ہو اُن لوگوں پر جن پر خدا غضب ناک ہے جنھوں نے رذیل خصائل اور قابل عذاب عادات کو اختیار کر لیا ہے اس لیے کہ انھوں نے اہل حقوق سے ان کے حقوق کو الگ کیا اور ولایت علیؑ کو اُن لوگوں کے سپرد کیا جو اس کے مستحق نہ تھے۔

بعد ازاں فرماتا ہے وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا اور جب کسی سے عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا عہد جو اُن سے لیا گیا ہے یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ نے

شرف اور فضیلت عطا کی ہے اس کے شرف اور فضیلت کو جو اُن کو معلوم ہیں پوشیدہ نہ کریں اور بزرگ ناموں سے ان خطا کاروں اور حد سے گزرنے والوں اور گمراہوں کو نامزد نہ کریں جو ان پاک ناموں کے مستحق نہیں ہیں پس جن کی طرف کہ خدا نے اپنی دلیلیں اور نشانیاں دکھا کر رہبری کی تھی انکے ناموں سے جن لوگوں نے ایسے خطا کاروں اور سرکشوں کو جو کسی طرح ان خاصانِ خدا کے ہمسر نہ تھے نامزد کیا، وُہ راہ خدا سے گمراہ ہو گئے۔ اب خدا فرماتا ہے وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ اور سختیوں یعنی دشمنوں کی لڑائی میں صبر کریں اور ابلیس اور اس کے سرکش شیاطین سے بڑھ کر لڑنیوالا دشمن اور کوئی نہیں ہے اس کو اور ان کو محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے للکاریں اور اپنی طرف سے دفع کر دیں وَالضَّرَّآءِ اور فقیری اور سختی میں صبر کریں اور کوئی محتاجی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ مومن کو دشمنانِ آلِ محمدؐ کے ہاتھ سے روزی مانگنے کی ضرورت پڑے۔ اس مصیبت پر صبر کرے اور جو کچھ کہ ان کے مال میں سے لیتا ہے اس کو غنیمت جانے اور اُس کے عوض میں اُن پر لعنت کرے اور جو کچھ کہ لیتا ہے اس سے ہادیانِ طیبین و طاہرین کی ولایت کا از سرِ نو ذکر کرنے میں مدد لے۔ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اور شدت قتال و جدال کے وقت صبر کریں اس طرح سے کہ اللہ کا ذکر کریں اور محمد رسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ پر درود بھیجیں اور اپنے دل اور زبان سے دوستانِ خدا کو دوست رکھیں اور دشمنانِ خدا کو دشمن۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہ لوگ جن کے اوصاف اوپر بیان ہوئے وُہ ہیں جو صادق یعنی اپنے ایمان میں سچے ہیں کہ انھوں نے اپنے اقوال کی اپنے افعال سے تصدیق کر دی اور یہی لوگ وُہ ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہیں کہ عذابِ دوزخ اور شرورِ نواصب و کفار سے ڈرتے اور بچتے ہیں۔ جن سے بچنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ **ترجمہ**: اے ایمان والو! مقتولوں کے باب میں قصاص لینا تم پر واجب کیا گیا ہے۔ آزاد کے عوض میں آزاد سے اور غلام کے عوض میں غلام سے اور عورت کے عوض میں عورت سے قصاص لینا چاہیئے اگر کسی (قاتل) کو

اس کا دینی بھائی یعنی وارث مقتول (قصاص) معاف کر دے تو اس سے خون بہا طلب کرنے میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیئے (یعنی زیادہ نہیں لینا چاہیئے) اور اس قاتل کو بھی خونبہا کے ادا کرنے میں مقتول کے وارثوں سے نیکی کرنی چاہیئے کہ اسمیں کمی نہ کرے اور پورا ان کو پہنچا دے یہ قصاص کو معاف کر کے خونبہا لینا تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف اور مہربانی ہے پس جو شخص کہ اسکے بعد حد سے تجاوز کرے۔ (یعنی خونبہا لینے کے بعد قاتل کو قتل کر دے یا قاتل اسکی ادائیگی کے بعد اور کو قتل کر دے) اسکے لیے عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے اور اے صاحبانِ عقل قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے تاکہ تم (ناحق قتل کرنے سے) پرہیز کرو اور ڈرو۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ فِی الۡقَتۡلٰی اے ایمان والو مقتولوں کے باب میں تم پر قصاص بطورِ مساوات واجب کیا گیا ہے اور اس بات کو واجب کیا ہے کہ قاتل نے جس طریق سے مقتول کو قتل کیا ہے اس کیساتھ بھی وہی طریقہ برتا جائے اَلۡحُرُّ بِالۡحُرِّ وَ الۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَ الۡاُنۡثٰی بِالۡاُنۡثٰی آزاد کے عوض میں آزاد قتل کیا جائے اور غلام کے عوض میں غلام اور عورت کے عوض میں عورت جبکہ عورت کو عورت قتل کرے فَمَنۡ عُفِیَ لَهٗ مِنۡ اَخِیۡهِ شَیۡءٌ پس جس کسی کو اس کا (دینی) بھائی کچھ معاف کر دے یعنی قاتل کو اگر مقتول کا وارث قتل معاف کر دے اور وہ دونوں اس امر پر راضی ہو جائیں کہ قاتل خونبہا ادا کرے اور اس کے عوض میں قتل اس کو معاف کر دیا جائے فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ تو وارث مقتول کو خونبہا کے مطالبہ میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیئے کہ قاتل پر زیادہ خونبہا لے کر ظلم نہ کرے اور اس کو تنگ نہ کرے (یہ وصیت وارث مقتول کے لیے ہے) وَ اَدَآءٌ اِلَیۡهِ بِاِحۡسَانٍ اور قاتل جس کو خونبہا کے عوض خون معاف کیا گیا ہے خونبہا نیکی کیساتھ اسکو یعنی وارث مقتول کو پہنچا دے نہ تو اسکے خلاف کرے اور نہ اس کے ادا کرنے میں دیر کرے ذٰلِکَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ رَحۡمَةٌ یہ (ولی مقتول کا خونبہا کے عوض میں قاتل کو خون معاف کرنا) پروردگار کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے کہ اس نے اس امر کی اجازت دی ہے کہ مقتول کا وارث خونبہا لیکر قاتل کو خون معاف کر دے کیونکہ اگر قتل یا معافی کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی تو مقتول کے وارث کم ہی اس بات پر رضا مند ہوتے کہ قاتل سے خون کا بدلا نہ لیں اور اس کو معاف کر دیں اور کم ہی ایسا ہوا کرتا کہ قاتل قتل کیے جانے سے محفوظ رہے فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ پس جو کوئی کہ اس معاملہ کے بعد حد سے تجاوز کرے۔ اُس کیلئے عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے یعنی جو وارث مقتول کہ خونبہا لیکر معافی سے درگزر کرے اور خونبہا لینے اور اس پر رضامند ہونیکے بعد پھر اس قاتل کو قتل کر ڈالے اُس کے واسطے آخرت میں خدائے بزرگ و برتر کے پاس عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے اور دنیا میں اُس شخص کے قتل کے عوض قتل کیا جائیگا جس کا قتل کرنا اُسکے لیے حلال نہ تھا۔ وَ لَکُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوةٌ اے اُمتِ محمدیؐ قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے کیونکہ جو کوئی کسی شخص کے قتل کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ مجھ سے اس کا قصاص لیا جائے گا (یعنی اسکے عوض میں مارا جاؤں گا) اس کے قتل سے باز رہتا ہے۔ ایک تو وہ شخص زندہ رہا جس کو وہ قتل کرنا چاہتا تھا اور ایک وہ گنہگار جو اس کے قتل کا ارادہ کرتا تھا جیتا رہا اور ان دونوں کے سوا اور لوگوں کے لیے بھی باعثِ زندگی ہے۔ کیونکہ جب ان کو معلوم ہوگا کہ قصاص واجب ہے تو وہ اس کے خوف سے کسی کے قتل کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ اے عقل والو لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ تاکہ تم ناحق کرنے سے پرہیز کرو اور اس سے ڈرو۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے اے بندگانِ خدا یہ اس شخص کے قتل کا قصاص ہے جس کو تم دنیا میں قتل کرتے ہو اور اسکی روح کو فنا کرتے ہو آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس قتل سے مطلع کروں جو اس قتل سے عظیم تر ہے اور اللہ تعالیٰ جو قصاص اس کے قاتل پر واجب کرتا ہے وہ تمہارے اس قصاص سے بہت بھاری ہے اصحاب نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ ضرور ارشاد فرمائیے فرمایا اس قتل سے بڑھ کر وہ قتل ہے کہ تو ایسا قتل کرے کہ پھر اس کا انجبار یعنی بستگی اور اصلاح نہ ہو سکے اور نہ وہ اس کے بعد کبھی زندہ ہو سکے۔ اصحاب نے عرض کی وہ کونسا قتل ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ کوئی کسی شخص کو محمدؐ کی نبوت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت سے گمراہ کرے اور اُسکو خدا کے مخالف طریق پر چلائے اور اس کو اس بات پر برانگیختہ کر دے کہ دشمنانِ علیؑ کے طریق کی پیروی کرے اور ان کی امامت کا قائل ہو اور علیؑ کے حق اور اسکی فضیلت کا منکر ہو اور اسکی تعظیم واجبی کے ادا کرنیکی پرواہ نہ کرے۔ یہ ہے وہ قتل جو اس مقتول کو ہمیشہ آتشِ جہنم میں رکھے گا اور اسی طرح اس قتل کا عوض بھی یہی ہے کہ اس کا قاتل بھی مقتول کی طرح ہمیشہ آتشِ جہنم میں جلتا رہے گا۔

ایک دن ایک شخص ایک اور شخص کو امام زین العابدین علیہ السّلام کیخدمت میں لایا جسکو وہ اپنے باپ کا قاتل سمجھتا تھا۔ وہاں آکر اُس شخص نے اقرار کر لیا کہ میں نے اسکے باپ کو قتل کیا ہے حضرتؑ نے قصاص کو

اس پر لازم کیا اور وارث مقتول سے ارشاد فرمایا کہ اس کو قصاص معاف کردے تاکہ اللہ تعالیٰ تجھ کو
ثوابِ عظیم عطا فرمائے مگر اس شخص نے منظور نہ کیا حضرتؑ نے اس مدعی خون سے جو خون کا وارث اور
قصاص لینے کا مستحق تھا فرمایا اے شخص اگر تجھ کو یاد ہے کہ اس قاتل کا تجھ پر کچھ حق ہے تو اسکا یہ گناہ
معاف کردے اور اسکی یہ خطا بخشدے اس نے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خدا اس شخص کا مجھ پر حق تو ضرور ہے
مگر وہ اس درجہ کا نہیں ہے کہ میں اسکے عوض میں اسکو اپنے باپ کا خون معاف کردوں فرمایا تو پھر تو اور کیا چاہتا
ہے اس نے عرض کی کہ خونبہا لینا چاہتا ہوں اگر یہ چاہے کہ میں خونبہا لیکر اسکے اس حق کے سبب اس سے
صلح کرلوں تو میں صلح کرلوں گا اور اسکی خطا معاف کردونگا حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر اس کا حق کیا ہے
اس نے جواب دیا اے فرزندِ رسولؐ اس نے مجھ کو اللہ کی وحدانیت اور رسولِ خدا کی نبوت اور علیؑ ابن
ابی طالب کی امامت تلقین کی ہے فرمایا کیا یہ امر تیرے باپ کے قتل کے برابر نہیں ہے؟ ہاں خدا کی قسم
یہ تو اول دنیا سے لے کر آخر دنیا تک جملہ اہلِ عالم کے خونوں کا عوض ہوسکتا ہے سوا پیشوایانِ دین کے
اگر وہ قتل کیئے جائیں کیونکہ ان کے خونوں کی کوئی چیز برابری نہیں کرسکتی اے شخص کیا تو اس سے خونبہا
لینے پر قناعت کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ ہاں تب حضرتؑ نے اس قاتل سے فرمایا کہ آیا تو اپنی اس
تعلیم کا جو تو نے اس شخص کو دی ہے ثواب مجھ کو دیتا ہے؟ تاکہ میں اسکے عوض تیری طرف سے خونبہا ادا
کردوں اور تو قتل کیئے جانے سے نجات پائے اس نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ مجھے تو اسکی ضرورت ہے
اور آپ اس سے مستغنی ہیں کیونکہ میرے گناہ بہت بڑے ہیں اور میں نے جو اس مقتول کا گناہ کیا ہے اس کا
معاملہ بھی میرے اور اس مقتول کے درمیان ہے نہ کہ میرے اور اس وارث مقتول کے درمیان حضرتؑ نے
فرمایا تو کیا تجھ کو اپنا قتل ہونا اس تلقین کے ثواب کے ہبہ کرنے کی نسبت زیادہ پسند ہے اس نے
عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ ہاں ایسا ہی ہے تب حضرتؑ نے وارث مقتول سے فرمایا اے بندۂ خدا
اس نے جو گناہ تیرا کیا ہے اس میں اور اس نے جو تجھ پر احسان کیا ہے اس میں باہم مقابلہ کر اس نے تیرے
باپ کو قتل کرکے اسکو لذتِ دنیوی سے اور تجھ کو اس سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنے سے محروم کردیا۔
مگر جو تو اس حادثہ میں صبر کریگا اور خدا کی رضا پر راضی ہوگا تو جنت میں اپنے باپ کا رفیق ہوگا اور
اس شخص نے تجھ کو ایمان سکھایا ہے اور اس کے ذریعہ سے تیرے لیے جنت خدا کے ملنے کا جو دائمی ہے باعث
ہوا ہے اور خدا کے ابدی عذاب سے تجھ کو نجات دی ہے پس اس نے جو احسان تجھ پر کیا ہے وہ اس خطا سے
جو اس نے تیرے حق میں کی ہے چند در چند زیادہ ہے اب یا تو تو اس کے احسان کے عوض میں اسکی خطا
کو معاف کردے اور اگر تو معاف کردے گا تو میں تم دونوں کو فضائلِ رسولِ خدا کی ایک حدیث سناؤ نگا
جو تمہارے واسطے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور یا اسکی خطا کے معاف کرنے سے انکار کردے اس صورت میں
میں خود خونبہا ادا کرونگا اور تمہاری صلح کرادونگا پھر میں وہ حدیث صرف اسی شخص کو سناونگا اور اس حالت
میں اس حدیث کے نہ سننے سے جو نقصان تجھ کو ہوگا وہ اس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ اگر تو اس سے
عبرت حاصل کرتا تو تیرے واسطے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوتا حضرتؑ کا یہ ارشاد سن کر اس جوان نے عرض
کی کہ اے فرزندِ رسولِ خدا میں نے خونبہا اور کوئی اور شئے لیے بغیر محض خوشنودیِ خداوند متعال اور
حضرتؑ کی سفارش سے اسکی خطا معاف کی اب جناب اس حدیث کو بیان فرمائیں۔

اس وقت جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسولِ خدا تمام آدمیوں کی طرف
سچے بشیر و نذیر اور خدا کے حکم سے اس کی طرف دعوت کرنے والے اور ہدایت کیلئے روشن چراغ مقرر
ہوئے تو ادھر ادھر سے لوگ آنے شروع ہوئے اور بحث کرنیوالوں کی بہت کثرت ہوئی۔ پس جو شخص
طالبِ حق اور منصف ہوتا تھا وہ رسولؐ خدا کی ان نشانیوں کو جو آنحضرتؐ اسکو دکھاتے تھے اور ان
معجزوں کو جو آپ اس کے سامنے ظاہر کرتے تھے قبول کرکے حضرتؐ کے نزدیک خلقِ خدا سے محبوب تر
اور زیادہ معزز ہو جاتا تھا اور جو کوئی معاند (دشمنِ حق) ہوتا تھا۔ وہ جس بات کو جانتا تھا اس کا انکار
کرتا تھا اور جس بات کو وہ سمجھتا تھا اس میں آنحضرتؐ سے فضول جھگڑا کرتا تھا اور ایک لعنت پر دوسری
لعنت کا سزاوار بنتا تھا کیونکہ اس نے اپنے عناد کو ظاہر کیا اور باوجود عالم ہونیکے جاہل بن کر آیا تھا۔

القصہ ایک دفعہ چند گروہ جمع ہوکر حضرتؐ سے مناظرہ کرنے آئے ان میں بعض تو محض معاند اور
مکار تھے اور بعض منصف مزاج اور حق کی طرف رجوع کرنیوالے اور صاحبانِ فہم و ہوش تھے ان میں
سات یہودی، پانچ نصرانی، چار ستارہ پرست، دس مجوسی، دس ثنوی، دس براہمہ، دس دہریہ اور معطلہ
اور دس عرب کے مشرک تھے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے سب کے سب ایک منزل
میں جمع ہوگئے اسی منزل میں کچھ نیکوکار مسلمان بھی اترے ہوئے تھے کہ ان میں عمارؓ ابن یاسر، جنابؓ
ابن ارت، مقدادؓ ابن اسود اور بلالؓ موجود تھے الغرض تمام کفار جمع ہوکر رسولِ خدا کی نسبت باتیں
کرنے لگے اور حضرتؐ کے معجزات و آیات کا ذکر شروع کیا تب ان میں سے کسی نے کہا

کہ اس منزل میں ہمارے ساتھ اسکے کچھ اصحاب بھی فروکش ہیں آؤ اسکے مشاہدہ کرنے سے پہلے ان سے چل کر اس کے کچھ حالات دریافت کریں شاید ہم کو ان کے ذریعہ اس کے صدق اور کذب کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں آخر کار انھوں نے ان کے پاس جا کر آداب سلام و پیام کے بجالانے کے بعد کہا کہ کیا تم محمدؐ کے اصحاب ہو وہ بولے کہ ہاں ہم محمدؐ کے اصحاب ہیں جو سردارِ اولین و آخرین ہے اور قیامت کے دن افضل شفاعات سے مخصوص ہے اور ایسا شخص ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام پیغمبروں کو زندہ کرے اور وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو سب کے سب انکے علوم سے مستفید اور ان کے علم و حکمت سے بہرہ ور ہوں اللہ تعالیٰ نے اُن کو خاتم الانبیا کیا ہے اور بزرگیوں اور خوبیوں کا آپ پر خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر ان کافروں نے پوچھا کہ محمدؐ نے تم کو کیا حکم دیا ہے وہ بولے کہ حضرتؐ نے ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور صلہ رحمی کریں یعنی قریبیوں سے احسان و مروت سے پیش آئیں اور خلق خدا سے انصاف کریں اور بندگانِ خدا سے ایسا سلوک نہ کریں جس کو ہم اُنکی طرف سے اپنے واسطے پسند نہ کریں اور یہ اعتقاد رکھیں اور اس امر کا اقرار کریں کہ محمدؐ سردار اولین و آخرین ہے اور ان کا بھائی علیؑ سردار اوصیا ہے اور اسکی ذریت طاہرہ جو امامت سے مخصوص ہیں وہی تمام مکلّفین کے امام ہیں اور سب مکلّفین پر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات علیہم السّلام کی اطاعت اور محبت اور متابعت کو واجب اور لازم کیا ہے یہ سن کر وہ کفار کہنے لگے کہ یہ امور ایسے ہیں کہ ظاہری حجتوں اور روشن دلیلوں اور واضح امور کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے اور کسی شخص کو مناسب نہیں ہے کہ کوئی نشانی دکھائے اور کوئی دلیل دیئے بغیر ان امور کو دوسرے شخص پر لازم کر دے کیا تم نے اس سے ایسی نشانیاں اور معجزے دیکھے ہیں کہ انھوں نے تم کو عاجز کر کے ان امور کا ماننا تم پر لازم کر دیا صحابہ نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے ایسے معجزات اور علامات دیکھے ہیں جن سے ہم کو کسی طرح جائے گریز باقی نہیں رہی اور منکر کیلئے عذاب خدا سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تب ہم نے معلوم کر لیا کہ وہ اللہ کی رسالتوں سے مخصوص اور خدا کی نشانیوں سے مؤید (تائید کیا گیا) اور اللہ کے ان علوم سے جن سے خدا نے اسکو خاص کیا ہے مشرف اور معزز ہے انھوں نے پوچھا وہ نشانیاں کیا ہیں جو تم نے دیکھی ہیں تب عمارؓ ابن یاسر نے کہا کہ میں نے جو نشانی دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ میں ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر

ہُوا اور اُس وقت مجھ کو آپؐ کی نبوّت میں شک تھا اور عرض کی کہ میں آپکی تصدیق کیونکر کروں جبکہ شک میرے دِل پر غالب ہو رہا ہے آیا کوئی دلیل ہے جو مجھ کو راہِ حق کی طرف رہبری کرے۔ فرمایا ہاں ہے میں نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا اپنے گھر واپس جا اور پتھروں اور درختوں سے میری بابت سوال کر وہ میری رسالت کی تصدیق کریں گے اور تیرے سامنے میری نبوّت کی شہادت دیں گے یہ سن کر میں واپس چلا۔ راستے میں جس پتھر کے پاس سے گزرا اور جس درخت کو دیکھا اس سے یہی کہا کہ اے پتھر اور اے درخت محمدؐ اپنی نبوّت کے لیے تیری شہادت طلب کرتا ہے اور اپنی رسالت کے واسطے تیری تصدیق چاہتا ہے اب تو کیا شہادت دیتا ہے اس وقت ہر ایک پتھر اور درخت یہی کہتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ ہمارے پروردگار کا رسولؐ ہے۔

حصّہ دوم یہاں پر ختم ہُوا۔ افسوس صد افسوس خدائے کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے باقی حصّوں کا مطالعہ ہم کو نصیب کرے خصوصاً اس حدیث کا تتمہ دستیاب ہو جو عجیب و غریب معجزات پر مشتمل ہے آمین ثم آمین۔

حصّہ سوّم تفسیر

اِمام حسن عسکری علیہ السّلام

یہ حصّہ آیہ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ کی تفسیر کے آخری حصّہ سے دستیاب ہوا۔ شروع حصّہ نہیں ملا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہٗ عزّوجلّ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ترجمہ

اس بات میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے پروردگار کا فضل طلب کرو (اس آیت کی تفسیر کا شروع حصّہ دستیاب نہیں) حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک مومن جنابِ رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تو اپنے دل کو اپنے ان دینی بھائیوں کیلئے کیسا پاتا ہے جو محمدؐ اور علیؑ کی محبت اور انکے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے موافق ہیں اس نے عرض کی کہ میں ان کو اپنے نفس کے برابر سمجھتا ہوں جس چیز سے اُن کو

رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بات سے انکو خوشی حاصل ہوتی ہے اس سے میں
بھی خوش ہوتا ہوں اور جو چیز ان کو غمگین کرتی ہے اس سے میں بھی غمگین ہوتا ہوں حضرت نے فرمایا
اگر یہ بات ہے تب تو تُو خدا کا دوست ہے دُنیاوی تنگیوں اور بلاؤں کی کچھ پرواہ نہ کر کہ حق تعالیٰ اس عمل
کے سبب جو تُو نے بیان کیا تجھ کو اس قدر نعمت عطا کریگا کہ میں تمام خلق خدا میں کسی کو نہیں دیکھتا جو
تیرے برابر فائدہ اُٹھائے سوا اُس شخص کے جس کی حالت تیری مانند ہو۔ اے شخص جس اعتقاد پر تو قائم
ہے وہ بیشک تیرے لیے اموال اور اولاد اور عیال کے عوض ہے تو اُس پر خوشنود اور مسرور رہ۔
کیونکہ تو اس حالِ نیک میں جو کہ تیرا ہے سب تونگروں اور مالداروں سے زیادہ غنی ہے پس تو محمدؐ
اور علیؑ اور اُن کی آل اطہار پر دُرود بھیجنے سے اپنے اوقات کو زندہ رکھ وہ شخص حضرت کا یہ ارشاد
سُن کر نہایت خوش ہوا اور ہر وقت دُرود کا ورد کرنے لگا۔ ایک دن ابن ابی ہفاقم اور ابوالشرور
اس سے ملے۔ اول نے کہا کہ اے شخص محمدؐ نے تجھ کو بھوک اور پیاس کا توشہ عطا کیا ہے اور ابوالشرور
نے کہا کہ اے بندۂ خدا محمدؐ نے جھوٹی آرزوؤں کا توشہ تجھ کو دیا ہے خواہ تو کتنا ہی ان کلمات کا ورد
کیا کرے۔ مگر اس سے تجھ کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ دُوسرے روز وہ شخص بازار میں گیا اور وہ دونوں
بھی وہاں موجود تھے۔ جب اُنھوں نے اس مومن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے آؤ چلیں اس شخص سے جو محمدؐ
کے فریب میں آگیا ہے مسخراپن کریں غرض اس کے پاس گئے اور ابوالشرور نے اُس سے کہا اے بندۂ خدا
آج اس بازار میں لوگوں نے سوداگریاں کی ہیں اور نفع کمائے ہیں تو بتا تُو نے کیا تجارت کی ہے اُس نے
جواب دیا میں تو سیر کرنے اور دیکھنے آیا ہوں میرے پاس کچھ موجود نہ تھا جو میں کچھ خرید و فروخت کرتا
ہاں محمدؐ اور علیؑ اور اُن کی آلؑ اطہار پر دُرود بھیجتا رہا ہوں یہ سُن کر ابوالشرور نے اس سے کہا تُو نے
نامُرادی کا نفع کمایا ہے اور محرومی اور بے نصیبی کا سرمایہ حاصل کیا ہے اور تیرے واسطے گھر میں بھوک
کا دسترخوان تجھ سے پہلے پہنچ گیا ہے کہ اس پر آرزوؤں کے طعام اور نامُرادی کے انواع و اقسام کے
کھانے اور سالن موجود ہیں جن کو وہ فرشتے لے کر آئے ہیں جو محمدؐ کے اصحاب پر نامُرادی۔ بھوک۔
پیاس۔ برہنگی اور ذلت لے کر نازل ہوتے ہیں اُس شخص نے جواب دیا ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی محمدؐ خدا
کا رسولؐ ہے اور جو کوئی اُس پر ایمان لائے وہ اہلِ حق اور سعادت مند ہے اور جو لوگ اُس پر ایمان لائے
ہیں حق تعالیٰ اُن کو بہت جلد جس چیز سے چاہیگا معزز اور مکرّم فرمائیگا خواہ وہ اپنے فضل و کرم سے

فراخی عطا کرے اور خواہ اپنے عدل و احسان سے تنگی میں مُبتلا کرے تاکہ معلوم ہو کہ اس کے نزدیک سب
لوگوں سے افضل اور اس کے احکام کو سب سے بڑھ کر تسلیم کرنیوالا کون ہے یہی ذکر تھا کہ اتنے میں ایک
شخص وہاں سے گزرا جس کے ہاتھ میں ایک مچھلی تھی جو بُو کر گئی تھی ابوالشرور نے طنزاً اس مچھلی والے
سے کہا کہ اس مچھلی کو ہمارے اس رفیق کے ہاتھ جو اصحابِ رسولؐ سے ہے بیچ ڈال مومن نے کہا کہ میرے
پاس دام موجود نہیں مچھلی والے نے از روئے طنز کے اُس مومن سے کہا کہ اس مچھلی کو خرید لے کہ اس کی
قیمت رسُولِ خدا دیدینگے۔ کیا تو رسُولِ خدا پر اتنا بھی اعتماد نہیں کرتا اور اتنی سی چیز کی بھی اسکی طرف
جرأت نہیں کرتا اس مومن نے کہا کہ ہاں یہ مچھلی میرے ہاتھ فروخت کر دے مچھلی والے نے کہا کہ میں نے دو
دانگ میں تیرے ہاتھ میں فروخت کی۔ مگر اس شرط پر کہ اسکی قیمت رسُولِ خدا سے دلادے اُس مومن نے
مچھلی لے لی اور مچھلی والے کو لیکر حضرتؐ کی خدمت میں آیا حضرتؐ نے اسامہ سے فرمایا کہ اسکو ایک درہم
دیدے وہ شخص درہم لے کر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ کو مچھلی کی کئی گُنا قیمت وصول ہو گئی پھر اس
مومن نے مچھلی کو اُن کے رُوبرو چیرا اور اُس کے پیٹ میں سے دو نفیس جواہر نکلے جن کی قیمت دو لاکھ
درہم تھی یہ بات ابوالشرور اور ابن ابو ہفاقم کو نہایت شاق گزری اور مچھلی والے سے جاکر کہا کہ کیا تو
نے وہ دو جواہرات نہیں دیکھے تُو نے تو مچھلی ہی فروخت کی ہے نہ کہ اسکے پیٹ کی اندر کی چیزیں اب
جاکر وہ جواہرات اس سے لے لے۔ اُس نے آکر خریدار سے وہ جواہرات لے لیے اور ایک کو داہنے ہاتھ میں رکھ لیا
اور دُوسرے کو بائیں ہاتھ میں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچھوؤں کی صُورت میں بدل دیا اور اُنھوں نے مچھلی والے
کو کاٹ کھایا۔ اُس نے آہ کی اور چیخ مار کر انکو ہاتھ سے پھینک دیا اور بولا کہ محمدؐ کا جادو کیسا عجیب ہے
بعد ازاں پھر جو اس مومن نے مچھلی کے پیٹ کی طرف نگاہ کی تو اسکو دو جواہر اور نظر آئے ان کو اٹھا کر مچھلی والے
سے کہا لے میاں یہ بھی تیرے ہی ہیں وہ ان کے لینے کو آگے بڑھا۔ ناگاہ وہ دونوں جواہر دو سانپوں کی صورت
میں تبدیل ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو کاٹ لیا تب وہ چیخنے چلانے اور آہ و زاری کرنے لگا۔
اور اس مومن سے کہا ان کو میرے پاس سے لیجا مومن نے جواب دیا کہ یہ تو تیرے گمان میں تیرا ہی مال ہیں
اور تو ہی ان کا زیادہ تر مستحق ہے مچھلی والے نے کہا خدا کے واسطے ان کو پکڑ لے میں نے تجھی کو دیئے
اس مردِ مومن نے ان دونوں کو اسکے پاس سے اُٹھا لیا اور اس کو انکے ہاتھ سے نجات دی ناگاہ وہ دونوں
مومن کے ہاتھ میں آکر جواہر بن گئے پھر دونوں بچھوؤں کو اُٹھایا وہ بھی ہاتھ میں آتے ہی جواہر ہو گئے۔

یہ واقعہ دیکھ کر ابوالشرور نے ابوالدواہی سے کہا تو نے محمدؐ کا جادو اور اس کام میں اس کی مہارت اور ہشیاری دیکھی اس مردِ مومن نے اس سے کہا اے دشمنِ خدا تو اس کو جادو سمجھتا ہے اگر یہ جادو ہے تو بہشت اور دوزخ بھی جادو ہی ہوں گے پھر اس نے کہا کہ تم دونوں کا اس امر میں تکذیب کرنا گویا بہشت اور دوزخ پر تمسخر کرنا ہے۔ آخرکار مچھلی والا وہاں سے چلا گیا اور وہ چاروں جواہرات اس مومن کے لیے ثروت کا باعث ہوئے۔ پھر اس مومن نے ابوالشرور اور ابوالدواہی سے کہا کہ وائے ہو تم پر تم اس شخص پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اس پر اور ان لوگوں پر جو اس پر ایمان لائیں تمام کرتا ہے کیا تم نے یہ عجیب واقعہ نہیں دیکھا اس کے بعد وہ چاروں جواہر لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور باہر کے سوداگر تجارت کے لیے وہاں آئے اور چار لاکھ درہم دے کر ان جواہرات کو خرید لے گئے۔ اس مومن نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آج کا دن میرے لیے کیسا مبارک تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تو محمدؐ رسول اللہؐ کی توقیر کرتا ہے اور اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم بجا لاتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب تجھ کو عطا کیا ہے اور تیرے اس عمل کا یہ نفع ہے جو تو نے کیا۔ آیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایسی تجارت بتاؤں جس میں تو اس مال کو صرف کرے اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا اس کو جنت کے درختوں کے بیج بنا اس نے عرض کی کہ کس طرح کروں فرمایا اس سے اپنے دینی بھائیوں کی جو ہماری اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے برابر ہیں غمخواری اور ہمدردی کر اور اس میں ان مومنوں کو جو ہمارے حق کی معرفت اور ہماری شان کی توقیر کرنے اور ہمارے امر کو عظیم جاننے میں تجھ سے افضل ہیں اپنے نفس پر ترجیح دے تاکہ یہ مال جنت کے درختوں کا بیج بن جائے آگاہ ہو کہ ہر حبہ جو تو اپنے ان مومن بھائیوں پر جن کا میں نے ذکر کیا ہے خرچ کریگا وہ تیرے لیے بڑھایا جائیگا یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے کوہ ابوقبیس و اُحد و ثور و ثبیر سے ہزار گنا ہو جائے گا۔ پھر اس سے تیرے واسطے جنت میں محل تعمیر کیے جائیں گے جن کے کنگرے یاقوت کے ہونگے اور سونے کے محل تیار کیے جائیں گے جن کے کنگرے زبرجد کے ہونگے اس وقت ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں تو فقیر ہوں اور اسکی طرح سے مال مجھ کو میسر نہیں ہوا فرمائیے میرا کیا حال ہو گا۔ حضرتؐ نے فرمایا تجھ کو ہماری خالص محبت اور شفاعتِ نافع حاصل ہے جو کہ تجھ کو بلند ترین مراتب کو

پہنچائیگی کیونکہ تو ہم اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے۔

قولہ عزّوجلّ فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ۪ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰىكُمۡ ۚ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ○ ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○ فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۞ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ○ **ترجمہ**: جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف پھرو تو مشعر الحرام کے قریب پہنچ کر خدا کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو ہدایت کی ہے اور بیشک تم اس سے پہلے ضرور گمراہ تھے پھر تم اُلٹے پھرو جہاں سے کہ سب لوگ پھرتے ہیں اور اللہ سے بخشش طلب کرو بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے پس جس وقت کہ تم اپنے حج کے اعمال کو پورا کر لو تو تم اللہ کا ذکر اس طرح سے کرو جس طرح اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ ذکر کرو۔ پس آدمیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں دے (کہ دنیا میں راحت سے رہیں اور آخرت کی ان کو کچھ پرواہ نہیں) اور ان طالبانِ دنیا کے واسطے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور بعض آدمی ان میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا کر اور ہم کو آتشِ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ان ہی لوگوں کو اپنے اعمال کا حصہ ملے گا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجیوں سے ارشاد فرماتا ہے فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ کہ جب تم عرفات سے پھر اور مزدلفہ کی طرف جاؤ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ تو مشعر الحرام کے پاس پہنچکر اللہ کا ذکر کرو کہ اسکی نعمتوں اور بخششوں کو یاد کرو اور اسکے تمام پیغمبروں کے سردار محمدؐ پر اور اس کے تمام برگزیدہ بندوں کے سردار علیؑ ابن ابی طالب پر درود بھیجو وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰىكُمۡ اور اللہ کو یاد کرو جس طرح کہ اس نے تم کو اپنے دین اور اپنے رسولؐ پر

ایمان لانے کے لیے ہدایت کی ہے۔ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ اور البتہ تم اس سے پہلے کہ تم کو دینِ خدا کی طرف ہدایت کیجائے اسکے دین سے گمراہ تھے۔ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ پھر تم مشعر الحرام سے روانہ ہو جیسا کہ اور لوگ (یعنی اور حاجی) جمع سے عرفات کو روانہ ہوتے ہیں (جمع مزدلفہ کا نام ہے) اور ناس کے لفظ سے یہاں حجاج یعنی حاجی مراد ہیں سوائے جماعت حمس کے کہ وہ جمع سے آگے نہ جلتے تھے وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو البتہ خدا توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا اور مہربان ہے فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا پس جب تم مناسکِ حج (اعمالِ حج) کو جو تمھارے لیے حج میں مقرر کئے گئے ہیں پورے کر چکو تو تم اللہ کا ذکر کرو اس طرح سے کہ اس کی نعمتوں کو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں ذکر کرو اور اس کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے کہ تم کو سردارِ مخلوقات محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانے اور اسکے بھائی زینتِ اہلِ اسلام علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام کی وصایت کے معتقد ہونیکی توفیق دی بعض طرح کہ اپنے آباؤ اجداد کے افعال و آثار کو یاد کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اختیار دیدیا ہے اور یہ لازم نہیں کیا کہ مجھ کو اپنے باپ دادا کی نسبت زیادہ یاد کرو۔ اگرچہ اللہ نے جو نعمتیں ان کو عطا کی ہیں وہ ان نعمتوں سے بہت زیادہ اور عظیم تر ہیں جو ان کے باپ دادا نے ان کو دی ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔ پس بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کے مال و اسباب اور اسکی نادر اور نفیس اشیا عطا فرما اور آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ ملیگا۔ کیونکہ وہ وہاں کے لیے کوئی عمل نہیں کرتے اور وہاں کی بہتری طلب نہیں کرتے وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کی نعمتیں اور اس کی نفیس اور عمدہ چیزیں عطا فرما اور آخرت میں بھی جنت کی نعمتیں عطا کر وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور آتشِ دوزخ کے عذاب سے نجات دے اور وہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو عمل میں لاتے ہیں اور اس کے نافرمان اور سرکش بندوں سے پرہیز کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ یہ لوگ جو اس طریق (آخر) پر دعا کرتے ہیں۔ ان کو دنیا اور آخرت میں ان کے اعمال کا ثواب ملے گا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے کیونکہ اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا اور ایک کا محاسبہ دوسرے شخص کے حساب لینے سے باز نہیں رکھتا اس لیے کہ جب وہ ایک شخص سے حساب لیگا تو اسی وقت وہ سب سے حساب لیگا اور ایک شخص کا حساب ختم ہونیکے ساتھ ہی سب کا حساب ختم ہو جائیگا چنانچہ حق تعالیٰ اور مقام میں ارشاد فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا قیامت کے دن زندہ کر کے اُٹھانا ایک نفس کے پیدا کرنے اور ایک نفس کو زندہ کر کے اُٹھانے کی مانند ہے اور ایک کا پیدا کرنا دوسرے کی پیدائش میں اور ایک کا زندہ کر کے قیامت کے دن اُٹھانا دوسرے شخص کے اُٹھانے میں حارج نہیں ہے۔ امام زین العابدین علیہ السّلام نے جبکہ آپ مقامِ عرفات میں تشریف فرما رکھتے تھے۔ زہریؒ سے فرمایا اے زہریؒ تیرے حساب میں یہاں کس قدر آدمی (حاجی) موجود ہونگے اس نے عرض کی کہ میرے حساب میں پینتالیس۴۵ لاکھ آدمی ہونگے جو سب کے سب حاجی ہیں اور انھوں نے اپنے مالوں کو راہِ خدا میں صرف کیا ہے اور اپنی فریاد و زاری کی آوازوں سے خدا کو پکارتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا اے زہریؒ فریاد و زاری کرنے والے تو بیشمار ہیں مگر حاجی بہت ہی کم ہیں زہریؒ نے عرض کی یا حضرتؑ یہ تو سب کے سب حاجی ہیں۔ کیا یہ تھوڑے ہیں۔ فرمایا اے زہریؒ اپنا منہ میرے پاس لا اس نے جب اپنا مُنہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو حضرتؑ نے اپنا دستِ حق پرست اس کے منہ پر پھیر کر فرمایا۔ اب ان لوگوں کی طرف دیکھ زہریؒ کہتا ہے میں نے دیکھا کہ وہ تمام خلقت بندر معلوم ہوتے ہیں اور ان میں فی دس ہزار ایک شخص انسان نظر آتا ہے بعد ازاں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا۔ اب پھر اپنا مُنہ میرے قریب لا جب میں نے اپنا مُنہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ میرے مُنہ پر پھیر کر فرمایا اب پھر ان کو دیکھ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب سُور نظر آتے ہیں پھر فرمایا کہ پھر اپنا مُنہ میرے پاس لا۔ جب میں نے اپنا مُنہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ اُس پر پھیر کر فرمایا۔ اب پھر دیکھ، جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن خاص قدرے قلیل آدمیوں کے سوا سب کے سب ریچھ ہیں۔ اُس وقت میں نے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خدا آپکی نشانیوں نے مجھ کو مدہوش کر دیا اور آپکے عجائبات نے مجھکو عالمِ تحیّر میں ڈال دیا۔ فرمایا اے زہریؒ اس تمام جمِ غفیر اور خلقِ کثیر میں ان چند نفر کے سوا جن کو تو نے انسانی صورت

سیپارہ ۲۱
سورۃ لقمان
ع ۴

میں دیکھا اور کوئی حاجی نہیں ہے بعد ازاں مجھ سے فرمایا کہ اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لے جب میں نے ایسا کیا تو
وہ تمام مخلوقات میری نظر میں بدستور سابق آدمی معلوم ہونے لگے پھر حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا
کہ اے زہری جو کوئی حج کرے اور ہمارے دوستوں کو دوست رکھے اور ہمارے دشمنوں کو ترک کرے اور
اپنے نفس کو ہماری متابعت پر قائم کرے اور اللہ نے ہماری امامت کا قلادہ (گلوبند) جو اسکی گردن
میں ڈالا ہے اسکو حجر اسود کے سپرد کرے (یعنی اسکے سامنے اقرار کرے) اور ہمارے جو معاہدے اس پر
لازم کیے تھے اُن پر وفا کرے۔ پھر اس مقام میں حاضر ہو وہ شخص حاجی ہے اور باقی لوگ وہ ہیں جو تو نے
دیکھے ہیں۔ اے زہری میرے والد ماجد نے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا ہے کہ منافق لوگ جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کے ان محبوں سے عناد رکھتے ہیں جو محمدؐ اور علیؑ کو دوست
رکھتے ہیں اور اُن کے دشمنوں کو دشمن۔ وُہ حاجی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ مومن جو ہمارے دوست ہیں اور ہمارے
دشمنوں کے دُشمن میدانِ حشر میں انکے ہم کو دوست رکھنے کے درجہ کے موافق انکے نُور ساطع ہونگے بعض
کا نُور تو ہزار برس کی راہ تک اپنی روشنی پھیلائیگا اور بعض کا نُور تین لاکھ برس کی راہ تک جو اس
میدان کی کل مسافت ہے اپنی روشنی ڈالیگا اور بعض کے انوار بیچ کی مسافتوں تک اپنی روشنی پھیلائیں
گے اور انکی مسافت کی کمی زیادتی اُن لوگوں کے ہم کو دوست رکھنے اور ہمارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے
موافق ہوگی اور تمام اہلِ محشر خواہ مسلمان ہوں یا کُفّار ان کو شناخت کرینگے کہ وُہ ہمارے دوست ہیں اور
ہمارے دشمنوں سے بیزار ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو آواز دی جائیگی۔ اے ولیِ خدا اس میدان میں
نظر کر اور جس کسی نے دنیا میں تیرے ساتھ کسی قسم کی بھلائی کی ہے یا تیری کسی تکلیف کو رفع کیا
ہے یا مظلومی کے وقت میں تیری اعانت کی ہے یا کسی دشمن کو تجھ سے باز رکھا ہے یا کسی معاملہ میں تجھ
پر کچھ احسان کیا ہے اس کل تو آج کے دن شفیع ہے پس اگر وہ شخص (جسکی وُہ مومن شفاعت کریگا) مومن اور
اہلِ حق ہوگا تو اسکی شفاعت سے خدا کی نعمتیں اس پر زیادہ کی جائینگی اور اگر تقصیر وار ہوگا تو اس کی
شفاعت سے اسکی تقصیریں مُعاف ہوجائیں گی اور اگر وُہ بندہ کافر ہوگا تو اس کے احسان کے موافق اس کے
عذاب میں تخفیف ہوجائیگی اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہمارے شیعہ اُس میدان میں بازوں اور
شکروں کیطرح اُڑتے پھرتے ہیں اور اپنے محسنوں پر اس طرح جھپٹتے ہیں جس طرح باز اور شکرے گوشت کے
اُٹھانے اور اُچک کر لیجانے کیلئے جھپٹا کرتے ہیں اور اس طرح سے۔ اُن لوگوں کو جنھوں نے دُنیا میں

ان کے ساتھ احسان کیا تھا اور ان کو اُٹھا کر جنت میں لے جاتے ہیں۔
اور ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزندِ رسولؐ جب ہم
عرفات اور منیٰ میں ٹھہرتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہیں اور اس کی بزرگیوں کا ذکر کرتے ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ
پر درود بھیجتے ہیں نیز اپنے باپ دادا کے آثار و مناقب اور انکے افعالِ شریفہ کو یاد کرتے ہیں اس فعل کے
بجالانے سے ہم کو ان کے حقوق کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں حاضرین سے مخاطب
ہوکر فرمایا۔ آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو حقوق کے ادا کرنے میں اس سے بڑھ کر اور بہتر ہو
انھوں نے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خدا ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا اس سے بہتر یہ طریقہ ہے کہ تم خدا کی
توحید اور اسکی شہادت اور محمدؐ رسول اللہ کے ذکر اور اس کے لیے اس امر کی شہادت کہ وہ سردار انبیا
ہے اور علیؑ ولی اللہ کے ذکر اور اس کے لیے اس امر کی شہادت کہ وہ سردار اوصیا ہے اور محمدؐ کی آل
اطہار کے آئمہ طاہرین کے ذکر اور اُن کے لیے اس امر کی شہادت کو کہ وُہ خدا کے مخلص بندے ہیں
اپنے نفسوں میں تازہ کرو۔ کیونکہ جب عرفہ کی شام اور یوم منیٰ کی دوپہر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے
ملائکہ کرام کے سامنے جو عرفات و منیٰ میں مقیم ہیں فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ میرے
بندے [illegible] بال پریشان کئے اور گرد و غبار میں بھرے ہوئے دُور دراز کے شہروں سے میرے
دربار میں حاضر ہوئے ہیں اور محض میری خوشنودی کے حاصل کرنے کیلئے اپنی نفسانی خواہشوں اور
وطنوں اور دوستوں کو ترک کیا ہے تم ان کے دلوں اور انکے دلی خیالات کو دیکھو اے میرے فرشتو میں
نے تمھاری نظروں کو اُن کے دلوں پر واقف ہونے کے لیے قوی کر دیا ہے اس وقت وہ فرشتے ان کے دلوں
پر مطلع ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ان کے دلوں سے واقف ہوگئے بعض کے
دل تو نہایت سیاہ اور تاریک ہیں کہ ان میں سے جہنم کا دُھواں اُٹھتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں
سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو یہ وُہ اشقیا ہیں جنکی دُنیاوی زندگی کی کوشش بیکار گئی۔ حالانکہ وُہ گمان
کرتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں۔ ان کے یہ دل نیکیوں سے خالی اور طاعتوں سے عاری ہیں اور
نہایت گناہوں پر مُصر ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل کیا ہے اس کو بزرگ جانتے ہیں اور جس کو ہم نے
بزرگی عطا کی ہے اسکو کم درجہ سمجھتے ہیں اگر اسی حالت میں یہ لوگ مجھ سے مُلاقات کرینگے تو میں ضرور ان کے
عذاب کو شدید اور سخت کرونگا اور ان کے حساب کو طول دُونگا اے فرشتو یہ وہ دل ہیں جن کا اعتقاد

یہ ہے کہ محمدؐ رسول اللہ نے خدا پر جھوٹ باندھا یا خدا کی طرف سے اپنے بھائی اور وصی کو بندگانِ خدا کی کجیوں (ٹیڑھاپن) کو سیدھا کرنے اور ان کی سیاستوں کا مختار کرنے کے لیے اپنا جانشین کرنے میں غلطی کھائی آخر ان لوگوں نے اپنے دین کی درستی میں ہلاک ہونیوالوں کی پیروی اور جاہلوں کی تعلیم اور ان غافلوں اور بے خبروں کی تنبیہ میں امن دیکھا جن کی نہایت بُری سواریاں ہوں گی جو انھیں جہنم میں لے جائیں گی۔ (یعنی ان کے اعمالِ بد)

بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم پھر نظر کرو۔ تب وُہ دیکھ کر عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم نے ان باقی لوگوں کے دلوں کو دیکھا یہ تو سفید اور چمکدار ہیں اور ان سے نور ساطع ہو کر آسمانوں اور حجابوں کی طرف بلند ہوتا ہے اور اے خدائے رحمٰن وُہ نور ان کو چیر کر تیرے عرش کی ساق تک پہنچتا ہے تب خُدائے بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے اے فرشتو یہ وُہ سعادت مند اور نیک بخت بندے ہیں جن کے اعمال اللہ نے قبول کر لیے ہیں اور وُہ ان کی دنیوی زندگی کی کوشش کا ممنون ہے کیونکہ انھوں نے دُنیا میں نیک عمل کئے ہیں اے فرشتو یہ دل نیکیوں کے حصول کرنے کے لیئے اطاعتِ خدا بجا لاتے ہیں اور نجات دینے والے اور مشرف کرنے والے اعمال پر ہمیشہ کاربند ہیں جسکو ہم نے معظم اور مشرف کیا ہے اسکی عظمت اور شرافت کے معتقد ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل و خوار کیا ہے اسکی ذلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اگر یہ لوگ اسی حالت میں مجھ سے ملاقات کرینگے تو میں ان کے حسنات کی میزانوں کو گرانبار کرونگا اور ان کے گناہوں کی میزانوں کو ہلکا کردونگا اور ان کے انوار کو زیادہ کردونگا۔ اور اپنے رحمت و کرامت کے گھر میں ان کا محل و منزل مقرر کردوں گا یہ وُہ دل ہیں جو معتقد ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ اپنے تمام اقوال میں سچا اور اپنے تمام افعال میں حق پر ہے اور سب حالتوں میں شریف اور بزرگ اور اپنی تمام خصائل میں نیک اور پسندیدہ ہے اور امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابی طالب کو امام اور دین خدا کا روشن نشان مقرر کرنے میں عین درستی پر ہے اور امیر المومنینؑ کو ہدایت کا پیشوا اور ہلاکت سے بچانے والا جانتے ہیں جس امر کی طرف وُہ دعوت کرتا ہے وُہ حق اور درست ہے اور جس بات کی طرف وُہ رہبری کرتا ہے وُہ عین حکمت اور صواب ہے اور نیک بخت وہ شخص ہے جو اپنی رسّی کو اسکی رسّی کے ساتھ جوڑے اور بدبخت اور ہلاک ہونیوالا وہ شخص ہے جو اس پر ایمان لانے والوں اور اس کی اطاعت کرنیوالوں کی شمار سے خارج ہو جائے جو سواریاں انکو جنت میں لے جائینگی وہ بہت اچھی

سواریاں ہیں عنقریب ہم ان کو جنت کے غرفوں (بالاخانوں) میں اُتارینگے اور کنیزوں اور غلاموں کے ہاتھوں سے مُہر کردہ شراب سے ان کو سیراب کرینگے اور بہت جلد ان کو دار السلام میں زین الاسلام یعنی محمد علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کا رفیق بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد انکو بزرگ مہمانی میں شیعوں کی جماعت سے ملحق کرے گا پھر اس کے ساتھ ان کو جنات نعیم کا بادشاہ بنائے گا اور یہ وہاں عیش سلیم اور نعیم مقیم میں ہمیشہ رہیں گے اور ان اعتقادات اور اقوال کی جزا میں یہ تمام نعمتیں ان کے لیے گوارا اور مبارک ہیں اور خدائے کریم و رحیم کے فضل و کرم سے یہ سب کچھ ان کو حاصل ہوا ہے

قولہ عزوجل وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

ترجمہ: اور اللہ کو شمار کئے گئے دنوں میں یاد کرو پس جو کوئی دو دنوں میں جلدی کرے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ اُس شخص کے لیے ہے جو اللہ سے ڈرے اور جو کوئی تاخیر کرے تو اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور تم اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ تم اس کی طرف جمع کئے جاؤ گے (قیامت کے دن)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ اور اللہ کو گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو۔ اور وہ تین دن ہیں جو قربانی کے دن (دسویں) کے بعد آتے ہیں (یعنی گیارھویں۔ بارھویں۔ تیرھویں ماہ ذی الحجہ) اور ایام تشریق کہلاتے ہیں اور ذکر سے مراد اس آیت میں تکبیر ہے جو واجبی نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ روز قربانی کے ظہر سے پڑھنا شروع کرتے ہیں اور آخر روز تشریق کی نماز صبح تک پڑھتے ہیں اور وُہ تکبیر یہ ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدٰنَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۝ بعد ازاں خدا فرماتا ہے فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ پس جو کوئی کہ ایام تشریق کے دو روز (گیارھویں بارھویں) میں جلدی کرے اور حج سے فارغ ہو کر (اور دو روز منا میں رہ کر) اپنے ملک کیطرف واپس چلا جائے اور تیرھویں تک منا میں نہ ٹھہرے تو اسکے پچھلے گناہوں میں سے کوئی گناہ اس شخص کے ذمے باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ اس حج کرنے کے سبب معاف ہو جاتے ہیں جس میں اس نے اپنے گناہوں سے ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا ہے اور

ان سے توبہ کرلی ہے۔ لیکن یہ رعایت اُس شخص کے لیے ہے جو مُہلک گُناہوں میں پڑنے سے ڈرے اس لیے کہ اگر ان میں پڑگیا تو یہ گناہ (جدید) اس کے ذمّے لکھے جائیں گے اور گزشتہ گناہ اس توبہ کے سبب جو اُس نے کی ہے مُعاف نہ ہونگے کیونکہ اس نے اس توبہ کو ان مُہلک گناہوں میں پڑنے کے سبب جو اِس توبہ کرنے کے بعد کئے ہیں باطل کردیا ہے اور اب از سرِ نو توبہ کرنے سے ہی معاف ہونگے وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور اے حاجیو کہ تمھارے تمام گزشتہ گناہ اس حج کے سبب جو مقرون بہ توبہ تھا مُعاف ہو گئے ہیں خدا سے ڈرو اور پھر مُہلک گناہوں کی طرف رجُوع نہ کرو نہیں تو گزشتہ گناہ پھر عود کر آئیں گے اور ان کا اُٹھانا تم کو گراں بار اور بوجھل کردیگا اور بعد میں وُہ گناہ از سرِ نو توبہ کئے بغیر کبھی معاف نہ ہوں گے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اور جان لو کہ قیامت کے دن زندہ ہو کر اسکی طرف جاؤ گے اور وہ تمھارے اعمال کو دیکھے گا اور ان کے موافق وُہ تمھارا پروردگار تم کو بدلا دے گا۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اپنے حج کو مقبُول اور مبرور بناؤ اور خبردار ایسا نہ کرنا کہ وُہ بُری طرح سے تم ہی کو واپس کردیا جائے اور قیامت کے دن بہشت میں جانے سے بہت بُری طرح پر روکے جاؤ آگاہ ہو جو چیز کہ حج کو محلِ قبول میں پہنچاتی ہے وُہ یہ ہے کہ اس کیساتھ محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کی موالات (دوستی) شامل ہو اور جو چیز کہ اس (حج) کو پستی میں ڈالتی ہے اور زائل کردیتی ہے وُہ پیشوایانِ حق اور والیانِ صدق یعنی علیؑ ابن ابی طالب اور اسکی ذُرّیت اور اہلبیتؑ کے نجیب و پسندیدگانِ خداوند متعال کو ترک کرکے اوروں کو ان کا ہمسر مقرر کرنا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کے دوستوں کو جو محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے قول کی تصدیق کرتے ہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش معلی پر نہایت اشرف اور اعلیٰ ذکر سے ان کو یاد فرماتا ہے اور عرش اور کرسی اور حجابوں اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اس کے بیچ کے فرشتے اور زمین کے نیچے ثرےٰ تک کے فرشتے اُن پر درُود بھیجتے ہیں اور بادلوں اور بارشوں اور تری اور خشکی کے فرشتے اور آسمان کے سُورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرّے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی ان پر دُرود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شئے کے دُرود کے عوض میں اُنکے مراتب و منازل کو اوج شرف عطا فرماتا ہے اور اپنے نزدیک انکی عظمت اور جلالت کو بڑھاتا ہے یہانتک کہ قیامت کے دن حاضر بارگاہ ایزدی ہوں گے

اور سب کے سامنے کرامت ہائے الٰہی سے مشہور کئے جائیں گے اور محمدؐ اور علیؑ صفی پروردگار عالمین کے رفیق بنائے جائینگے اور وائے ہو اُن معاندوں پر جنھوں نے محمدؐ کی نبوّت کا انکار کیا اور آنحضرتؐ کے اقوال کو جھُٹلایا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر نہایت رُسوائی کیساتھ اُن پر لعنت کرتا ہے اور حاملان عرش اور کرسی اور حجابہائے نوُر اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اس کے بیچ کے فرشتے اور زمین سے نیچے ثرےٰ تک کے فرشتے بہت بُری طرح سے اُن پر لعنت بھیجتے ہیں اور بادل اور بارش اور خشکی اور تری کے فرشتے اور آسمان کے سُورج، چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرّے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی اُن پر لعنت کرتے ہیں اور ہر ایک شئے کی لعنت سے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو پست کرتا جاتا ہے اور ان کے احوال اس کے نزدیک بدتر ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ کے حضُور میں حاضر ہونگے اور سب کے رُوبرو اللہ کی لعنت اور عداوت کے ساتھ مشہور کئے جائیں گے اور دُشمنان خدا ابلیس نمرود اور فرعون کے رفیق بنائے جائیں گے اور وہ عظیم الشان عمل جس کے ذریعہ فرشتگانِ خیار اور حجابہائے نوُر اور آسمان قربِ خدا حاصل کرتے ہیں وہ ہم اہلبیتؑ کے دوستوں پر دُرود بھیجنا اور ہمارے دُشمنوں پر لعنت کرنا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ **ترجمہ :** اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ زندگانی دنیا میں اسکی بات تجھ کو (اے محمدؐ) بھلی معلوم ہوتی ہے اور وُہ اپنے دل کی بات پر خدا کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وُہ بہت سخت جھگڑنے والا اور دشمن خدا ہے اور جب وہ (مجلس نبویؐ سے) پھر کر جاتا ہے تو وُہ زمین سے دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اُس میں فساد کرے اور کھیتی اور نسلِ حیوانی کو ہلاک اور برباد کرے اور خدا فساد کو دوست نہیں رکھتا اور جب اس (منافق) سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو عزّت (غیرت اور حمیت جاہلیت) اس کو گناہ پر لگاتی ہے (یعنی مُجُوں مُجُوں منع کرو زیادہ گناہ کرتا ہے) پس جہنّم اس کو کافی ہے اور البتہ وُہ بہت بُرا بچھونا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں ظاہری و باطنی پرہیزگاری کا

حکم فرمایا تھا اب حضرت کو مطلع فرماتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو ظاہر میں تو پرہیزگاری کرتے ہیں اور اس کے خلاف کو باطن میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور خدا کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اے محمدؐ بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ زندگانی دُنیا میں اس کی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے کہ دینِ اسلام کو تیرے سامنے ظاہر کرتا ہے اور تیرے آگے پرہیزگاری اور نیکی سے آراستہ بنتا ہے وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ اور اپنے دلی اعتقادات پر خدا کو گواہ کرتا ہے اور تیرے سامنے قسمیں کھاتا ہے کہ میں خالص مومن ہوں اور اپنے قول کی اپنے فعل سے تصدیق کرتا ہوں وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا اور جب وہ تیرے پاس سے واپس جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اس میں فساد کرے یعنی اپنے اس قول کے برخلاف جو اس نے تیرے سامنے ظاہر کیا ہے کہ میں مومن ہوں کفر کرکے اور ظلم اختیار کرکے جو اس وعدے کے مخالف ہے جو اس نے تیرے روبرو کیا ہے عاصی اور گنہگار بنتا ہے وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ اور کوشش کرتا ہے کہ کھیتی کو ہلاک کردے کہ اسکو جلا دے یا خراب کردے وَالنَّسْلَ اور اس امر میں ساعی ہوتا ہے کہ حیوانات کو قتل کرکے انکی نسل کو قطع کرے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور اسکے عوض میں عذاب کرنے اور سزا دینے کو ترک نہ کریگا۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور جب اس شخص سے جسکی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے یہ کہا جاتا ہے کہ تو خدا سے ڈر اور یہ بدکاریاں ترک کر تو عزت اس کو اس گناہ پر لگاتی ہے جسکو وہ پوشیدہ رکھتا ہے پس وہ اپنے شر میں اور شر زیادہ کرلیتا ہے اور اپنے ظلم میں اور ظلم بڑھا لیتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ پس اسکی بدکاریوں کے عوض میں آتش جہنم اسکے جلانے اور عذاب دینے کیلئے کافی ہے اور وہ بیشک بہت برا بچھونا ہے اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑا رہیگا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اُس ظالم کی مذمت کرتا ہے جو ظاہر میں مخالفانِ دین پر تعدی کرتا ہو اور جو کچھ زبان سے کہے اس کے برخلاف دل میں پوشیدہ رکھتا ہو اور مومنوں سے بدی کرنے کا ارادہ دل میں چھپائے رکھتا ہو اے بندگانِ خدا جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہو خدا سے ڈرو اور اُن گناہوں سے پرہیز کرو جن پر اصرار کرنے والا شاید ہی اس رسوائی سے بچا ہو جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی دوستی سے خارج کردیتی ہے اور انکے دشمنوں کی محبت میں داخل کرتی ہے اور جو کوئی اس امر پر مصر ہو تو اُس کی رسوائی اور ذلت اسکو بدترین شقاوت پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ صلعیان

عقل و دانش کے سردار (علیؑ ابنِ ابی طالب) کی ولایت کی مفارقت ہے اور ایسا شخص سب سے زیادہ نقصان اُٹھانیوالا ہے۔ حاضرین نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ وہ کونسے گناہ ہیں جو خذلانِ عظیم (بزرگ رسوائی) پر پہنچا دیتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا تمھارا اپنے ان دینی بھائیوں پر جو علیؑ کو فضیلت دینے اور اس کی امامت اور اسکی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی امامت کے قائل ہوئے اور مخالفان و نواصب اہلبیتؑ کو دشمن رکھنے میں تمہارے ساتھ متفق ہیں ظلم کرنا اور اللہ تعالیٰ جو تمھارے ساتھ تحمل اور بُردباری برتتا ہے اور تم کو بہت مہلت دیتا ہے اس پر مغرور اور فریفتہ مت ہوا اگر تم ایسا کروگے تو تم اس شخص کی مثل ہوجاؤ گے جس کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی اُن کی مثال شیطان کی مانند ہے کہ جب اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہوجا پس جب وہ کافر ہوگیا تو کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں اللہ پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں۔ یہ شخص جس کا اس آیت میں ذکر ہے زمانہ سابق میں بنی اسرائیل میں ایک عابد اور زاہد آدمی تھا اور اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ سب سے عمدہ زُہد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں پر جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر ایمان لائے ہیں ظلم کرنے سے کنارہ کشی کرے اور سب سے بزرگتر عبادت یہ ہے کہ تو اپنے برادرانِ ایمانی کی خدمت کرے جو سید الورٰی محمد مصطفےٰؐ اور علی مرتضیٰؑ اور ان برگزیدگانِ مختار کو جو مخلوقِ خدا کی حفاظت اور حکومت کے قائم کرنے کیلئے منتخب کئے گئے ہیں سب سے افضل جانتے ہیں تیرے ساتھ متفق ہیں اس شخص نے حقیقت حال کو سمجھ لیا اور زہد ظاہر کرنے لگا اور اس کے مومن بھائی اس کے پاس امانتیں رکھتے تھے اور وہ ان سے کہہ دیتا تھا کہ وہ مال چوری چلے گئے حالانکہ اسی مال کو خود خورد برد کر جاتا تھا اور جب کبھی مال کے چرائے جانے کا دعویٰ اس کو ممکن نہ ہوتا تھا تو امانت سے منکر ہوجاتا تھا اور خود ہپ (ہضم) کر جاتا تھا اور وہ برابر اسی طرح کرتا رہا اور اسکے بارے میں کسی کا دعویٰ قبول نہ ہوتا تھا اور لوگوں کو اس کی نسبت نیک گمان تھا اور اسکی جھوٹی اور خلافِ حق قسموں پر لوگ اس سے درگزر کرتے تھے۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے اس کو مخذول و منکوب کیا اور یہ واقعہ اس طرح ظہور میں آیا کہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی جس کو جنون ہوگیا تھا اُس کے وارثوں نے اس کو اس غرض سے اس عابد کے پاس چھوڑ دیا کہ وہ کچھ افسون پڑھ کر اس پر دم کرے اور کسی دوا سے

پارہ ۲۸ سورہ حشر ع ۲

قصہ عابد بنی اسرائیل

اُس کا علاج کرے الغرض خذلان نے اِس زاہد کو اس مجنونہ لڑکی سے غلبۂ جنون کے وقت زنا کرنے پر آمادہ کیا اور وُہ حاملہ ہو گئی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو شیطان نے اُس زاہد کے پاس آ کر یہ وسوسہ اُس کے دل میں ڈالا کہ اب یہ جنے گی اور اس کے ساتھ تیرے زنا کرنیکا حال سبکو معلوم ہو جائیگا اور اِس جُرم میں تجھ کو قتل کر ڈالیں گے اس لیے تو اسکو قتل کر کے اپنے جانماز کے نیچے دفن کر دے آخر کار اس نے اغوائے شیطانی سے اس لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا اور جب اسکے وارثوں نے اسکو طلب کیا تو کہنے لگا کہ اس پر جنون کا غلبہ ہو گیا تھا اس لیے وُہ مر گئی لوگوں نے اسکو متہم کیا اور جانماز کے نیچے کی زمین کو جو کھودا تو معلوم ہُوا کہ اس کو قتل کر کے دفن کیا ہے اور وہ حاملہ قریب وضع تھی تب انھوں نے اس زاہد کو گرفتار کر لیا اور اس دعویٰ کیساتھ اور بہت سے لوگوں کے دعوے شامل ہو گئے جنکی اماتنوں کا اس نے انکار کیا تھا اور اس طرح وُہ تہمت اس پر بہت قوی ہو گئی اور اسکو بہت تنگ کیا گیا آخر اُس نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کرنے اور اسکے قتل کرنیکا اقرار کر لیا پھر تو اسکے پیٹ اور پیٹھ پر بید کوڑے لگائے گئے اور ایک درخت کے اوپر سُولی پر چڑھا دیا اسوقت ایک انسانی شیطان اسکے پاس آ کر کہنے لگا تجھ کو تیرے معبُود کی عبادت اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی محبت نے کیا نفع دیا جن کے باب میں تو گمان کرتا تھا کہ وہ تیرے ناصر و مددگار ہیں اور مصیبتوں میں تیرے معاون ہیں جو کچھ کہ تو تمنائیں کرتا تھا وُہ سب خاک میں مل گئیں اور انکی باتیں تجھ پر منکشف ہو گئیں اور تجھ کو انکا طمع دلانا بہت بڑا فریب اور محض باطل اور سراسر جھوٹ نکلا اور میں ہوں وُہ امام جسکی طرف تجھ کو دعوت کیجاتی ہے اور میں ہوں وہ صاحبِ حق جسکی طرف تجھ کو رہنمائی کیجاتی ہے اور تو اس سے پہلے میرے غیر کی امامت کا معتقد ہو کر دھوکے میں رہا اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ تجھ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑا کر کسی دُور کے ملک میں لے جاؤں اور وہاں لے جا کر تجھ کو رئیس اور سردار بناؤں اب تو مجھ کو بہ خشوع و خضوع اور اس امر کا مُقر و معترف ہو کر میں تجھ کو نجات دینے پر قادر ہوں سجدہ کر تو میں بیشک تجھ کو نجات دُونگا اسوقت اس زاہد پر شقاوت اور خذلان غالب ہُوئی اور اس کے قول کا معتقد ہو کر اسکو سجدہ کیا پھر اس سے کہا کہ لے اب مجھ کو نجات دے تب شیطان نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں پروردگارِ عالمین سے ڈرتا ہوں اور اس کی ہنسی اڑانے لگا اور اس پر طنز کرنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر وہ مصلوب نہایت حیران ہوا اور اس کا اعتقاد بگڑ گیا اور نہایت بد انجامی کے ساتھ مرا

پس اس بات نے اس زاہد کو اس خذلان پر پہنچایا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۔ **ترجمہ** : اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان کو خوشنودیٔ خدا کے طلب کرنے کیلئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ اور بعض لوگ اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنے کیلئے بیچ ڈالتے ہیں اور طاعت خداوندی کو بجالاتے ہیں اور اور لوگوں کو اس کے بجالانے کا حکم دیتے ہیں اور طاعت خدا میں جو جو ایذائیں ان کو لاحق ہوتی ہیں اُن پر صبر کرتے ہیں گویا انھوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کر دیا ہے اور اُن کے عوض میں خدا کی خوشنودیوں کو تسلیم کر لیا ہے اور جب ان کو اپنے پروردگار کی خوشنودیاں حاصل ہو جاتی ہیں تو جو مصیبتیں اور بلائیں ان کی جانوں پر وارد ہوتی ہیں ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ اپنے تمام بندوں پر مہربان ہے ان میں سے جو لوگ اس کی رضامندی کے طالب ہوتے ہیں ان کو ان کی آرزوؤں کے انتہا پر پہنچاتا ہے اور ان کے علاوہ اپنے فضل و کرم سے اور نعمتیں اتنی زیادہ کرتا ہے جو ان کی حدِ آرزو و تمنا سے بڑھ کر ہوتی ہیں اور جو لوگ اس کے دین میں فسق و فجور کرتے ہیں ان کو مہلت دیتا ہے اور نرمی اور مدارات سے ان کو اپنی اطاعت کی طرف بُلاتا ہے اور جس شخص کی نسبت اسکو یہ معلوم ہے کہ وُہ اپنے گناہوں سے ایسی توبہ کریگا جو اس کے واسطے اسکی کرامتہائے عظیمہ کے حصول کا باعث ہوگی اس سے جُدا نہیں ہوتا (یعنی اس سے قطع تعلق نہیں کرتا)

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ رسُولِ خداؐ کے نیک اصحاب ہیں جنکو انکے دین کیلئے تکلیف میں ڈالا گیا ہے منجملہ انکے بلالؓ، صہیبؓ، خبابؓ اور عمارؓ ابن یاسر اور اسکے ماں باپ ہیں بلالؓ کی سرگزشت اس طرح پر ہے کہ اسکو ابوبکرؓ ابن ابو قحافہ نے اپنے دو حبشی غلاموں کے عوض میں خرید کیا تھا اور جب وُہ آنحضرتؐ کیخدمت میں آیا تو علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم ابوبکرؓ کی نسبت چند در چند زیادہ کرتا تھا مفسد لوگوں نے اس سے کہا کہ اے بلالؓ تو نے کفرانِ نعمت کیا اور ترتیب فضیلت کو بھلا دیا۔ ابوبکرؓ تیرا آقا ہے جس نے تجھ کو خرید کیا اور عذاب سے چھڑایا اور تیری جان

اور کسبِ مال کو تجھے آزاد کر کے زیادہ کیا اور علیؑ ابن ابی طالب نے ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا اور
تو ابو الحسن علیؑ کی اتنی بڑی توقیر کرتا ہے جتنی ابوبکرؓ کی نہیں کرتا۔ یہ امر تیرے کفرانِ نعمت اور جہالت
ترتیب میں داخل ہے۔ بلالؓ نے جواب دیا کہ کیا یہ مجھ پر لازم ہے کہ ابوبکرؓ کی رسولِ خدا سے بڑھ کر توقیر کروں
انھوں نے جواب دیا کہ توبہ توبہ۔ بلالؓ نے کہا کہ تمھارا یہ قول تمھارے پہلے قول کے برخلاف ہوا جو تم نے کہا
تھا کہ تیرا علیؑ کو ابوبکرؓ سے افضل جاننا جائز نہیں ہے کیونکہ اُس نے تجھے آزاد کیا ہے۔ اسی طرح سے
میرا رسولِ خداؐ کو ابوبکرؓ سے افضل جاننا بھی درست نہ ہوا۔ کیونکہ اس نے مجھ کو آزاد کیا ہے وہ بولے کہ
محمدؐ اور علیؑ دونوں یکساں نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہؐ تمام مخلوقِ خدا سے افضل ہیں۔ بلالؓ نے جواب دیا
کہ ابوبکرؓ اور علیؑ بھی یکساں نہیں ہیں اس لیے کہ علیؑ افضلِ مخلوقاتِ الٰہی کا نفس ہے تو وہ بعد پیغمبرِ خدا
کے تمام مخلوقات سے افضل ہے اور خدا کے نزدیک تمام خلقِ خدا سے زیادہ تر محبوب ہے کیونکہ اس
نے رسولِ خداؐ کیساتھ شامل ہو کر اُس پرندہ کو کھایا ہے جس کے باب میں رسولِ خداؐ نے دعا کی تھی۔ اے
اللہ اس وقت میرے پاس اس شخص کو بھیجدے جو تجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ پیارا ہو اور
وہی (علیؑ) تمام مخلوقِ خدا میں رسولِ خدا سے زیادہ تر مشابہ ہے کیونکہ خدا نے اسکو دینِ خدا میں
آنحضرتؐ کا بھائی بنایا ہے اور ابوبکرؓ مجھ سے یہ بات نہیں چاہتا جو تم چاہتے ہو کیونکہ وہ علیؑ
کے ان فضائل کو جانتا ہے جن سے تم ناواقف ہو یعنی اس کو معلوم ہے کہ مجھ پر علیؑ کا حق اس
کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ اُس نے مجھ کو عذابِ ابدی کی غلامی سے چھڑایا ہے اور میرے اس
کو دوست رکھنے اور اس کو سب پر فضیلت دینے کے سبب سے جنّت کی ابدی نعمتیں
میرے واسطے واجب ہو گئیں۔

اور صہیبؓ کا واقعہ اس طرح پر ہے کہ اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں میری
موافقت یا مخالفت سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا میرا مال و اسباب مجھ سے لے لو اور مجھ کو چھوڑ دو۔
انھوں نے اس کا مال لے کر اس کو چھوڑ دیا جب وہ رسولِ خداؐ کی خدمت میں (مدینہ میں) حاضر ہوا تو
حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے صہیبؓ تیرا مال کس قدر تھا جو تو وہاں چھوڑ آیا ہے اس نے عرض کی کہ
سات ہزار فرمایا کیا اس کے چھوڑنے پر تیرا دل خوش ہے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے اس ذات کی قسم ہے
جس نے حضرتؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ اگر تمام دنیا سُرخ سونا ہو جائے تو میں اس تمام کو حضرتؐ پر
ایک نظر کرنے اور حضرتؐ کے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کو ایک آنکھ بھر کر دیکھنے کے عوض
میں دے ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے صہیبؓ اللہ تعالیٰ نے تیرے اس مال اور اس اعتقاد کے عوض
میں جو مال جنّت میں تیرے واسطے مقرر کیا ہے خازنانِ جنّت اس کے شمار اور حساب کرنے سے
عاجز ہیں اور خدا کے سوا اور کوئی اس کا حساب نہیں جانتا۔

اور خبابؓ ابن ارت کو کفارِ مکہ نے بیڑی اور طوق میں قید کر لیا تھا اُس نے محمدؐ اور علیؑ اور
ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے بیڑی کو اس کے سوار ہونے کے لیے
گھوڑا بنا دیا اور طوق کو کمر میں لگانے کے لیے تلوار کر دیا اور وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جب انھوں
نے محمدؐ کی ان نشانیوں کو جو خبابؓ پر ظاہر ہوئی تھیں مشاہدہ کیا اور کسی کافر کو اس کے پاس آنے
کی جرأت نہ ہوئی اور خبابؓ نے تلوار کھینچ کر آواز دی جس کا جی چاہے میرے پاس آئے کیونکہ میں
محمدؐ و آلِ محمدؐ کا نام لے کر اگر کوہِ ابوقبیس پر بھی تلوار ماروں تو اس کے دو ٹکڑے کر ڈالوں تمھاری
تو بساط ہی کیا ہے اس پر کوئی کافر اس کا مزاحم نہ ہوا اور وہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اور عمارؓ کے باپ اور ماں دونوں صبر کے ساتھ راہِ خدا میں قتل ہو گئے۔

اور عمارؓ کو ابوجہل ملعون تکلیفیں دیتا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی انگوٹھی کو اسکی انگلی
میں ایسا تنگ کیا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور نہایت ذلیل و خوار کیا اور اس کے کُرتے کو اسکے بدن
پر اتنا بھاری کر دیا کہ لوہے کی زرہوں سے بھی زیادہ بوجھل معلوم ہوتا تھا یہ حال دیکھ کر وہ ملعون
عمارؓ سے کہنے لگا مجھ کو اس سے چھڑا جو تیرے ساتھی (محمدؐ) ہی کا کام ہے تب عمارؓ نے اسکی انگوٹھی
کو انگلی سے اور اسکے کُرتے کو اسکے بدن سے اُتار دیا اور وہ ملعون عمارؓ سے کہنے لگا کہ میں تیرا مکہ میں رہنا پسند
نہیں کرتا تو محمدؐ کے پاس چلا جا کسی شخص نے عمارؓ سے پوچھا کیا سبب ہے کہ خباب کو تو ان نشانیوں کے ذریعے
قیدِ کفار سے چھڑا لیا اور تیرے ماں باپ کو اس عذاب میں پڑا رہنے دیا یہاں تک کہ وہ قتل کیے گئے
عمارؓ نے جواب دیا کہ یہ اُس ذاتِ پاک کا حکم ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو تو آگ سے نجات دی اور
یحییٰؑ ابن زکریاؑ کو قتل کی بلا میں ڈالا جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا اے عمارؓ تو بڑا فقیہ ہے عرض کی یا رسول اللہ
مجھ کو اتنا ہی علم کافی ہے کہ میں پہچانتا ہوں کہ تو پروردگارِ عالم کا رسولؐ ہے اور تمام مخلوقات کا سردار
ہے اور تیرا بھائی علیؑ تیرا وصی اور تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد سب سے بہتر ہے اور قولِ حق تیرا اور

اس کا قول ہے اور فعل حق تیرا اور اس کا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی لیئے تم سے محبت کرنے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کی توفیق عطا کی ہے کہ وہ اس امر کا ارادہ کر چکا ہے کہ مجھ کو دنیا اور آخرت میں آپ دونوں حضرات کے ہمراہ رکھے حضرت نے فرمایا کہ اے عمارؓ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے البتہ حق تعالیٰ تیرے ذریعہ سے اپنے دین کی حمایت کریگا اور سرکشوں کے عذروں کو قطع کریگا اور معاندوں کے عناد کو واضح کریگا جبکہ تجھ کو ایک گروہ قتل کریگا جو کہ امام حق سے باغی ہوگا بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا اے عمارؓ تو نے علم ہی سے اس قدر فضیلت حاصل کی ہے پس ہماری طرف سے اپنی فضیلت کو اور زیادہ کر کیونکہ جب کوئی شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر سے اس کو آواز دیتا ہے اے میرے بندے شاباش کیا تجھ کو معلوم ہے کہ تو کس درجہ کی تلاش میں نکلا ہے اور کونسا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ملائکہ مقربین کا قرین ہونے کیلیے انکی مشابہت کو تلاش کرتا ہے میں تجھ کو تیری مراد کو پہنچاؤنگا اور تیری حاجت کو پورا کردونگا کسی نے امام زین العابدینؑ سے عرض کی کہ خدا نے یہ جو فرمایا ہے کہ تو ملائکہ مقربین کے مشابہ ہونا چاہتا ہے تاکہ تو ان کا قرین ہو اس کے معنی کیا ہیں حضرتؑ نے جواب دیا کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں اور صاحبانِ علم نے بھی وحدانیت خدا کی گواہی دی اور وہ قائل ہیں کہ وہ حق سبحانہٗ عادل اور منصف ہے اور اس خدائے غالب و حکیم کے سوا اور کوئی معبود یعنی قابل عبادت نہیں ہے اس آیت میں خدا نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر ملائکہ کا پھر صاحبانِ علم کا جو ملائکہ کے قرین ہیں اور اُن کا سردار محمدؐ ہے اور اُس سے دوسرے درجہ پر علیؑ ہے اور تیسرے درجہ پر وہ لوگ ہیں جو اس کے اہلبیتؑ میں اُس کے زیادہ قریبی اور اس کے بعد اس کے مرتبہ کے زیادہ تر حقدار ہیں اس کے بعد حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہمارے شیعو ان کے بعد وہ علماء ہیں جو ہمارے پیرو ہیں اور ہمارے اور خدا کے مقرب فرشتوں کے قریب ہیں اور اللہ کی توحید اور اسکے عدل اور کرم و جود کے شاہد ہیں اور معاندوں کے عذروں کو قطع کرتے ہیں اور اسکی خاص کنیزوں اور غلاموں میں سے ہیں پس تم نے اپنے نفس کے لیے بہت اچھی رائے پسند کی اور خوب بہرہ وافر اختیار کیا اور بہت بڑی سعادت سے کامیاب ہوئے جبکہ تم محمدؐ اور اسکی آل اطہار کے قرین ہوئے اور خدا کی زمین میں اس کی توحید

اور تمجید کو مشہور کر کے خدا کے نزدیک عادل اور منصف قرار پائے اور تم کو مبارک ہو کہ محمدؐ سردار اولین و آخرین ہے اور اسکی آلؑ اطہار تمام انبیا کی آل سے بہتر ہے اور اصحاب محمدؐ جو محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور اُن کے دشمنوں سے بیزار ہیں تمام پیغمبروں کے اصحاب سے افضل ہیں اور اُمت محمدی جو محمدؐ اور علیؑ کی دوستدار اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہے تمام پیغمبروں کی اُمتوں سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کے اعمال کو اس اعتقاد کے بغیر قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کا کوئی گناہ معاف کرتا ہے اور نہ اُسکی کوئی نیکی قبول فرماتا ہے اور نہ اس کا کوئی درجہ بلند کرتا ہے۔

قولہٗ عزوجل يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ **ترجمہ:** اے (ظاہر میں) ایمان لانیوالو تم سب دل سے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور اگر تم بعد اس کے کہ خدا کی نشانیاں تمھارے پاس آچکیں لغزش کھاجاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اُوپر کی دو آیتوں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ الخ اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ الخ میں دو فریقوں کا حال ذکر کر چکا اور ان کے حالات کو بیان فرما چکا تو لوگوں کو اس شخص کے حال کی طرف دعوت کی جس کے افعال پسندیدہ ہیں اور ارشاد فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً اے ایمان والو مجتمع ہو کر سلم یعنی دین اسلام کی مسالمت میں داخل ہو یعنی باہم مصالحت رکھو اور کامل اسلام میں داخل ہو پس اس کو قبول کرو اور اس کے موافق عمل کرو اور اُس شخص کی مانند مت ہو جو اسلام کی بعض باتوں کو قبول کرے اور اُن پر عمل کرے اور بعض باتوں کا منکر ہو اور ان کو ترک کر دے پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح اسلام میں داخل ہونے کے لیے محمدؐ رسول اللہ کی نبوت کا قبول کرنا ضروری ہے اسی طرح علی ابن ابی طالب کی ولایت کا قبول کرنا بھی اس میں داخل ہونے کے لیے لازم ہے پس وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو اس بات کا قائل ہو کہ محمدؐ رسولِ خدا ہیں اور اس کا اقرار کرے اور وہ اس بات کا مقر نہ ہو کہ علیؑ آنحضرتؐ کے

وصی اور ان کے جانشین اور آپکی امامت میں سب سے بہتر ہیں بلکہ مسلمان وہی شخص ہے جو محمدؐ کی رسالت کے قائل ہونے کے بعد یہ اقرار کرے کہ علیؑ آنحضرتؐ کے وصی اور ان کے جانشین اور آپ کی اُمت میں سب سے بہتر ہیں وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور شیطان جو تم کو گمراہی اور ضلالت کے راستوں کی طرف لے جاتا ہے اور اس طرح تم کو مُہلک گناہوں کے مرتکب ہونیکا حکم دیتا ہے اسکی پیروی اور متابعت مت کرو۔ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ کیونکہ وہ تمھارا ظاہر دُشمن ہے کہ اپنی عداوت کے باعث تم کو ثوابِ عظیم کے حاصل کرنے سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور سخت عذاب سے تمھارے ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ پس اگر تم سلم اور اسلام سے جس کی تکمیل ولایت علیؑ ابن ابی طالب کے معتقد ہونے سے ہوتی ہے لغزش کھا جاؤ تو انکارِ نبوت کی حالت میں اقرارِ توحید تم کو کچھ نفع نہ دیگا۔ اگر تم لغزش کھا جاؤ بعد اس کے کہ تمھارے پاس قولِ رسول اللہؐ اور اس کی فضیلت کی نشانیاں آئیں اور اس باب میں واضح اور روشن دلیلیں تم پر ظاہر ہوگئیں کہ محمدؐ جو علیؑ کی امامت کی طرف رہبری کرتا ہے سچا پیغمبر ہے اور اس کا دین سچا دین ہے فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ تو تم جان لو کہ اللہ اپنے دین کے مخالفوں اور اپنے پیغمبر کی تکذیب کرنیوالوں کے عذاب دینے پر قادر ہے اور کوئی اس کو اپنے مخالفوں سے انتقام لینے سے روک نہیں سکتا نیز اپنے دین سے موافقت کرنے والوں اور اپنے نبیؐ کی تصدیق کرنے والوں کو ثواب دینے پر قادر ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس کو اپنے اطاعت گزاروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کے عطا کرنے سے منع کر سکے حَكِيمٌ یعنی عذابِ دُنیا اور ثواب عطا کرنا جو کام کرتا ہے وہ عین حکمت اور دانائی پر مبنی ہے اگر وہ اپنے مطیع اور فرمانبردار بندے کو بہت سی نعمتیں اور کرامتیں عطا فرمائے تو وہ اس میں زیادتی اور فضول خرچی نہیں کرتا اور ان خیرات و کرامات کو بیجا مقام میں نہیں رکھتا اور اگر اپنے نافرمان اور سرکش بندے پر سخت عذاب بھی کرے تو بھی وہ ظلم نہیں کرتا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان آیات کو دیگر آیات سمیت روزِ شوریٰ[1] ان لوگوں کے سامنے بطورِ حجت کے

[1] شوریٰ اُس کمیٹی کا نام ہے جو خلیفہ دوم نے اپنی وفات کے وقت اپنا جانشین انتخاب کرنے کے لیے مقرر کی تھی۔ اس میں چھ آدمی تھے۔ علیؑ۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص ۱۲ (مترجم عفی عنہٗ)

بعض احتجاجات علیؑ روزِ شوریٰ

پیش کیا تھا جنھوں نے اس وصیِ رسولؐ کو اپنے حق سے باز رکھا اور اُن کو اپنے مرتبے سے پیچھے ہٹایا اگرچہ اُن لوگوں نے اس میں اپنا ہی نقصان کیا کیونکہ علیؑ بمنزلہ کعبہ کے ہے کہ جسکی طرف نماز میں منہ کرنیکا حکم دیا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو اُمورِ دین و دُنیا میں پیشوا اور امام مقرر کیا ہے جیسا کہ کافروں کا کعبہ سے منحرف ہونا اسکے فضل و شرف میں کچھ کمی نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر مقصروں اور کوتاہ اندیشوں نے علیؑ کو اس کے حق سے ہٹایا اور ظالموں نے اس وصیِ رسولؐ کو اسکے درجے سے باز رکھا۔ علیؑ کی شان و منزلت میں کچھ نقصان نہیں کرتا۔ روزِ شوریٰ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام عُذرات بیان کر چکے اور خوفِ خدا سے ڈرا چکے اور اپنے بیانات کو واضح اور مشرح طور پر بیان فرما چکے تو بعد ازاں اپنی اثنائے تقریر میں ارشاد فرمایا اے عقلمند دوستو کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ ان چیزوں کو جو نہ عقل رکھتی ہیں اور نہ سُنتی اور دیکھتی ہیں اور نہ سمجھانے سے کسی بات کو سمجھ سکتی ہیں اس کا شریک اور ہمسر مت قرار دو۔ کیا رسولِ خدا نے مجھ کو تمھارے دین اور دُنیا کا قوام یعنی درست کرنیوالا اور محافظ مقرر نہیں کیا کیا آنحضرتؐ نے مجھ کو تمھارا جائے پناہ قرار نہیں دیا۔ کیا حضرتؐ نے تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ حق کیساتھ ہے اور حق علیؑ کیساتھ ہے کیا حضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں شہر علوم ہوں اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ مجھ کو تمھارے علوم کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور تم میرے علوم کے محتاج ہو کیا عُلما کو یہ حکم ہے کہ وہ جاہلوں کی متابعت اور پیروی کریں یا جاہلوں کو عُلما کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اے لوگو! عقلوں کی ترتیب کو کیوں توڑتے ہو اور جس شخص کو خدائے کریم و وہاب نے مقدم کیا ہے اس کو موخر کیوں کرتے ہو۔ کیا رسولِ خدا نے جبکہ تم میں سے بڑے افضل اور معزز آدمی نے فاطمہؑ کے ساتھ نکاح کرنے کی درخواست کی تھی اور آنحضرتؐ نے اسکی درخواست نامنظور کی تھی میری درخواست درباب نکاح فاطمہؑ قبول نہ کی تھی اور جبکہ آنحضرتؐ نے مجھ کو اپنے ساتھ پرندے کا گوشت کھلایا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اُس وقت مجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے محبوب تر نہیں بنایا تھا کہ اُس نے مجھ کو تمام مخلوق سے زیادہ آنحضرتؐ کے مشابہ نہیں کیا۔ یہ کیا بات ہے کہ تُم اُس شخص کو جو آنحضرتؐ سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ تر مشابہ ہے موخر کرتے ہو اور جو شخص آنحضرتؐ سے مشابہت رکھنے میں سب لوگوں سے کمتر ہے اس کو مقدم کرتے ہو تم کو کیا ہو گیا کہ تم غور و فکر نہیں کرتے اور سوچ بچار سے کام نہیں لیتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام براہینِ حجج و براہینِ مثل ان کی اور

دلیلوں سے ان لوگوں پر احتجاج کرتے تھے مگر وہ اپنی تدبیروں کی وجہ سے جن کو وہ قائم کر چکے تھے حضرتؐ کے کلام کو نہ سمجھے اور جس چیز کو انھوں نے اختیار کر لیا تھا اس کے سوا اور بات کو پسند نہ کیا (یعنی علی علیہ السلام کو خلافت سے محروم رکھا اور عثمانؓ کو خلیفہ کر دیا۔ (مترجم)

قولہ عزوجل هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ **ترجمہ:** وہ لوگ نہیں انتظار کرتے ہیں مگر اس بات کا کہ عذابِ خدا سفید بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس آئے اور عذاب کے فرشتے ان کے پاس آئیں اور حکمِ خدا ادا کیا جائے اور سب امورِ خدا کی طرف رجوع کرینگے۔

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی نشانیوں سے کفّار کو ساکت اور لاجواب فرمایا اور اپنے معجزات سے ان کے عذروں کو قطع کیا تو ان میں سے بعض نے ایمان لانے سے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے باطل درخواستیں کیں چنانچہ حق تعالیٰ ان کی درخواستوں کو قرآن میں نقل فرماتا ہے وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا۔ الخ (اسکا ترجمہ مع تفسیر پہلے گزرا) پس خدا نے فرمایا کہ اے محمدؐ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ باایں ہمہ کہ ہم نے اپنی نشانیوں کو ان کے سامنے ظاہر اور واضح کیا اور معجزات دکھا کر ان کے عذروں کو قطع کر دیا مگر یہ تکذیب کرنیوالے اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبانوں میں ان کے پاس آئے اور فرشتے ان کے پاس آئیں اس سبب سے کہ انھوں نے تجھ سے درخواست کی ہے کہ اللہ کو دنیا میں لا جس کا آنا جائز نہیں ہے اور فرشتوں کے لانے کا باطل سوال تجھ سے کیا ہے جو کہ صرف اسوقت آتے ہیں۔ جبکہ اس تعبد یعنی بندگی لینے کا وقت جاتا رہتا ہے اور ظالموں کے ظلم کی وجہ سے انکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے اور اے محمدؐ یہ تیرا وقت بندگی لینے کا وقت ہے نہ کہ ہلاکت کے کر فرشتوں کے آنے کا وقت ہے پس یہ لوگ جو فرشتوں کے آنے کی تجھ سے درخواست کرتے ہیں جاہل ہیں وَقُضِيَ الْأَمْرُ یعنی وہ لوگ صرف اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے آئیں حالانکہ جب فرشتے آئیں گے تو ان کی ہلاکت کا حکم نافذ ہو جائیگا وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور سب امور خدا ہی کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جملہ امور میں حاکم ہے اپنے نافرمان بندوں کے لیے عذاب کا حکم دیتا ہے اور جو کوئی اس کو خوشنود کرتا ہے اس کے لیے آخرت کی تعظیم و تکریم لازم کرتا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کافروں نے نشانیاں طلب کیں اور جو معجزے حضرتؐ نے ان کو دکھائے حالانکہ وہ ان کے لیے کافی وافی تھے ان پر انھوں نے قناعت نہ کی یہاں تک کہ ان سے کہا گیا هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ یعنی جبکہ انھوں نے واضح دلیلوں اور ان کے عذروں کو دفع کرنیوالی حجتوں پر قناعت نہ کی تو بس وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس آئے اور یہ محال اور ناممکن ہے کیونکہ اللہ کے لیے آنا جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی جب جناب رسالت مآبؐ نے امیر المومنین علیؑ کو عہدۂ امامت پر نصب فرمایا تو نواصب نے حضرتؐ سے سوالات کیے اور وہ بھی محال سوال تھے چنانچہ جب رسولِ خدا نے علیؑ کی فضیلت اور امامت پر نص کیا اور مومنوں کے دل اس بات سے مطمئن اور خوش ہوئے اور منکروں نے جو اہل عناد میں سے تھے اس باب میں اپنے عناد کو ظاہر کیا اور شک کرنیوالے ضعیف مسلمانوں نے اس امر میں شک کیا اور حضرتؐ کے دشمنوں میں سے منافقوں کی ایک جماعت نے آنحضرتؐ اور آپکے اصحاب خیار سے دونوں بستیوں کی صلح کے باب میں حیلہ کیا اور انکے سینوں میں عداوت اور بغض اور حسد اور دشمنی کی یہانتک زیادتی ہوئی کہ ایک منافق نے کہا کہ محمدؐ نے اول تو انکی مدح میں خوب مبالغہ کیا پھر اپنے بھائی علیؑ کی مدح سرائی میں خوب زیادتی کی اور یہ بات پروردگار عالم کی طرف سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ وہ اسکی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسکی محبت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اسکو اپنی وفات کے بعد ہم پر سردار بنایا جائے اُس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ تم ان باتوں میں سے کس بات کا انکار کرتے ہو وہ خدا نہایت عظیم اور کریم اور حکیم ہے اس نے اپنے بندوں میں سے چند بندوں کو منتخب کیا ہے اور چونکہ ان کی حسن طاعات کو معلوم کر چکا ہے اور اپنے امر میں ان کی فرمانبرداری کو دیکھ لیا ہے۔ اس لیے انکو اپنی کرامتوں سے مخصوص کیا ہے اور اپنے بندوں کے کاروبار اُن کے سپرد کئے ہیں اور اس حکیمانہ تدبیر کیساتھ جس کی انکو توفیق دی گئی ہے اپنی خلقت کی حکومت ان کے لیے مقرر کی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دنیا کا کوئی بادشاہ جب اپنے کسی خدمتگار کی خدمت کو پسند کرتا ہے اور سلطنت کے جس کام پر اس کو لگاتا ہے اس میں اسکی قرارداد اور تجویز پر بھروسہ کر لیتا ہے تو اسکے علاوہ اور امور کو بھی اس کے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے لشکروں اور رعایا کے انتظامات میں اس پر اعتماد کرتا ہے محمدؐ کا اس تدبیر میں جو پروردگارِ عالم نے اسکے سپرد کی ہے ایسا ہی حال ہے اور بعینہ وہی حال علیؑ کا ہے جس کو محمدؐ نے اپنا وصی اور اپنی

اہلبیتؑ میں اپنا جانشین اور اپنے قرضوں کا ادا کرنیوالا اور اپنے وعدوں کو پورا کرنیوالا اور اپنے دوستوں کا مددگار اور اپنے دشمنوں کا دشمن مقرر کیا ہے۔ مگر ان منافقوں نے ان دلیلوں پر قناعت نہ کی اور انکو تسلیم نہ کیا اور کہنے لگے کہ جو کام محمدؐ نے علیؑ سے منسوب کیا ہے وہ کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے۔ وہ خلقت کے خونوں اور انکی عورتوں اور اولادوں اور مالوں اور حقوق اور حصّوں اور اُن کی دُنیا اور آخرت کے معاملات ہیں اس لیے اسکو چاہیئے کہ ایسے شخص کو ہمارے سامنے پیش کرے کہ جو اس حکومت کی جلالت کی قابلیت رکھتا ہو۔ تب رسُولِ خداؐ نے فرمایا کیا تم کو علیؑ کا وہ نور کافی نہیں ہے جو اس تاریکی میں تھا اور جس کو تم نے اس رات کو دیکھا تھا جبکہ وہ میرے پاس سے اپنے گھر گیا تھا کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے سامنے کی دیواروں میں سے گزر گیا اور وہ اُس کے سامنے سے شق ہو گئیں اور راستہ بن گیا پھر از سرِ نو آکر باہم مل گئیں۔ کیا تم کو غدیر خم کا واقعہ کافی نہیں ہے جبکہ میں نے علیؑ کو اپنا جانشین کیا تم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے۔ اور فرشتے ان میں سے سر نکالے جھانک رہے تھے اور تم کو پکار رہے تھے یہ ولیِ خدا ہے اسکی متابعت کرو۔ ورنہ تم پر عذابِ خدا نازل ہوگا۔ اس سے ڈرو کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم نے دیکھا کہ علیؑ چلتا تھا اور پہاڑ سامنے سے ہٹتے جاتے تھے تاکہ مُڑ کھانے کی ضرورت نہ پڑے جب وہ گزر گیا تو پہاڑ پھر اپنی جگہ پر آگئے۔ بعد ازاں علیؑ نے دُعا کی کہ اے خدا ان لوگوں کو پھر اپنی نشانیاں دکھا کہ یہ امر تیرے نزدیک سہل ہے تاکہ تیری حُجّت ان پر اور زیادہ تاکید کرے الغرض جب وہ لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس گئے تو اندر داخل ہونا چاہا زمین نے انکے پاؤں پکڑ لیے اور ان کو اندر جانے سے روک دیا اور آواز دی کہ ہمارے اندر قدم رکھنا تم پر حرام ہے جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب پر ایمان نہ لاؤ تب انھوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہہ کر گھروں میں داخل ہوئے پھر اندر جاکر دُوسرے کپڑے بدلنے کے لیے اپنے لباس اُتارنے کا ارادہ کیا تب وہ لباس ان پر بھاری ہو گئے اور وہ ان کو نہ اُتار سکے اور کپڑوں نے انکو آواز دی کہ تم پر ہمارا اُتارنا آسان نہ ہوگا جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کر لو۔ تب انھوں نے اس کی ولایت کا اقرار کیا اور کپڑوں کو اُتار دیا۔ پھر رات کا لباس پہننے کا ارادہ کیا تب وہ بھاری ہو گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا پہننا حرام ہے جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کر لو اس وقت انھوں نے اقرار کیا پھر کھانا کھانے لگے اُس وقت لقمہ ان کے لیے بھاری ہو گیا اور جو لقمے بھاری نہ ہوئے تھے وہ ان کے مُنہ میں جاکر پتھر بن گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا کھانا حرام ہے کہ جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کر لو۔ تب انھوں نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا بعد ازاں ان وہ پیشاب و پاخانہ کی ضروریات کو رفع کرنے گئے۔ تب وہ عذاب میں مبتلا ہوئے اور ان کا دفعیہ ان کو متعذر ہوا اور ان کے پیٹوں اور آلاتِ تناسل نے آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے۔ جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کر لو اس وقت انھوں نے اس ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا پھر اُن میں سے بعض نے دلتنگ ہو کر اس طرح پر دُعا کی اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اے خدا اگر یہ وُہی حق ہے جو تیری طرف سے ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسایا کوئی عذاب دردناک ہم پر نازل کر اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور یہ آیت بھیجی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور اللہ کو شایاں نہیں ہے کہ ان کو عذاب کرے حالانکہ اے محمدؐ تو ان میں موجود ہو کیونکہ عام بیخ کنی کرنیوالا عذاب اس وقت نازل ہوگا جبکہ تو ان میں سے نکل جائیگا وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا حالانکہ وہ طلب بخشش کرتے ہوں اور توبہ اور رجوعیت ظاہر کرتے ہوں کیونکہ دُنیا میں اُس نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ ظاہری ایمان قبول کرنا کافی ہے اور باطن کی تلاش اور تفتیش کو ترک کرو۔ کیونکہ دُنیا فرصت اور مُہلت کا گھر ہے اور آخرت جزا کا گھر ہے وہاں کوئی عبادت نہ کرائی جائیگی۔ حضرتؐ نے فرمایا اور اللہ انکو عذاب نہیں کرتا در آنحالیکہ طلب مغفرت کرنے والے لوگ ان میں موجود ہیں کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں کہ یا تو ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جنکی بابت خدا کو معلوم ہے کہ وہ عنقریب ایمان لائیں گے یا انکی نسل سے کوئی پاک اولاد پیدا ہوگی اور تیرا پروردگار ان کو ایمان اور اپنا ثواب عطا فرمائیگا اور ان کے کافر باپ دادا کے گناہوں کے سبب سے ان کو ایمان و ثواب سے محروم نہ رکھیگا اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو ضرور ان کو ہلاک کر دیتا۔ پس آنحضرتؐ کے قول کا یہی مطلب ہے جو حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ناصبیوں نے علیؑ کے باب میں احکام خدا کی ناواقفیت کی وجہ سے خدا کی نسبت لغویات اور باطلات کی

پارہ ۹ سورہ الانفال ع ۴

پارہ ۹ سورۃ الانفال ع ۴

درخواست کی تھی جو کسی حکم عقلی میں کسی طرح جائز الوقوع نہیں ہیں۔

قولہٗ عزّوجل سل بنی اسرائیل ۔ ۔ ۔ یہاں پر یہ حصّہ بھی ختم ہُوا۔

تفسیر امام علیہ السّلام کا آخری حصّہ

اس میں سُورۃ بقر کی چند آیات کی تفسیر مندرج ہے۔ سُورۃ بقر پارہ سوم۔ ع ۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہٗ عزّوجل فَاِنۡ کَانَ الَّذِیۡ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ سَفِیۡہًا اَوۡ ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ہُوَ فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّہٗ بِالۡعَدۡلِ ؕ وَاسۡتَشۡہِدُوۡا شَہِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِکُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّہَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰىہُمَا فَتُذَکِّرَ اِحۡدٰىہُمَا الۡاُخۡرٰی ؕ وَلَا یَاۡبَ الشُّہَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا ؕ **ترجمہ:** پس اگر وہ شخص جس کے ذمّے حق ہے بے عقل ہو یا ضعیف ہو یا وہ لکھ نہ سکتا ہو۔ اُس وقت چاہیئے کہ اُس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھے اور تم اپنے معاملہ پر دو مردوں کو گواہ کرو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ اور یہ گواہ اُن شخصوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرو۔ اور دو عورتیں اس لیے ہیں کہ اگر ایک عورت اِس مُعاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلادے اور گواہ گواہی قبول کرنے میں انکار نہ کریں۔ جبکہ ان کو گواہ ہونے کے لیے بُلایا جائے۔

التماس مُترجم۔ اصل کتاب میں فَاِنۡ کَانَ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ سَفِیۡہًا کی تفسیر موجود نہیں اس لیے مجبوراً ترک کرتا ہوں صرف ربط کے لیے ترجمہ میں کُل آیت کو درج کر دیا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ آیہ اَوۡ ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ہُوَ فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّہٗ بِالۡعَدۡلِ کی تفسیر میں جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے (کہ وہ شخص جس کے ذمّے حق ہے بیوقوف ہو) یا ضعیف ہو یعنی بدن کا کمزور ہو کہ لکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، یا اپنے فہم اور علم میں کمزور ہو کہ لکھنے پر قادر نہ ہو۔ اور ان لفظوں میں جو اس کے حق میں مُفید ہوں اور ان لفظوں میں جو اس کے یا اس کے دوست کے حق میں مُضر ہوں تمیز نہ کر سکتا ہو اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ہُوَ یا وُہ لکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یعنی وُہ زندگانی دُنیا کے لیے اپنے بدن کو دُرست کر رہا ہو یا عاقبت کے لیے کچھ سامان اور زادِ راہ مُہیا کرنے میں مصروف ہو یا کسی حلال لذت میں مشغول ہو کیونکہ یہ شُغل ایسے ہیں کہ عقلمند کو مُناسب نہیں ہے کہ ان کو ترک کر کے اس وقت اور کام کو شروع کرے جبکہ وہ شخص جس کے ذِمّے حق ہے صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہو تو چاہیئے کہ اس کا نائب اور مختار کار عدل و انصاف سے تحریر کرے۔ جس میں مکتُوب لہٗ (قرضخواہ) اور مکتُوب علیہ (قرضدار) کسی پر ظلم نہ ہو۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی ضعیف بدن آدمی کی اسکے کام میں مدد کرے اللہ تعالیٰ اسکے کام میں اسکا معیّن و مددگار ہوگا اور قیامت کے دن فرشتوں کو مقرر کریگا جو اُس روز کے خوفوں اور ہولوں کے قطع کرنے اور آتشِ جہنّم کی خندقوں پر سے عبور کرنے میں اسکی امداد کرینگے۔ یہانتک کہ صراط سے گزرتے وقت اسکا دُھواں اور گرم ہوا تک بھی اس تک نہ پہنچے گی اور وُہ صحیح سلامت با امن و امان بہشت میں جا داخل ہوگا اور جو کوئی ایسے آدمی کی مدد کرے جو فہم اور معرفت میں ضعیف ہو اور سخت دُشمن کے مُقابلے میں جو باطل کا خواہاں ہے اسکو حجت تعلیم کرے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نزع کے وقت اُسکی مدد کریگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ کی شہادت اور جو چیز ان دونوں شہادتوں کے متصل ہے (یعنی ولایت علیؑ) اسکے اقرار کرنے اور معتقد ہونے کی توفیق عطا فرمائیگا یہانتک کہ اس کا دُنیا سے نکلنا اور خدا کی طرف رجُوع کرنا ایسی صُورت میں واقع ہوگا کہ اسکے اعمال نہایت افضل اور اس کا احوال نہایت پسندیدہ ہوگا اُسوقت اسکو رُوح و ریحان کا تحفہ مرحمت ہوگا اور یہ مُژدہ اس کو دیا جائیگا کہ اس کا پروردگار اس سے رضامند اور نہایت خورسند ہے اور جو کوئی کسی ایسے شخص کی امداد کرے جو اپنے دنیاوی یا دینی مصلحتوں میں مصروف ہو یہاں تک کہ اس کو اپنے امور میں مُنتشر نہ ہونے دے اسکے صلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جبکہ بادشاہ جبّار کے روبرو ایک شُغل[1] دُوسرے شُغل کا مزاحم ہوگا اور احوال منتشر ہونگے اسکا معین و مددگار ہوگا اور اس کو شریر بندوں سے الگ کر کے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السّلام چند عوام مسلمانوں کے پاس سے گزرے جو مہاجرین و انصار میں سے نہ تھے اور وُہ مسجد میں بیٹھے تھے اور اُس دن ماہِ شعبان کی پہلی تاریخ تھی اور وہ

[1] سب اپنے اپنے شُغل میں لگے ہونگے اور کسی کو دُوسرے کا دُکھ بٹانے کی فرصت نہ ہوگی۔ مترجم

لوگ مسئلہ قضا و قدر اور دیگر مختلف فیہ مسائل میں خوض و فکر کر رہے تھے اور شور و غُل بلند ہو رہا تھا۔ اور ان کا مباحثہ اور مجادلہ نہایت زور پر تھا یہ حال دیکھ کر حضرت وہاں ٹھہر گئے اور ان کو سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیا اور جگہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت سے بیٹھنے کی التماس کی مگر آپ نہ بیٹھے اور ان سے پکار کر فرمایا۔ اے ایسے امر میں گفتگو کرنے والو جو تم کو کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نہ کسی فائدے کو تمھاری طرف رجوع کرتا ہے کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو درحقیقت نہ اندھے اور گونگے نہیں ہیں اور اس کے خوف نے انکو ساکت اور صامت کر دیا ہے اور وہی لوگ فصیح عاقل دانا اور اسکی مخلوق کے عالم ہیں لیکن ان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت انکو یاد دلائی جاتی ہے تو اسکی عظمت و جلالت کے باعث ان کی زبانیں شکستہ ہو جاتی ہیں اور ان کے دل پاش پاش اور پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور ان کی عقلیں حیران اور سرگشتہ ہو جاتی ہیں اور جب انکو اس حال سے افاقہ ہوتا ہے تو پاک اعمال کیساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ظالموں اور خطا کاروں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ لوگ افراط اور تفریط کرنیوالے لوگوں سے بیزار ہیں آگاہ ہو کہ وہ خدا کے لیے تفریط (کمی) کو پسند نہیں کرتے اور نہ اس کے لیے افراط (زیادتی) کرنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے اعمال کے سبب اس پر ناز نہیں کرتے بلکہ جب کوئی اُن کو دیکھتا ہے تو وہ غمگین اور خوفزدہ اور خائف و ترساں نظر آتے ہیں۔ اے بدعت کرنیوالے لوگو تم ان میں کب داخل ہو سکتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ مسئلہ قضا و قدر کو وہ شخص سب سے زیادہ جانتا ہے جو سب سے زیادہ اس میں ساکت اور خاموش رہتا ہے اور اس مسئلہ میں سب سے جاہل وہ شخص ہے جو اس میں سب سے زیادہ گفتگو کرتا ہے اے بدعتیوں کے گروہ آج شعبان مکرم کی پہلی تاریخ ہے۔ ہمارے پروردگار نے اس مہینے کو اس لیے شعبان کے نام سے نامزد کیا ہے کہ اس میں سب قسم کی نیکیاں متشعب ہوتی ہیں یعنی پھیلتی ہیں اور تمہارے پروردگار نے اس میں اپنی جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور اس کے محلوں اور تمام نفیس چیزوں کو نہایت ارزاں قیمتوں اور نہایت سہل امور کے عوض میں تمہارے سامنے پیش کیا ہے پس تم گمراہی اور سرکشی میں برابر ساعی ہو اور ابلیس کی راہوں کو نہایت مضبوطی سے اختیار کرتے ہو اور خیر کے راستوں سے جس کے دروازے تمہارے واسطے کھولے گئے ہیں الگ رہتے ہو یہ شعبان کی پہلی تاریخ ہے اور اسکی نیکیوں کی راہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر والدین اور قریبی رشتہ داروں

۴ پس تم اُن کے منکر ہو اور ابلیس ملعون نے اپنی بدیوں اور بلاؤں کی شاخوں کو تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔

اور ہمسایوں سے نیکی کرنا باہم اصلاح کرنا اور فقیروں اور مسکینوں کو صدقہ دینا ہے جو چیز کہ تمھارے ذمے نہیں رکھی گئی ہے اور جس میں خوض و فکر کرنے سے تم کو منع کیا گیا ہے یعنی اسرار خدا کو نہ کھولو اور جو کوئی ان کو کھولتا ہے وُہ ہلاک ہو جاتا ہے تم خواہ مخواہ اس کی تفتیش کرنے کی تکلیف اُٹھاتے ہو سُنو ہمارے پروردگار نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے جو امور آج کے دن میں مقرر کیے ہیں اگر تم ان سے واقف ہوتے تو تم اس بحث و مباحثہ سے جس میں تم مبتلا ہو باز رہتے اور جن امور کا تم کو حکم دیا ہے ان کو بجا لاتے انھوں نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ وہ کیا چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے مقرر کی ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ میں وُہی بیان کرونگا جو میں نے رسُولِ خدا سے سُنا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک لشکر نہایت سخت کافر کی ایک قوم کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا تھا اتفاقاً ان کی خبر کے آنے میں دیر لگی اور خاطر اقدس کو انکی خبر سُننے کا نہایت خیال تھا آخر کار ارشاد فرمایا کہ کاش کوئی ایسا ہو جو ان کے حالات کو معلوم کرے اور انہی خبریں مجھ کو پہنچائے ابھی حضرت یہ فرما ہی رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص یہ خوشخبری لایا کہ اُنھوں نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور ان میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور بعض کو اسیر کر لیا ان کے اور ان کے اسباب لوٹ لیے اور ان کے مال کو غارت کیا اور ان کے عیال و اطفال کو قید کر لیا آخر کار جب وُہ لشکر مدینے کے قریب پہنچا تو آنحضرت اپنے اصحاب سمیت انکی ملاقات کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لائے جب ان سے ملاقی ہوئے تو زید ابن حارثہ نے جو ان کا سردار تھا اور آگے آگے آ رہا تھا جب حضرتؐ کو دیکھا تو اپنے ناقہ پر سے اُتر پڑا اور حضرت کی طرف آیا اور حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اسکو بغل میں لیا اور اس کے سر کا بوسہ دیا پھر عبداللہ ابن رواحہ اپنی سواری سے اُترا اور آگے بڑھ کر حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اسکو بھی گلے لگایا پھر قیس ابن عاصم منقری پیادہ پا حاضر ہوا اور آکر حضرتؐ کے دست و پا کا بوسہ لیا حضرتؐ اس سے بھی بغلگیر ہوئے بعد ازاں باقی اہل لشکر اپنی اپنی سواریوں سے اُتر کر حاضر ہوئے اور حضرتؐ پر درود و سلام بھیجا حضرتؐ نے انکو دعائے خیر دی پھر ان سے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنے حالات سے مطلع کرو کہ دشمنوں سے کیونکر گزرا اور اس وقت ان کے ساتھ کفار کے قیدی اور ان کے اسیر شدہ عیال و اطفال اور زر و سیم اور دیگر مال و متاع بیشمار موجود تھے۔ تب اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ اگر آپ ہمارے حالات سے آگاہ ہوتے تو نہایت متعجب ہوتے

حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ان حالات سے ناواقف تھا مگر اب جبرئیل امینؑ نے مجھ کو مطلع کر دیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے دین سے بھی اس وقت تک ناواقف تھا جبتک کہ میرے پروردگار نے اس سے مجھ کو واقف نہ کیا تھا چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی اسی طرح ہم نے روح کو اپنے حکم سے تیری طرف وحی کیا تو وحی سے پہلے یہ نہ جانتا تھا کہ قرآن کیا چیز ہے اور نہ ایمان کو جانتا تھا لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور کیا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس بندے کو چاہتے ہیں اس سے ہدایت کرتے ہیں اور البتہ تو اے محمدؐ راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے) مگر تم اس واقعہ کو اپنے ان مومن بھائیوں سے بیان کرو۔ تاکہ یہ تمھاری تصدیق کریں کیونکہ جبرئیلؑ نے مجھ کو تمھاری اس بات سے مطلع کر دیا ہے کہ تم سچ سچ بیان کرو گے۔ تب انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ جب ہم دشمن کے قریب پہنچے تو ہم نے اپنے جاسوس کو انکی طرف بھیجا کہ اُنکے حالات اور تعداد کو معلوم کرے اُس نے آکر ہم کو خبر دی کہ وہ ایکہزار آدمی ہیں اور ہم دو ہزار تھے اور یکایک دشمن کے ہزار آدمی شہر سے باہر نکلے اور تین ہزار آدمی اندر چھوڑے اور ہم کو خیال ہوا کہ یہ ہزار ہی آدمی ہیں اور ہم کو جاسوس نے خبر دی تھی کہ وہ باہم گفتگو کرتے تھے کہ ہم ایک ہزار آدمی ہیں اور وہ دو ہزار ہیں اور ہم ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ ہم شہر کے اندر قلعہ بند ہو جائیں تاکہ یہ لوگ ہماری لڑائی سے تنگ ہو کر واپس چلے جائیں۔ اس سبب سے ہم نے دلیری کر کے اُن پر حملہ کیا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اور دروازے بند کر لیے تب ہم نے ان کے مقابلے کے ارادے سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو انھوں نے شہر کے دروازے کھولے اور ہم بے خبر پڑے سوتے تھے اور چار شخصوں کے سوا اور کوئی نہ جاگتا تھا ایک تو زید ابن حارثہ تھا جو لشکر کے ایک طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مشغول تھا۔ اور دوسرا عبداللہ ابن رواحہ لشکر کے دوسری طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مصروف تھا۔ تیسرا قتادہ ابن نعمان دوسری طرف نماز پڑھتا اور قرآن کی تلاوت کرتا تھا ایک طرف قیس ابن عاصم نماز اور تلاوت کلام مجید میں مصروف تھا الغرض وہ لوگ اس اندھیری رات میں شہر سے نکلے اور ہم پر تیروں کا مینہ برسایا

چونکہ ان کا شہر تھا اور وہ اُس کی راہوں اور گزرگاہوں سے واقف تھے اور ہم بالکل ناواقف اور ناآشنا اس لیے ہم نہایت خائف و ترساں ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ہم مورد ہلاکت میں آپڑے اور اس شبِ تاریک میں ہم کسی طرح دشمنوں کے تیروں سے نہیں بچ سکتے کیونکہ ان کے تیر ہم کو نظر نہیں آتے اسی اثنا میں ناگاہ ہم نے دیکھا کہ قیس ابن عاصم کے مُنہ سے ایک بہت بڑی روشنی نمودار ہوئی جو جلتی آگ کی طرح روشن تھی اور دوسری طرف ایک روشنی قتادہ ابن نعمان کے مُنہ سے نمایاں ہوتی ہم کو نظر آئی جو زہرہ اور مشتری کی طرح چمک رہی تھی اور عبداللہ ابن رواحہ کے مُنہ سے ایک روشنی نکلی جو اسطرح معلوم ہو رہی تھی جیسے اندھیری رات میں ماہتاب روشن ہوا کرتا ہے اور ایک نور زید ابن حارثہ کے مُنہ سے ساطع ہوا جو آفتاب تاباں سے بھی زیادہ تر روشن ان چاروں نوروں نے ہمارے لشکرگاہ کو ایسا روشن کر دیا کہ دن سے بھی زیادہ تر روشنی وہاں پر ہو گئی اور ہمارے دشمن نہایت تاریکی میں تھے اور ہم ان کو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے۔ پس زید نے ہم کو کئی طرف تقسیم کر دیا اور ادھر اُدھر پھیلا دیا اور ہم نے ان کو گھیر لیا اور ہم ان کو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے اور ہم گویا آنکھوں والے تھے اور وہ گویا اندھے تھے۔ تب ہم تلواریں کھینچ اُن پر جا پڑے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور باقیوں کو قید کر لیا اور بعد ازاں ہم بیکھٹکے شہر میں داخل ہوئے اور جا کر انکی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان کے مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور یہ ان کی عورتیں اور بچے اور مال لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ہیں اور یا رسول اللہؐ ہم نے ان نوروں سے جو ان چار شخصوں کے مُنہ سے ظاہر ہوا عجیب تر کوئی چیز نہیں دیکھی کہ ان سے ہمارے دشمنوں پر ایسا اندھیرا چھا گیا کہ ہم ان کے قتل کرنے پر قادر ہو گئے یہ حال سُنکر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم پروردگار عالمین کا شکر ادا کرو کہ اس نے ماہ شعبان کی وجہ سے تم کو فضیلت دی اور یہ رات ماہ شعبان کی پہلی رات تھی اور رجب جو ماہ حرام ہے ختم ہو چکا تھا اور وہ نور تمھارے ان برادران ایمانی کے غرہ ماہ شعبان میں اعمال بجالانے کے باعث ظہور میں آئے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان اعمال کے وقوع میں آنے سے پہلے ان کو وہ انوار اس رات کو عطا فرمائے تھے اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ فرمایئے وہ کونسے اعمال ہیں تاکہ ہم بھی بجالائیں اور ثواب پائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ قیس ابن عاصم منقری نے ماہ شعبان کی پہلی تاریخ لوگوں کو نیکی (امر بالمعروف) کرنے کا حکم دیا اور برائی (نہی عن منکر) سے منع کیا اور ان کو خیر و صلاح کی طرف رہنمائی کی اس لیے حق تعالیٰ نے ان اعمال کے بجالانے سے پہلے اس کو اس رات وہ نور عطا فرمایا جبکہ وہ تلاوت قرآن میں مصروف تھا اور قتادہ ابن نعمان نے اپنا قرض جو

اس کے ذمے تھا ماہ شعبان کی پہلی تاریخ (دن کو) ادا کیا اس لیے خدائے جلشانہ نے اسکو اس سے پہلی
رات کو وہ نور عنایت فرمایا اور عبداللہ ابن رواحہ چونکہ اپنے والدین سے بہت نیکی کرتا تھا اس سبب سے
اس رات کو اس نیکی کا ثواب اور زیادہ مرحمت ہوا جب دن ہوا تو اس کے والدین نے اس سے کہا کہ ہم تجھے
دوست رکھتے ہیں اور تیری فلاں بیوی ہم کو بہت ستاتی ہے اور برا بھلا کہتی ہے اور ہم کو خوف ہے کہ کسی
لڑائی میں ہم کو زک پہنچے اور دشمن ہم پر غالب ہوں اور تو مارا جائے اور تیری وہ عورت تیرے مال میں ہمارے ساتھ
شریک ہو اور اس سبب سے وہ اور زیادہ ظلم و ستم ہم پر کرنے لگے اور زیادہ ضرر پہنچائے عبداللہ نے جواب دیا کہ
مجھکو پہلے سے معلوم نہ تھا کہ وہ تم پر ظلم کرتی ہے اور تم اس سے ناراض ہو اور اگر مجھکو معلوم ہوتا تو میں اس کو
طلاق دیدیتا مگر خیر اب میں اسکو طلاق دیتا ہوں اور الگ کرتا ہوں تاکہ تم اس کے شر سے بےخوف ہو جاؤ
اور یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی کہ میں اس شخص کو دوست رکھوں جس سے تم ناراض ہو اس سبب سے
حق تعالیٰ نے یہ نور اسکو عطا فرمایا اور زید ابن حارثہ جو سردار قوم اور ان سب سے افضل ہے اسکے منہ سے جو آفتاب
سے بھی زیادہ تر روشن نور طالع ہوا اس کا باعث یہ تھا کہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس سے ایک بہت بڑا
عمل صادر ہوگا۔ اس لیے حق سبحانہ نے اس کو خاص کیا اور اس عمل خیر کے باعث جو اس کے منہ سے
نور کے ساطع ہونیکا سبب ہوا اسکو اور لوگوں پر فضیلت عنایت فرمائی یہانتک کہ مسلمانوں نے اس نور کی
وساطت سے مشرکوں پر فتح پائی اور وہ عمل یہ تھا کہ جس رات اس آفتاب کی مدد سے جو اسکے منہ سے طلوع کر رہا تھا
مسلمانوں نے کافروں پر فتح پائی اسکے دن میں (روز اول ماہ شعبان) ایک شخص اسی لشکر کے منافقوں میں
سے اسکے پاس آیا (جس کا قصد یہ تھا کہ اسکے اور علیؑ ابن ابی طالب کے درمیان نزاع ڈلوا دے اور ان کے
باہمی رابطہ الفت کو فاسد کر دے) اور آکر کہنے لگا تجھ کو مبارک ہو مبارک ہو اے وہ شخص کہ اہلبیتؑ و صحابِ
رسول اللہؐ میں کوئی تیرا نظیر اور ہمسر نہیں ہے یہ تیری تلاوت قرآن اور یہ نور جسکو ہم نے تجھ سے مشاہدہ
کیا! سبحان اللہ زید نے اس سے کہا اے بندۂ خدا خدا سے ڈر اور حد سے بڑھ کر بات نہ کر اور میری
قدر و منزلت سے زیادہ میری تعریف مت کر کیونکہ اس بات سے تو مخالف خدا اور کافر ہو جائے
گا۔ اور اگر میں بھی تیری اس گفتگو کو قبول کر لوں تو میں بھی تیری طرح کا فر بن جاؤں ۔ اے بندۂ خدا
کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ان واقعات سے آگاہ کروں جو ابتدائے اسلام میں اور اس کے بعد
وقوع میں آئے یہانتک کہ حضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور فاطمہ زہراؑ کا جناب امیرالمومنین

علیؑ ابن ابی طالب کیساتھ نکاح کیا اور حسنؑ اور حسینؑ اس معصومہ کے بطن سے پیدا ہوئے اس منافق نے
کہا کہ ہاں زیدؓ نے کہا کہ جناب رسالت مآبؐ مجھ کو نہایت دوست رکھتے تھے یہاں تک کہ مجھ کو
اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ مجھ کو زیدؓ ابن محمدؐ کہتے تھے یہانتک کہ جناب امیرؑ کے گھر میں امام حسنؑ اور
امام حسینؑ پیدا ہوئے اس وقت میں نے ان دونوں حضرات کی خاطر سے آنحضرتؐ کا فرزند کہلانا پسند
نہ کیا اور جو کوئی مجھ کو آنحضرتؐ کا فرزند کہہ کر پکارتا تھا۔ میں اس سے کہتا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ
تم مجھ کو اس طرح پکارو۔ بلکہ یوں کہو کہ زید آزاد کردہ رسولؐ خدا کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں
کہ میں حسنؑ اور حسینؑ کے مشابہ ہوں اور برابر ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ حق تعالیٰ نے میرے گمان کی
تصدیق کی اور یہ آیت نازل فرمائی مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے
کسی شخص کے اندر دو دل نہیں بنائے کہ ایک دل سے تو محمدؐ و آل محمدؐ کو دوست رکھے اور انکی تعظیم کرے اور
دوسروں پر انکو فضیلت دے اور دوسرے دل سے انکے دشمنوں کو دوست رکھے اور انکو ان پر فضیلت دے
بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ جو کوئی انکے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے وہ ان سے بغض رکھتا ہے اور انکا دوست
نہیں اور جو کوئی انکے دوستوں کو انکے مساوی جانتا ہے وہ بھی ان سے بغض رکھتا ہے اور انکا دوست نہیں ہے
وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ اور جن عورتوں سے کہ تم ظہار[1] کرتے ہو اور ان
کو انہی ماؤں سے تشبیہ دیتے ہو۔ اللہ نے انکو تمھاری مائیں قرار نہیں دیا وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ
اور تمھارے متبنیٰ لڑکوں کو تمھارا بیٹا[2] نہیں کیا۔ بعد ازاں چند آیات کے بعد فرمایا وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا
كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ کتاب خدا اور اس کے فرائض میں بعض رشتہ دار بعض
رشتہ داروں سے بہ نسبت اور مومنوں اور مہاجروں کے زیادہ سزاوار اور مستحق ہیں یعنی حسنؑ اور حسینؑ
رسولؐ خدا کی نبوت کے زیادہ تر سزاوار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے نیکی اور اکرام کرو۔ یہ اولاد
کے مرتبے کو نہیں پہنچتے۔ یہ بات کتاب خدا یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تب
سے لوگوں نے مجھ کو فرزند رسول اللہؐ کہنا چھوڑ دیا اور زید برادر رسول خداؐ کہنے لگے اور لوگ ایسا ہی
کہتے تھے اور مجھ کو یہ بات بھی ناپسند تھی یہانتک کہ آنحضرتؐ نے علیؑ ابن ابی طالب کو اپنا بھائی

[1] ظہار کے معنی یہ ہیں کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تیری پشت میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔ ۱۲ مترجم
[2] بیٹا ہونا۔

بنایا اس کے بعد کسی نے مجھ کو رسولِ خدا کا بھائی نہ کہا۔ پھر زیدؓ نے اس منافق سے کہا اے بندۂ خدا زیدؓ علیؑ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ جیسے رسولِ خدا کا آزاد کردہ اس لیے تو زیدؓ کو علیؑ کا نظیر اور ہمسر مت سمجھ اور اس کے مرتبے کو علیؑ کے مرتبے سے بڑھ کر مت گمان کر ورنہ تو نصاریٰ کے مشابہ ہو گا کہ انھوں نے عیسٰیؑ کو اسکے درجہ سے بڑھ کر سمجھا اور کافر ہو گئے اس تقریر کے بعد حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ حق تعالیٰ نے اس وجہ سے وہ فضیلت عطا کی اور اس نور و ضیا سے اسکو منوّر کیا کہ اس نے علیؑ کے مرتبے کو پہچانا اور خود کو اسکی محبت میں کامل کیا مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جسنے مجھ کو اپنی خلقت کیطرف راستی کیساتھ بھیجا ہے کہ حق تعالیٰ نے زید کے اس اعتقاد کی بدولت جو نورانی مرتبہ اسکے لیے آخرت میں مہیا کیا ہے اس کے مقابلے میں وہ نور جس کو تم نے دنیا میں مشاہدہ کیا ہے نہایت ہی کمتر ہے جب زیدؓ میدانِ قیامت میں وارد ہو گا تو اس کا نور اس کے آگے پیچھے داہنے بائیں اور سر کے اوپر اور پاؤں کے نیچے کی طرف ہزار برس کی راہ تک اس کے ساتھ ساتھ چلے گا۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں اس ہزیمت کا حال بیان کروں جو ابلیس اور اسکے اعوان و انصار اور لشکریوں میں پڑتی ہے اور تمھارے ان دشمنوں کی ہزیمت سے زیادہ تر سخت ہوتی ہے انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ بیان فرمائیے۔ فرمایا مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جسنے مجھ کو خلقت کی طرف راستی کیساتھ مبعوث کیا ہے کہ جب ماہِ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو ابلیس اپنے لشکروں کو اطراف زمین اور آفاقِ عالم میں پھیلا دیتا ہے اور اُن سے کہتا ہے کہ آج تم بعض بندگانِ خدا کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو اطراف زمین و آفاق عالم میں پھیلاتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو میرے بندوں کو راستی پر لاؤ اور انکو راہ راست کیطرف رہبری کرو کہ وہ سب تمھارے ذریعہ سے سعادت حاصل کرینگے مگر ہاں جو کوئی انکار کریگا اور سرکشی اور طغیان اختیار کریگا۔ وہ ابلیس کے گروہ اور اُس کے لشکر میں سے ہو گا اور جب ماہِ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو حکمِ خدا سے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور درخت طوبےٰ کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں نیز حکمِ خدا سے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں اسکے حکم سے درختِ زقوم کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں۔ پھر ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے بندگانِ خدا یہ طوبےٰ کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں ان میں چمٹ جاؤ کہ یہ تم کو اٹھا کر جنت میں لے جائینگی اور یہ درختِ زقوم کی شاخیں لٹکی ہوئی ہیں خبردار ان سے بچنا ورنہ یہ تم کو جہنم میں لے جائیں گی

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اس روز کسی قسم کی نیکی حاصل کرتا ہے وُہ طوبےٰ کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔ اور وہ اس کو جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جو کوئی اس روز کسی قسم کی بدی کا مرتکب ہوتا ہے وُہ زقوم کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے کہ وُہ اس کو دوزخ میں لے ڈالتی ہے۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اس روز ایک سُنتی نماز بجالائے وُہ طوبےٰ کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے اور جو کوئی اس روز روزہ رکھے وہ اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی میاں بیوی یا باپ بیٹے یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں یا دو اجنبیوں میں صلح کرائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی محتاج کے قرض کو ہلکا کرے یا اسکو ادا کر دے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اپنے حساب میں غور کرے اور پُرانا قرض دیکھے کہ قرضخواہ اس سے نا اُمید ہو گیا ہو اور اس کو ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم کا کفیل ہو وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی سفیہ اور بے سمجھ آدمی کو کسی مومن کی بے عزتی کرنے سے باز رکھے۔ وُہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیٹھ کر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرے اور ان نعمتوں کے عوض میں اس کا شکریہ ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی بیمار کی عیادت کو جائے وُہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز کسی جنازے کی مشایعت کرے وُہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز اپنے والدین سے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نیکی کرے وُہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی نے اس دن سے پہلے اپنے والدین کو ناراض کیا ہو اور اُس روز انکو رضامند کرے وُہ بھی اسکی شاخ میں لٹک جاتا ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اُس روز کسی قسم کا شر یا نافرمانیٔ پروردگار بجالائے۔ وُہ درخت زقوم کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور وہ اس کو دوزخ میں پہنچائے گی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو نبیٔ برحق کر کے بھیجا ہے کہ جو کوئی نماز واجب میں کوتاہی کرے اور اسکو ضائع کرے وُہ اس (زقوم) کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی شخص کے ذمے کوئی واجبی روزہ ہو اور وہ اس کے ادا کرنے میں اس روز کمی کرے اور اسکو ضائع کرے وُہ بھی اس کی ایک شاخ

میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے پاس اس روز ایک ضعیف محتاج آدمی آکر اپنی بدحالی بیان کرے اور وہ اس شخص کے خوشحال کرنے پر بلا اپنے کسی قسم کے ضرر کے قادر ہو اور وہاں کوئی اور شخص ایسا نہ ہو جو اس کا قائم مقام ہو سکے باایں ہمہ وہ اسکو ضائع اور ہلاک ہونے دے اور اسکی دستگیری نہ کرے۔ وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کے پاس کوئی خطا کار اپنا عذر بیان کرے اور وہ اس کا عذر قبول نہ کرے اور اس کی خطا کے موافق سزا دینے پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اس پر زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیوی اور میاں یا باپ اور بیٹے یا دو بھائیوں یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں یا دو دوستوں یا دو اجنبی شخصوں میں نزاع ڈلوا دے۔ وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی تنگدست آدمی پر سختی کرے اور اسکی تنگدستی کا حال اسکو معلوم ہو اس پر بھی اس سے غیظ و غضب اور سختی کرنے میں زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے ذمے کچھ قرض ہو اور وہ قرضخواہ کے حق کو ضائع کرنا چاہے اور اس پر ظلم و تعدی کرے یہاں تک کہ اس قرض کو کالعدم کر دے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم پر ظلم کرے اور اسکو اذیت پہنچائے اور اس کا مال ہضم کر جائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی برادر ایمانی کی عزت کے درپے ہو اور لوگوں کو اس کی ہتک حرمت پر برانگیختہ کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کا ہمسایہ بیمار ہو اور وہ اسکے حق کو ضعیف و حقیر سمجھ کر اسکی عیادت کو ترک کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کا ہمسایہ مرجائے اور وہ اسکو ذلیل و حقیر جان کر اسکے جنازے کیساتھ نہ جائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ شخص سے روگردانی کرے اور اسکو ذلیل و حقیر جان کر اس پر جور و ستم کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی ماں باپ یا ان میں سے کسی کی نافرمانی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز سے پہلے عاق والدین ہو اور اس دن انکو رضامند نہ کرے حالانکہ انکے رضامند کرنے پر قادر ہو وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اسی طرح جو کوئی اور کسی قسم کی برائی عمل میں لائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس ذات کی قسم کھاتا ہوں جسنے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ جو لوگ طوبےٰ کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ شاخیں انکو اُٹھا کر جنت میں لے جاتی ہیں اور جو لوگ کہ زقوم کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ ان کو دوزخ میں لیجا کر گرا دیتی ہیں پھر حضرتؐ نے سر مبارک اُٹھا کر آسمان کی طرف نگاہ کی اور خندہ فرمایا اور خوش ہوئے اس کے بعد زمین کی طرف سر جھکایا اور نہایت ترش رُو اور چیں بہ جبیں ہوئے بعد ازاں اصحاب کی طرف

متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اُس ذات باری تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے درخت طوبےٰ کو دیکھا کہ اُس کی شاخیں بلند ہوتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہوئے ہیں ان کو جنت میں لے جاتی ہیں اور میں نے دیکھا کہ بعض شخص تو ایک شاخ میں لٹکے ہیں اور بعض طاعات و حسنات کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹکے ہیں اور میں نے زید ابن حارثہ کو دیکھا کہ وہ اس کی سب سے بڑی اور سب شاخوں پر چھائی ہوئی شاخ میں لٹکا ہوا ہے اور وہ اُس کو جنت کے بلند تر محلوں میں پہنچاتی ہے یہی دیکھ کر میں ہنسا اور خوش ہوا تھا پھر میں نے زمین کی طرف نگاہ کی میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو برحق پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ میں نے درخت زقوم کو دیکھا کہ اسکی شاخیں نیچے کو جھکتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہیں ان کو جہنم کی طرف جھکاتی ہیں اور میں نے بعض شخصوں کو دیکھا کہ وہ ایک ایک شاخ میں لٹکتے ہیں اور بعض کو دیکھا کہ اپنی برائیوں اور گناہوں کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ایک منافق کو میں نے دیکھا کہ وہ اس درخت کی سب سے بڑی شاخ میں لٹک رہا ہے اور وہ اس کو جہنم کے درجہ اسفل کیطرف جھکا رہی ہے اسی لیے میں ترش رُو اور چیں بہ جبیں ہوا تھا۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد پھر حضرتؐ نے آسمان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور دیکھ کر نہایت خورم و خورسند ہوئے پھر زمین کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور نہایت ترش رو اور چیں بہ جبیں ہوئے پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے بندگان خدا جو کچھ تمہارے پیغمبر محمدؐ نے دیکھا ہے اگر تم اسکو دیکھو تو تم بیشک اسکے لیے دنوں میں اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور اسکی خاطر راتوں کو بیدار رہو اور ان میں اپنے قدموں اور بدنوں کو سختی میں ڈالو اور اپنے مالوں کو صدقات میں خرچ کرو اور جہاد میں اپنی جانوں کو معرض تلف میں جا ڈالو یہ سنکر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اولاد اہل و عیال اور خویش و اقارب آپ پر فدا ہوں وہ کونسی چیز ہے جو حضرتؐ نے مشاہدہ فرمائی ہے۔ فرمایا مجھکو اُس ذات مقدس کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا نبی کر کے بھیجا ہے کہ میں نے طوبیٰ کی ان ٹہنیوں کو دیکھا کہ جب ہٹ کر جنت میں گئیں تو ہمارے پروردگار بزرگ و برتر کے منادی نے جنت کے خزانچیوں کو ندا دی کہ اے میرے فرشتو اے میرے فرشتو ان لوگوں کو جو آج طوبیٰ کی شاخوں میں لٹک رہے ہیں دیکھو اور نگاہ کرو کہ وہ شاخ کہاں تک پہنچتی ہے جہاں تک وہ ختم ہوتی ہے اس کے موافق اسکے اطراف کی پیمائش کر کے محل اور مکان عطا کرو اور فرشتوں نے حسب الحکم محل اور مکان عطا کیے بعض کو ہر طرف سے ہزار برس کی راہ کے موافق عطا ہوئے اور بعض کو اس سے دُگنے

اور بعض کو ان کے ایمان اور بزرگی اعمال کے موافق، تگنے اور چوگنے اور اس سے بھی زیادہ عطا کیے گئے اور میں نے دیکھا کہ تمھارے رفیق زید ابن حارثہ کو ان سب کے عطیات کے مجموعے سے ہزار گنے محل و مکانات عطا ہوئے۔ کیونکہ اسکی قوتِ ایمانی اور جلالت علمی ان سب سے اسی قدر بڑھ کر اور برتر تھی اسی لیے میں خورسند اور شاد ہوا تھا اور پھر میں نے زقوم کی شاخوں کو دیکھا کہ وہ پھر کر جہنم کی طرف گئیں اور ہمارے پروردگار کے منادی نے جہنم کے خزانچیوں کو پکارا کہ اے میرے فرشتو! تم ان لوگوں کو دیکھو جو آج زقوم کی اُن شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ان شاخوں کے سائے اور اس کے اندھیرے کی انتہا کی طرف نظر کرو جہاں پر وہ ختم ہوتا ہے اسکی پیمائش کے موافق ہر طرف میں آگ کی نشست گاہیں محل گھری جگہیں سانپ بچھو زنجیریں طوق بیڑیاں اور انواع اقسام کے عذاب و نکال اسکے لیے مہیا کرو والغرض کسی کیلئے ایک سال کی راہ کے موافق جہنم میں مذکورہ بالا عذاب کے سامان تیار ہوتے ہیں اور کسی کیلئے دو سال کی راہ کے موافق کسی کیلئے سو برس کی راہ کے موافق اور کسی کیلئے ہزار برس کی راہ کے برابر بعض کیلئے اس سے بھی زیادہ برسوں کی راہ کے برابر اور انکی کمی بیشی انکے ضعفِ ایمان اور بدعملیوں کے مراتب کے موافق ہوتی ہے اور میں نے ایک منافق کو دیکھا کہ اسکے لیے ان سب سے ہزار گنا عذاب مہیا کیا گیا ہے جو کہ اسکے کفر اور شرارت کی زیادتی کے موافق ہے اسی لیے میں ترش رو اور چین بجبیں ہوا تھا۔

اس کے بعد حضرت نے زمین کی اطراف اور گوشوں کی طرف نگاہ کی کبھی متعجب ہوتے تھے اور کبھی خائف و ترساں پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا فرمانبردار بندوں کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے ان کی کیسی تعظیم و تکریم کراتا ہے اور عذاب ہو فاسقوں اور نافرمانوں پر کہ اللہ تعالیٰ کیسے ان کو چھوڑ دیتا ہے اور انکے شیطانوں کے حوالے کر دیتا ہے مجھ کو اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جو لوگ طوبےٰ کی شاخوں میں لٹکے ہیں شیاطین ان کو ان شاخوں سے اتار لینے کیلئے کیسے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں یہ دیکھکر فرشتے اُن پر جھپٹتے ہیں اور انکو قتل کر ڈالتے ہیں اور نیچے گرا دیتے ہیں اور ان لوگوں سے ہٹا دیتے ہیں اس وقت ہمارے پروردگار کا منادی ان فرشتوں کو ندا کرتا ہے اے میرے فرشتو جو زمین میں مقرر ہو خبردار ہر ایک فرشتہ اس حد تک نگاہ کرے جہاں تک اس شاخ کی جس میں کوئی مومن لٹکا ہوا ہے ہوا پہنچتی ہے اور شیطانوں سے مقابلہ کر کے اس مومن سے پیچھے ہٹا دے۔ کیونکہ میں کوئی حصہ ان شیطانوں کے لیے اس مومن میں نہیں پاتا ہوں پس اس مومن کے پاس بعض فرشتے آئے اور شیاطین پر اسکو نصرت دی اور سرکش شیطانوں کو

اس سے ہٹا دیا اے لوگو! آگاہ ہو تم شعبان کے اُس دن کی بڑی عظمت کرو۔ علاوہ اسکے کہ تم مطلق شعبان کے مہینے کی عظمت بھی کرو کیونکہ بہت سے لوگ اس مہینے میں خدا کے سعید بندے ہوں گے اور بہت سے محروم اور بے نصیب پس تم سعیدوں میں داخل ہو اور بدبخت نہ بنو۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ

اور اپنے مردوں میں سے ۲ گواہ کرو

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ سے یہ مراد ہے کہ عادل اور آزاد مسلمانوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرو۔ پھر فرمایا کہ اُن کو گواہ کرو تاکہ انکے سبب سے اپنے دینوں اور مالوں کو بچاؤ اور اللہ کی تعلیم اور اسکی وصیت کو استعمال کرو۔ کیونکہ ان دونوں امروں کی پابندی میں نفع اور برکت ہے اور انکی مخالفت نہ کرو ورنہ تم کو ندامت لاحق ہوگی اور اس وقت ندامت سے کچھ نفع نہ ہوگا

تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی دعا قبول نہیں کرتا بلکہ اُن سے روگردانی کرتا ہے اور انکو سرزنش اور زجر و توبیخ فرماتا ہے ایک تو وہ شخص جو کسی بُری عورت کیساتھ مبتلا ہو اور وہ اسکو ایذا دیتی اور ضرر پہنچاتی ہو اور اسکی دنیا کو اسکے لیے خراب اور فاسد کرتی ہو اور اسکی آخرت کو خراب کرتی ہو اور وہ شخص دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس عورت کے پنجے سے نجات دے (اور باوجود صورت طلاق اسکو طلاق نہ دیتا ہو) اللہ تعالیٰ اسکے جواب میں ارشاد فرماتا ہے اے منکر میں نے تجھ کو خلاصی دیدی اور اسکے طلاق دینے اور اسکے پنجے سے رہائی پانیکا تجھکو اختیار دیا ہے تو اس کو طلاق دے اور اسکو اپنے سے اس طرح الگ کر دے جیسے پُرانی جراب کو پاؤں سے اتار کر پھینک دیتے ہیں دوسرا وہ شخص ہے جو کسی شہر میں رہتا ہو اور وہاں رہنے میں اسکو تکلیف ہو اور جن چیزوں کی اسکو ضرورت ہو وہاں اسکو دستیاب نہ ہوتی ہوں اور جس چیز کی وہ خواہش کرتا ہو اس سے محروم رہتا ہو اور وہ دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس شہر سے چھڑا جس میں میں رنج و وبال میں پڑا ہوں (اور وہاں سے نکلتا نہ ہو) اللہ تعالیٰ اسکو جواب دیتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھ کو اس شہر سے خلاصی دیدی اور اس سے باہر جانے کے راستے تجھ پر واضح کر دیئے ہیں اور تجھکو اس بات کی قدرت بھی عطا کی ہے پس تو کسی اور شہر میں چلا جا اور میری عافیت اور آرام میں آمد و رفت کر اور مجھ سے رزق طلب کر تیسرا وہ شخص ہے جس کو خدا نے وصیت کی ہے کہ اپنے قرض کو گواہوں اور نوشتہ سے استوار اور پختہ کرے اور اس نے اس وصیت پر عمل نہ کیا ہو۔ اور اپنا

مال بلاتمسک اور وثیقہ تحریر کرائے کسی غیر معتبر شخص کو دیدیا ہو اور وُہ اس سے منکر ہوگیا ہو، اور اس کے مال کو ضبط کرلیا ہو تب وُہ قرضخواہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار میرا مال مجھ کو واپس کر اللہ تعالیٰ اُس کو جواب دیتا ہے اے میرے بندے میں نے تجھ کو تیرے مال کے استوار کرنے کا طریقہ تعلیم کیا تھا تاکہ وُہ محفوظ رہے اور قرضدار اس سے متعرض نہ ہو اور وُہ تلف نہ ہو مگر تُو نے اس طریق کو اختیار نہ کیا اب تُو مجھ سے دعا کرتا ہے۔ حالانکہ خود تُو نے ہی اپنے مال کو ضائع اور تلف کیا ہے اور میری وصیت کی مخالفت کی ہے اب میں تیری دُعا کو قبول نہیں کرتا۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے بندگانِ خدا خبردار اللہ تعالیٰ کی وصیت پر عمل کرو، اور فلاح و نجاح حاصل کرو اور اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ نادم اور پشیمان ہوگے۔

پھر فرمایا اے لوگو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی جان اور قرضوں اور مالوں کی گواہوں کے ذریعے حفاظت کرو اسی طرح اسنے ہر ایک بندے پر اسکے پیچھے سے نگہبان اور محافظ مقرر کیے ہیں اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان قائم کئے ہیں جو خدا کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اسکے اعمال اقوال الفاظ اور اسکے آنکھ بھر دیکھنے کی نگہبانی کرتے ہیں اور جن جن مقاموں پر وُہ جاتا ہے پس وہ ان مقامات میں اس کے پروردگار کے گواہ ہیں جو اس شخص کے موافق یا مخالف گواہی دینگے اور رات دن اور مہینے بھی گواہ ہیں جو اسکے موافق یا مخالف شہادت دینگے اور تمام بندگانِ مومن بھی اس کے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دینگے اور اسکے محافظ فرشتے جو اس کے اعمال کے کاتب ہیں وہ بھی اس کے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دینگے الغرض قیامت کے دن بعض لوگ تو ان گواہوں کے موافق گواہی دینے سے سعادتمند اور کامگار ہونگے اور بعض لوگ انکی مخالف شہادت سے بدبخت اور ناکام ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں اور کنیزوں کو ایک ہی زمین پر مبعوث کریگا اور ان کی نظر کو تیز کریگا اور پکارنے والے کی آواز انکو سنائیگا اور راتوں اور دنوں کو محشور کریگا اور مقامات اور مہینے بندوں کے اعمال پر گواہی دینگے جس نے نیک اعمال کئے ہونگے اس کے اعضا اور اس کے مقامات اور اس کے مہینے اور سال اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں اور دن اس کے موافق گواہی دینگے اور وہ انکی شہادت سے سعادتِ ابدی سے بہرہ ور ہوگا اور جس نے بُرے اعمال کیے ہونگے اسکے اعضا اور مقامات اور اسکے مہینے اور سال اور گھڑیاں اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں اور دن اس کے

برخلاف گواہی دینگے اور وہ ان کی گواہی سے شقاوتِ ابدی میں گرفتار ہوگا۔ اے بندگانِ خدا آگاہ ہو روزِ قیامت کے لیئے عمل کرو اور اس دن کے واسطے جو روزِ جمع اور یومِ تناد ہے توشہ اور سامان مہیا کرو۔ اور گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو عمل میں لانے سے نجات کی اُمید ہوسکتی ہے۔ پس جو کوئی ماہ رجب و شعبان کی حرکت کو پہچانے گا اور انکو ماہِ رمضان سے جو خدا کا بزرگ مہینہ ہے وصل کریگا تو قیامت کے دن یہ مہینے اسکے حق میں شہادت دینگے اور چونکہ اس نے ان مہینوں کی تعظیم کی ہے اس لیئے وہ اسکے گواہ ہونگے اور ایک منادی ندا کریگا کہ اے رجب اے شعبان اے ماہ رمضان اس بندے نے تم میں کیسے اعمال کئے تھے اور یہ بندہ کیسی طاعت خدا بجا لاتا تھا۔ اسوقت رجب اور شعبان اور رمضان کے مہینے عرض کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار اس بندے نے ہم سے تیری طاعت کی استعانت اور تیرے اسباب فضل کی طلب امداد کا سامان حاصل کیا ہے اور اپنے مقدور کے موافق تیری رضامندی کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق تیری محبت کا ذکر کیا ہے۔ تب اُن فرشتوں کو جو ان مہینوں پر موکل ہونگے خطاب ہوگا کہ اے فرشتو یہ مہینے جو اس بندے کی بابت شہادت دیتے ہیں تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار رجب شعبان اور ماہ رمضان نے سچ کہا ہم نے بھی دیکھا ہے کہ تیرا بندہ تیری طاعت میں سرگرم اور مصروف اور تیری رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہتا تھا اور نیکی اور احسان کو عمل میں لاتا تھا اور ان مہینوں کے آنے سے نہایت خوش ہوتا تھا ان میں تیری رحمت کیطرف متوجہ ہوتا تھا اور تیرے عفو اور مغفرت کو ان میں نگاہ رکھتا تھا اور جن امور سے تُو نے اسکو منع کیا تھا اُن سے باز رہتا تھا اس نے اپنے پیٹ اور شرمگاہ اور کان آنکھ اور باقی اعضا کا روزہ رکھا ان کے دنوں میں تیری عبادت کے لیئے نکلا اور راتوں کو نماز میں کھڑا رہا اور ان مہینوں میں فقیروں اور مسکینوں پر بہت اچھی طرح مصاحبت رکھی اور نہایت پسندیدہ طور پر ان کو وداع کیا انکے ختم ہونے پر بھی تیری طاعت پر قائم رہا کرتا تھا اور تیری حرمتوں کی پردہ دری نہیں کرتا تھا الغرض یہ تیرا بہت اچھا بندہ ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیئے جنت میں لے جانے کا حکم فرمائے گا اور فرشتگانِ خدا بخشش و کرامات الٰہی لے کر اس سے ملاقات کرینگے اور نور کے ناقوں اور برق کے گھوڑوں پر اس کو اُٹھائیں گے اور وہ ایسی نعمتوں میں داخل ہوگا جو کبھی ختم اور تمام نہ ہونگی اور وہاں کے رہنے والے کبھی وہاں سے نکالے نہ جائینگے اور وہاں کے جوان کبھی ادھیڑ اور وہاں کے بچے کبھی بوڑھے نہ ہونگے اور وہاں کی خوشیاں اور نعمتیں

کبھی ختم نہ ہوں گی اور وہاں کی نئی چیزیں پرانی نہ ہونگی اور وہاں کی خوشی کبھی غم سے تبدیل نہ ہوگی وہاں کے رہنے والوں کو وہاں پر کسی قسم کی سختی اور تکلیف محسوس نہ ہوگی اور نہ کسی طرح کی خستگی اور تکان معلوم ہوگی اور وہ عذاب سے امن میں اور سختی عذاب اور کراہت آمد و رفت و قیام سے محفوظ و مصئون رہیں گے۔

قولہٗ عزّوجلّ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ اور اگر گواہی کیلئے دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونی چاہئیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں جب وہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں تو ان کی شہادت پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آنحضرتؐ آیت وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ اس کے ضمن میں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں مردوں سے مراد آزاد مرد ہیں نہ کہ غلام کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غلاموں سے اپنے آقاؤں کی خدمت میں مشغول رہنے کے باعث بار شہادت اٹھانے اور ان کے ادا کرنے کی تکلیف سے بری کر دیا ہے اور گواہ تم مسلمانوں میں سے ہونے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عادل مسلمانوں کو یہ شرف عطا کیا ہے کہ انکی شہادتیں قبول کی جاتی ہیں اور ان کے عالم آخرت میں وارد ہونے سے پہلے یہ شرف بزرگی اور ثواب دنیوی ان کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی اثنا میں ایک عورت وہاں آئی اور حضرتؐ کے سامنے کھڑی ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں عورتوں کی طرف سے آپکی طرف ایلچی بن کر حاضر خدمت ہوئی ہوں جس عورت کو میرے اس آپکی خدمت میں حاضر ہونے کا حال معلوم ہوگا وہ اس حال کو سن کر نہایت خوش ہوگی یا رسول اللہؐ۔ اللہ تعالیٰ تمام مردوں اور عورتوں کا پروردگار ہے اور سب مردوں اور عورتوں کا خالق ہے اور کل مردوں اور عورتوں کا رازق ہے اور آدمؑ سب مردوں اور عورتوں کا باپ ہے اور حواؑ سب مردوں اور عورتوں کی ماں ہے اور حضرتؐ سب مردوں اور عورتوں کی طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ شہادت اور میراث میں دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر رکھا گیا ہے حضرتؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ اے عورت یہ اس بادشاہ عادل و حکیم کا حکم ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ کسی پر بیجا مشقت و رنج ڈالتا ہے جو چیز کہ اسنے تم سے روک رکھی ہے اس سے اسکو کچھ نفع نہیں اور جو کچھ اسنے دیا ہے اس سے اسکو کچھ نقصان نہیں لیکن اے عورت چونکہ اسکو معلوم ہے کہ تمہارا دین اور عقل دونوں

عورتوں کی گواہی

ناقص ہیں اس لیے وہ اپنے علم کے موافق تدبیر کرتا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ فرماتیے ہمارے دین میں کیا نقص ہے فرمایا کہ تم میں سے بعض عورتیں اپنے آدھے زمانے میں بیٹھی رہتی ہیں اور حیض کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتیں اور تم لعنت ملامت بہت کرتی ہو اور قوم کی ناشکری اور کفران نعمت کرتی ہو ایک عورت کسی مرد کے پاس دس برس یا زیادہ مدت تک رہتی ہے کہ وہ اس سے نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے اسکو مالامال کرتا ہے جب کبھی کسی دن وہ مرد تنگدست ہو جاتا ہے تو وہ اس سے لڑنے لگ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی کسی قسم کی بھلائی نہیں دیکھی پس جس عورت کی عادت اس قسم کی نہ ہو اسکو جو اس طرح کا نقصان اسکے امتحان اور آزمائش کے لیے پہنچے اسکو چاہیئے کہ صبر کرے اللہ تعالیٰ اس صبر کے عوض میں اسکو ثواب عظیم عطا فرمائے گا پس تو خوش ہو پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی بدعمل مرد ایسا نہیں ہے جس سے بدعمل عورت زیادہ تر بدعمل نہ ہو اور کوئی نیکوکار عورت ایسی نہیں ہے جس سے نیکوکار مرد زیادہ تر نیک اور افضل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو مرد کے برابر نہیں کیا سوائے فاطمہؑ کے کہ اسکو علیؑ کے برابر اور اس سے ملحق کیا ہے جو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ کا بھی ایسا ہی حال ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو انہیں دو افضل اور اکرم شخصوں (علیؑ و فاطمہؑ) کیساتھ ملحق کیا جبکہ ان کو مباہلہ میں داخل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کو محمدؐ اور علیؑ کیساتھ شہادت میں شامل کیا اور حسنؑ اور حسینؑ کو ان سب کیساتھ ملحق کیا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے فَمَنۡ حَآجَّكَ فِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَكُمۡ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ۝ یعنی اے محمدؐ جو کوئی کہ تجھ کو عیسیٰؑ کے باب میں بعد اسکے کہ علم تیرے پاس آچکا ہے مباحثہ کرے تو تو اس سے کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر ہم بہ تضرع و زاری دعا مانگیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

اس موقع پر بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ تھے کہ حضرتؐ ان کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور دونوں کو دو شیر بچوں کی طرح اپنے سامنے بٹھایا تھا اور عورتوں میں فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کو ساتھ لائے تھے اور ان کو مثل شیرنی کے اپنے پیچھے بٹھایا تھا اور نفسوں کی جگہ علیؑ ابن ابی طالب کو ہمراہ لائے تھے اور ان کو شیر کی طرح اپنے دائیں طرف بٹھایا تھا اور خود بمنزلہ ایک شیر کے بیچ میں مقیم ہوئے اور اہل نجران سے

ذکر مباہلہ و فضیلت اہل بیت علیہم السلام

پارہ ۳ سورۃ آل عمران ع ۶

ارشاد فرمایا کہ اے اہل نجران آؤ مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ بعد ازاں حضرتؐ نے علیؑ کی طرف اشارہ کر کے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا یہ میرا نفس ہے اور وُہ میرے نزدیک میرے نفس کے برابر ہے پھر فاطمہؑ کی طرف اشارہ کر کے عرض کی اے خدا یہ وہ عورت ہے جس کو تُو نے نساءنا کے لفظ سے ممتاز فرمایا ہے جو تمام عالم کی عورتوں سے افضل ہے پھر حسنینؑ کی طرف اشارہ کر کے جناب باری میں عرض کی اے خُدا یہ دونوں میرے بیٹے اور نواسے ہیں جس سے یہ سب لڑائی کریں میں بھی اُس سے لڑتا ہوں اور جس سے صُلح کریں مَیں بھی اس سے صُلح کرتا ہوں۔ القصہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے صادقوں کو کاذبوں سے متمیز اور جُدا کیا کہ محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو سب سچوں سے زیادہ سچا اور تمام مومنوں سے بہتر قرار دیا۔ محمدؐ تو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور علیؑ نفس محمدؐ ہے اور اس کے بعد تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور فاطمہؑ تمام عالم کی عورتوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ بہشت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں سوا دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰؑ ابن مریمؑ اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کا قصہ اس طرح سے ذکر فرماتا ہے فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ط یعنی حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا کہ تم اس سے دریافتِ حال کرو یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص سے کیونکر کلام کریں جو ابھی بچہ ہے اور گہوارے میں پڑا ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کے قول کو ذکر کرتا ہے۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا الخ یعنی عیسیٰؑ نے گہوارے میں پڑے ہوئے ان یہودیوں کو جواب دیا کہ مَیں خُدا کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (انجیل) عطا فرمائی ہے اور مجھ کو پیغمبر بنایا ہے اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے قصہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ٥ یعنی اے زکریاؑ ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰؑ ہے۔ بیان کر کے ارشاد فرماتا ہے یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّاٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا یعنی اے یحییٰؑ میری کتاب کو مضبوط کر کے پکڑ اور ہم نے اس کو بچپن میں حکمت (کہ وہ توریت اور احکام دین کا سمجھنا تھا) عطا کی۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حکمت کا باعث تھا کہ بچپن میں جب اور بچوں نے یحییٰؑ سے کہا کہ آؤ کھیلیں یحییٰؑ نے جواب دیا کہ واہ خدا کی قسم ہم کھیلنے کیواسطے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ہم ایک امر عظیم میں

۴ ہو کہا اس سے پہلے کوئی شخص ایسا مخلوق نہیں ہوا جس کا نام یحییٰ رکھا گیا ہو بعد ازاں اور قصہ یحییٰ

سعی و کوشش کرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ قصہ یحییٰؑ میں ارشاد فرماتا ہے وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے مہربانی عطا کی کہ وہ اپنے والدین اور ہمارے باقی بندوں پر مہربانی اور رحم کرتا تھا وَزَکٰوةً اور ہم نے اس کو اس پر ایمان لانے والوں اور اسکی تصدیق کرنے والوں کے لیے باعثِ طہارت و پاکیزگی بنایا وَکَانَ تَقِیًّا اور وہ متقی اور پرہیزگار تھا کہ بدیوں اور گناہوں سے پرہیز کرتا تھا وَبَرًّا بِوَالِدَیْهِ اور اپنے والدین کیساتھ نیکی کرنیوالا اور اُن کا مطیع فرمان تھا وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا اور سرکش اور نا فرمان نہ تھا کہ غضب میں آ کر قتل کرے اور غضب کی حالت میں مارے بلکہ خدا کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس نے خطا نہ کی ہو یا خطا کا قصد نہ کیا ہو سوائے یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اس نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ بعد ازاں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا اور اس پر ہمارا اسلام ہے جس روز وُہ پیدا ہوا اور جس روز کہ وُہ مریگا اور جس روز کہ وہ زندہ کر کے اُٹھایا جائیگا نیز قصہ یحییٰ علیہ السلام میں فرماتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ اُس وقت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دُعا کا قبول کرنیوالا ہے یعنی جبکہ زکریاؑ نے مریمؑ کے پاس گرمی کے موسم میں سردی کے میوے اور سردی کے موسم میں گرمی کے میوے دیکھے تو اس سے پُوچھا کہ اے مریمؑ اَنّٰی لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ٥ یہ میوے تیرے پاس کہاں سے آئے۔ مریمؑ نے جواب دیا کہ خدا کے پاس سے البتہ خدا جس کو چاہتا ہے بحساب رزق عطا فرماتا ہے اور زکریاؑ کو یقین ہوا کہ وُہ اللہ کی طرف سے ہیں کیونکہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اُس وقت اپنے دل میں کہا کہ جو خدا اس بات پر قادر ہے کہ مریمؑ کو گرمی میں سردی کے میوے دیتا ہے اور سردی میں گرمی کے میوے۔ وُہ البتہ اس امر پر قادر ہے کہ مُجھ کو بیٹا عطا کرے اگرچہ مَیں بُوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تب زکریاؑ نے دُعا کی رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دُعا کو قبول کرنیوالا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ زکریاؑ کی دُعا کے قبول ہونے کا ذکر فرماتا ہے۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ

پارہ ۳
سورۂ آل عمران
ع ۴

اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا ۔ پس فرشتوں نے زکریاؑ کو آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ کلمہ خدا یعنی عیسیٰؑ کی تصدیق کریگا اور طاعتِ خدا میں سردار اور رئیس ہوگا اور حصور ہوگا یعنی کبھی عورتوں کے نزدیک نہ جائیگا۔ وَنَبِیًّا مِّنَ الصَّالِحِیْنَ اور نبی نیکوں سے پیدا ہونیوالا ہوگا۔

اور امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ یحییٰؑ نے جو عیسیٰؑ کی پہلی دفعہ تصدیق کی ہے اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ مریمؑ کے حجرے میں زکریاؑ کے سوا اور کوئی شخص نہ جاتا تھا وہی سیڑھی لگا کر وہاں چڑھا کرتے تھے۔ جب وہاں سے اترتے تو قفل لگا جاتے اور ہوا کے آنے کے لیے ایک چھوٹا سا سوراخ کھول جایا کرتے تھے۔ جب زکریاؑ کو معلوم ہوا کہ مریمؑ حاملہ ہے تو وہ نہایت غمگین ہوتے اور دل میں کہا کہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اور یہ حاملہ ہوگئی ہے۔ اب بنی اسرائیل مجھ کو رسوا کرینگے اور وہ یہی جانیں گے کہ وہ مجھ ہی سے حاملہ ہوئی ہے اور یہ سارا حال اپنی بیوی سے جا کر بیان کیا اس نے کہا کہ اے زکریاؑ کچھ خوف نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ نیک ہی سلوک کریگا۔ مریمؑ کو میرے پاس لا تاکہ میں اسکو دیکھوں اور اس سے اسکا حال دریافت کروں الغرض زکریاؑ مریمؑ کو اپنی بیوی کے پاس لائے اور اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کو اس سوال کے جواب دینے کی تکلیف سے بچایا۔ جب مریمؑ اپنی بڑی بہن مریم کبریٰ زوجہ زکریاؑ کے پاس آئیں تو مریم کبریٰ اپنی چھوٹی بہن مریم صغریٰ کی تعظیم کے لیے کھڑی نہ ہوئیں اس وقت یحییٰؑ نے جو ماں کے پیٹ میں تھے اپنے ہاتھ سے پیٹ میں اشارہ کیا اور اس کو مضطرب کیا اور قدرتِ خدا سے پکارے کہ اے ماں زنانِ عالم کی سردار تیرے پاس آتی ہے جس کے پیٹ میں مردانِ عالم کا سردار ہے اور تو اسکی تعظیم کیلئے کھڑی نہیں ہوتی اور اپنی ماں کو حرکت میں لائے اور وہ مریمؑ کی تعظیم کو کھڑی ہوگئی اور یحییٰؑ نے ماں کے پیٹ میں عیسیٰؑ کو سجدۂ تعظیمی کیا یہ پہلا موقع تھا کہ یحییٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کی پس قولِ رسولؐ خدا سے یہی مراد ہے جو انھوں نے حسنؑ اور حسینؑ کے باب میں فرمایا کہ وہ دونوں جوانانِ بہشت کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰؑ اور یحییٰؑ کے۔

پھر جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار شخصوں عیسیٰؑ اور یحییٰؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو سنِ طفولیت میں اپنی حکمت عطا کی ہے اور انکو صدق کے سبب کاذبوں سے جدا کیا ہے۔

اور اپنے زمانہ میں سب صادقوں سے افضل قرار دیا ہے اور ان کو بالغ اور صاحبِ فضیلت مردوں کے ساتھ شامل کیا ہے اور فاطمہؑ کو سب صادقوں سے افضل گردانا ہے جبکہ صادقوں کو کاذبوں سے جدا کیا اور علیؑ کو نفسِ رسولؐ اللہ کیا اور محمدؐ رسولؐ اللہ کو اپنی تمام مخلوقات سے بہتر قرار دیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے اپنے واسطے چند چیزوں کو منتخب کیا ہے بعض مقاموں اور بعض راتوں اور بعض دنوں اور بعض مہینوں اور بعض بندوں کو انتخاب فرمایا ہے پھر ان منتخب اشیاء میں سے بھی انتخاب کیا ہے مقامات میں سے تو مکہ مدینہ اور بیت المقدس کو منتخب کیا ہے اور میری اس مسجد (مسجدِ نبویؐ) میں ایک نماز پڑھنا ہزار نمازوں سے بہتر ہے جو سوائے مسجد الحرام اور بیت المقدس کے اور مسجدوں میں پڑھی جائیں اور راتوں میں شب جمعہ اور شب نصف شعبان (ماہ شعبان کی پندرھویں رات) اور شبِ قدر اور شب عید کو برگزیدہ کیا ہے اور دنوں میں روزِ جمعہ اور روزِ عید کو منتخب فرمایا ہے اور مہینوں میں سے رجب۔ شعبان اور ماہِ رمضان کو پسند فرمایا ہے اور بندوں میں سے بنی آدمؑ کو برگزیدہ کیا اور بنی آدمؑ میں سے جن کو منتخب کیا ہے وہ گویا ہیں جن کو اس نے بخوبی معلوم کر لیا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوق کو برگزیدہ کیا تو بنی آدمؑ کو برگزیدہ کیا پھر بنی آدمؑ میں سے عرب کو انتخاب فرمایا پھر عرب میں سے قبیلہ بنی مضر کو منتخب کیا پھر بنی مضر میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو پھر بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور میرے اہلبیت کو منتخب فرمایا پس جو کوئی عرب کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے اور جو کوئی عرب سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے اور ان سے بھی بغض رکھتا ہے اور حق تعالیٰ نے مہینوں میں سے رجب۔ شعبان اور ماہِ رمضان کو منتخب فرمایا ہے۔ پس ماہِ شعبان سوائے ماہِ رمضان کے باقی سب مہینوں سے افضل ہے اور ماہ رمضان شعبان سے بھی افضل ہے اور اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان میں اپنی رحمت کو اور مہینوں کی نسبت ہزار گنی نازل فرماتا ہے اور قیامت کے دن ماہِ رمضان نہایت پسندیدہ صورت میں محشور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو ایک قلعہ پر مقیم کریگا کہ تمام اہلِ محشر اس کو دیکھ سکیں گے پھر حکم سے اس کو بہشتی لباس اور خلعت اور انواع و اقسام کے سندس اس قدر پہنائے جائیں گے کہ وہ اس قدر عظیم ہو جائیگا کہ آنکھ اسکو خوب طرح دیکھ نہ

سکے گی اور کان اُس کی مقدار کے علم کو سُن نہ سکے گا اور کوئی دل اس کے کنہ (حقیقت) کو معلوم نہ
کر سکے گا پھر وسطِ عرش سے ایک مُنادی کو ندا کرنے کا حکم ہوگا اور وہ ندا کریگا اے گروہائے خلائق
کیا اِس کو نہیں پہچانتے تمام مخلوق جواب دیگی اے ہمارے پروردگار کی طرف سے پکارنے والے لبیک و
سعدیک ہم اسکو نہیں پہچانتے تب وہ منادی کہے گا کہ یہ ماہِ رمضان ہے بہت سے تو تم میں سے اس
کے سبب سعید اور نیک بخت ہوگئے ہیں اور بہت سے اسکے باعث بدبخت اور شقی بن گئے ہیں آگاہ ہو
تمام مومن جو اس مہینے میں طاعتِ خدا بجالا کر اسکی تعظیم کرتے تھے وُہ اس کے پاس آئیں اور ان خلعتوں سے
اپنا اپنا حصہ لے لیں اور اس مہینے میں طاعتِ خدا بجالانے اور اس میں سعی کرنیکے موافق ان کو آپس میں تقسیم
کر لیں۔ یہ ندا سُن کر تمام مومن جو اس مہینے میں طاعتِ خدا میں مصروف رہے ہونگے اسکے پاس آئیں
گے اور ان خلعتوں کو اپنی زندگانی دُنیا میں طاعتِ خُدا بجالانے کے موافق لے لیں گے ان میں سے بعض
کو تو ہزار خلعت ملیں گے بعض کو دس ہزار بعض کو اس سے زیادہ اور کم۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی کرامتوں
سے مشرف فرمائیگا اُس وقت ایک قوم اپنے دلوں میں یہ خیال کر کے کہ ہم بھی تو اللہ پر ایمان رکھنے اور
اِسکی وحدانیت کے قائل تھے اور اس مہینے کی فضیلت کے مُقر (اقراری) تھے ان خلعتوں کو لیں گے اور
پہن لینگے۔ تب وُہ خلعت انکے بدنوں پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیراہن ہو جائیں گے اور ہر ایک شخص پر ان
کپڑوں کے تاروں کی شمار کے موافق افعی اور بچھّو اور سانپ نکلیں گے اور ان لوگوں نے اپنے گناہوں
کی تعداد کے موافق ان کپڑوں کی مختلف تعداد لی ہوگی جس کے گناہ بہت عظیم ہونگے اس کے کپڑوں کی تعداد
بھی زیادہ اور وہ ان کے بدنوں پر اسکی نسبت زیادہ بھاری معلوم ہونگے جیسے کمزور ضعیف شخصوں پر
اُونچے پہاڑ گراں بار معلوم ہوتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے نہ مرنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو وہ اس بوجھ
اور عذاب کے نہایت کمتر حصے سے بھی مر جاتے پھر ان لوگوں پر قطران کے ان پیراہنوں کی تاروں اور
آگ کے ٹکڑوں کی تعداد کے موافق افعی اور سانپ اور بچھّو اور آگ کے درندوں میں سے شیر اور چیتے اور
کُتے نکلیں گے اور افعی اور سانپ اُنکو ڈسیں گے اور بچھّو کاٹیں گے اور شیر پھاڑیں گے اور چیتے اور کتے
اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں گے۔ تب وہ لوگ فریاد کرینگے افسوس یہ کیا ہوا یہ کپڑے تو سندس اور استبرق کے اور
جنّت کے نہایت عمدہ اور نفیس لباسوں میں سے تھے ہم پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیراہن
کیوں بن گئے اور یہی خلعت ان لوگوں (مومنوں) پر نہایت فاخرہ لباس معلوم ہوتے ہیں۔

اور وُہ ان میں لذّت پا رہے ہیں اور چین کر رہے ہیں اُس وقت اُنکو کہا جائیگا کہ اس کا باعث یہ ہے
کہ یہ لوگ ماہِ رمضان میں خدا کی اطاعت کرتے تھے اور تم سرکشی اور نافرمانی عمل میں لاتے تھے
یہ عفیف اور پاکیزہ رہتے تھے اور تم زنا کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے، اور
تم دلیری اور جرأت کرتے تھے۔ یہ چوری سے بچتے تھے اور تم چوری کرتے تھے یہ بندگانِ خدا پر ظلم
کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور تم لوگوں پر ظلم و ستم کرتے تھے پس یہ ان کے نیک عملوں کے نتیجے ہیں
اور یہ تمھارے بدفعلوں کے نتیجے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ اس میں کبھی بڈھے ہونگے نہ ادھیڑ اور
نہ کبھی وہاں سے تبدیل کئے جائیں گے اور نہ کبھی وہاں سے خارج ہونگے اور وہ کبھی قلق و غم میں مبتلا نہ ہونگے
بلکہ ہمیشہ اس میں مسرور اور خوشحال اور فرحناک اور با امن اور مطمئن رہیں گے اور انکو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا
اور وہ کبھی محزون و مغموم نہ ہونگے اور تم ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مُبتلا رہو گے اور اس میں ذلیل و خوار ہو گے اور
اس طبقہ نیران سے طبقہ زمہریر کی طرف منتقل ہو گے اور دوزخ کے گرم پانی میں ڈبوئے جاؤ گے اور اس کا زقوم
تم کو کھلایا جائیگا اور اسکے کوڑوں سے تم کو خوب مارا جائیگا اور وہاں کے انواع و اقسام کے عذابوں سے تم کو سزا دی جائیگی اور
تم ابد الآباد تک نہ تو اس میں کبھی زندہ ہو گے اور نہ کبھی مرو گے آگاہ ہو کہ تم میں سے جس کسی سے پروردگار عالمین کی
رحمت ملحق ہوگی وُہ محمدؐ افضل انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی شفاعت سے عذابِ الیم اور نکالِ شدید کے بعد جہنم سے نجات
پا جائیگا بعد ازاں جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا اے بندگانِ خدا وہاں بہت سے لوگ وہ ہونگے
جو عبادتِ ماہِ شعبان کے سبب سعید اور نیک بخت ہونگے اور بہت سے وہاں ایسے ہونگے جو اسکے سبب بدبخت ہونگے
کیا میں تم کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مثال سے اطلاع دُوں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں مطلع فرمائیے۔ تب
حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ کی مثال تمام بندوں میں ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہِ رمضان اور تمام
بندوں میں آلِ محمدؐ کی مثال ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہِ شعبان اور آلِ محمدؐ میں علیؑ ابن ابی طالب
ماہِ شعبان کے افضل شب و روز کی مانند ہے کہ وُہ نصف ماہِ شعبان کی رات اور دن ہے یعنی پندرھویں
رات اور پندرھواں دن اور آلِ محمدؐ کی نسبت باقی مومنین ایسے ہیں جیسے ماہِ شعبان کی نسبت ماہ
رجب اور اللہ کے نزدیک درجہ بدرجہ اور طبقہ بہ طبقہ ہیں جو کوئی ان میں سے طاعتِ خدا کے بجالانے
میں زیادہ سعی و کوشش کرتا ہے وُہی اُنکی نسبت آلِ محمدؐ سے زیادہ تر قریب ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کیا تم چاہتے
ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جسکو اللہ تعالیٰ نے آلِ محمدؐ سے ایسی نسبت دی ہے جیسے

ماہِ رجب کے ابتدائی دنوں کو ماہِ شعبان کے ابتدائی دنوں سے نسبت ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ ہاں مطلع فرمائیے فرمایا وُہ ایسا شخص ہے کہ عرشِ خدا اس کے مرنے سے حرکت میں آئیگا اور اس کے آنے سے آسمانوں کے فرشتے نہایت خوش ہونگے اور میدانِ قیامت اور جنّت میں اس قدر فرشتے اس کے خدمتگار ہونگے جن کی تعداد تمام اہلِ دُنیا سے جو اوّل دُنیا سے لیکر آخر دُنیا تک ہونگے ہزار گنی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس دُنیا میں اسکو نہ مارے گا جبتک کہ اسکو اور اسکے ساتھی اور اسکے دوست اور برادرِ ایمانی کو جو آلِ محمدؐ کی تعظیم و تکریم کے باب میں اس کا ممد و معاون ہے اِس کے دشمنوں اور مخالفوں کی طرف سے مطمئن اور خوش دل نہ کرے صحابہ نے عرض کی کہ وُہ شخص کون ہے فرمایا یہ وُہ شخص ہے جو غضب و غصّہ کی حالت میں تمھاری طرف آرہا ہے تم اس سے اسکے غضبناک ہونیکی وجہ دریافت کرنا اس کا غضب آلِ محمدؐ خاص کر علیؑ ابنِ ابی طالب کی خاطر ہوگا جب اُنھوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنا تو اپنی گردنیں اُٹھائیں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھنے لگے ناگاہ اوّل ہی اوّل جو شخص انکی طرف آیا وہ سعدؓ ابن معاذ تھا اور وُہ غیظ و غضب میں بھرا ہُوا تھا جب وہ سامنے آیا اور آنحضرتؐ نے اسکو دیکھا تو فرمایا اے سعدؓ جس سبب سے تو غضبناک ہوا ہے اسی سبب سے اللہ تعالیٰ بھی نہایت غضبناک ہے۔ اب اپنے غضبناک ہونے کی وجہ بیان کر اور حالتِ غضب میں جو تُو نے کہا ہے اس کو میرے سامنے ذکر کر۔ پھر میں تجھ کو بتاؤں کہ فرشتوں نے اس شخص سے کیا کہا ہے جسکو تُو نے کہا ہے اور ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ عرض کیا ہے اور اس نے انکی درخواست کو قبول فرمالیا ہے۔ تب سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اُس وقت چند انصار میرے پاس موجود تھے کہ ان میں سے دو شخص باہم جھگڑ پڑے اور ان میں سے ایک شخص میں میں نے نفاق کو محسوس کیا اور ان میں دخل دینا مجھ کو بُرا معلوم ہوا کہ مُبادا ان کا شر کہیں بڑھ نہ جائے اور میں نے چاہا کہ وُہ دونوں لڑائی سے باز آجائیں اور صُلح کرلیں مگر وہ باز نہ آئے اور انکی شرارت اور زیادہ ہوگئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں نے ایک دوسرے پر تلواریں کھینچ لیں اور ہر ایک اپنی اپنی تلوار اور ڈھال[۲] پر روکتا رہا اور میں نے اِس خوف سے ان میں دخل دینا پسند نہ کیا کہ کہیں کسی کا ہاتھ غلطی سے مجھ پر نہ پڑ جائے اور میں نے اپنے دل میں دُعا کی کہ اے خُدا ان دونوں میں سے جو کوئی محمدؐ و آلِ محمدؐ کو زیادہ تر دوست رکھتا ہے تو اسکی امداد کر القصّہ وُہ دونوں لڑتے رہے اور کسی ایک نے دوسرے پر قابو نہ پایا یہاں تک کہ

۲ سنبھال لی اور باہم لڑتے اور وار کرتے رہے اور ہر ایک اپنے حریف کی تلوار کے وار کو اپنی ڈھال

حضرتؐ کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب وہاں آنکلے تب میں نے چیخ کر ان دونوں سے کہا کہ یہ علیؑ ابن ابی طالب موجود ہیں اور تم اُن کی تعظیم نہیں کرتے اُن کی عزت کرو اور ایک دُوسرے سے الگ ہٹ جاؤ کیونکہ یہ رسُولِ خداؐ کے بھائی اور آلِ محمدؐ میں سب سے افضل ہیں ایک شخص نے جب میری یہ بات سُنی اپنی تلوار اور ڈھال ہاتھ سے پھینک دی مگر دوسرے نے میری اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی اور اپنے رفیق کے گردن جھکا لینے اور میری بات ماننے کے سبب اسکو اپنی تلوار سے ٹکڑے کر ڈالنے پر قابو پایا اور اسکو بائیس زخم لگا دیئے اور یہ حال دیکھکر میں اس شخص پر نہایت غضبناک ہوا اور اس حادثہ سے نہایت غمگین اور اندوہناک ہو کر اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا تو بہت بد آدمی ہے کہ تُو نے برادرِ رسُولؐ اللہ کی تعظیم نہ کی اور جس شخص نے ان کا وقار کیا تھا اسکو تُو نے زخمی کر دیا۔ حالانکہ وہ اپنے نفس سے تجھ کو دفع کرنے میں تیرا ہم پلّہ تھا اور تو اس پر صرف اس وجہ سے قابُو پاگیا کہ اُس نے برادرِ رسُولؐ اللہ کا وقار کیا۔ یہ بات سُن کر حضرتؐ نے سعدؓ سے پوچھا کہ جب تیرے اس رفیق نے اپنا ہاتھ روک لیا اور دُوسرے نے اسپر تعدّی کی تو علیؑ ابن ابیطالب نے کیا کیا سعدؓ نے عرض کی کہ وہ اس شخص کو اپنی تلوار سے مارتا تھا اور علیؑ دیکھتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے اور نہ اسکو مارنے سے منع کرتے تھے اور اسی حال میں ان کو چھوڑ کر آگے چلے گئے اور اس زخمی شخص میں اس وقت شاید کچھ آخری رمق باقی ہوگی۔ تب حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ شاید تُو نے سمجھا ہوگا کہ اس باغی نے اس (مومن) پر فتح پائی ظلم سے فتح حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے کہ ظالم مظلوم کی دنیا سے جس قدر حصّہ لیتا ہے مظلوم اس ظالم کے دین میں سے اسکی نسبت زیادہ حصہ پاتا ہے کیونکہ تلخی سے شیرینی حاصل نہیں ہوتی اور شیرینی سے تلخی نہیں ملتی اور تو جو اس مظلوم کی خاطر اس ظالم پر غضبناک ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس (ظالم) پر اس تیرے غضب سے زیادہ تر غضبناک ہوا ہے اور فرشتے بھی اس پر غضبناک ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب نے جو اس مظلوم کی مدد کرنے سے اپنا ہاتھ روکا سو اس کا یہ باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں محمدؐ کی نشانیوں کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اے سعدؓ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں نے اس ظالم اور مظلوم اور تجھ کو کہا ہے اسکو ضرور تجھ سے بیان کرونگا جبکہ تو اِس مجروح آدمی کو میرے پاس لے آئے گا تاکہ تُو اس میں ایسی نشانیاں مُشاہدہ کرے جو محمدؐ کی تصدیق کرینگی۔ سعد نے عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ اس کو کیونکر لایا جائے کہ اسکی گردن تو کٹی ہُوئی ایک پتلی سی کھال کیساتھ لٹک رہی ہے اور اسکے ہاتھ اور پاؤں کا بھی یہی حال ہے اور اگر میں نے اِسکو ہلایا تو اس کے اعضا جُدا جُدا ہو کر گر پڑیں گے حضرت نے

فرمایا کہ جو خدا کہ بادل کو پیدا کرتا ہے جبکہ اُس کا کوئی حصہ بھی موجود نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ گاڑھا اور تہ در تہ ہو کر آسمان کے گوشوں اور اس کے کناروں میں قائم ہو جاتا ہے پھر اُسکو پراگندہ کرتا ہے یہاں تک کہ وہ معدوم اور ناپدید ہو جاتا ہے اور اُس کا نشان بھی باقی نہیں رہتا وہی رب ان اعضا کے اگرچہ وہ الگ الگ ہو گئے ہیں جوڑنے اور وصل کرنے پر بھی قادر ہے جس طرح پہلے سے جبکہ ان میں سے کچھ بھی موجود نہ تھا۔ اِنکو وصل کیا تھا سعدؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ سچ فرماتے ہیں یہ کہہ کر اسکے لانے کیلئے وہاں سے روانہ ہوا اور اُس زخمی کو لا کر حضرتؐ کے سامنے رکھدیا اور اس میں آخری رمق باقی تھی جب سعدؓ نے اسکو رکھا تو اس کا سر کندھے سے اور ہاتھ کلائی سے اور ران اپنی جڑ سے الگ ہو گئی حضرتؐ نے سر ہاتھ اور پاؤں کو اپنے اپنے مقام پر رکھا۔ پھر اپنا لعابِ دہن اُس شخص پر ڈالا اور دستِ حق پرست زخموں کی جگہ پر پھیرا اور اس طرح دُعا کی اے خدا تو مُردوں کو زندہ کرنیوالا اور زندوں کو مارنے والا ہے اور ہر شئے پر جسکو تو چاہے قادر ہے اور یہ تیرا بندہ ان زخموں سے اس لیے گھائل ہوا ہے کہ اس نے پیغمبرؐ خدا کے بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب کی توقیر کی تھی اے خدا اپنی شفا سے اِسے شفا عنایت فرما اور اپنی دوا سے اس کا علاج کر اور اپنی عافیت سے اسکو عافیت عطا کر جنابِ امیرؑ روایت فرماتے ہیں کہ مجھکو اُس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرتؐ کو پیغمبرِ برحق مبعوث فرمایا ہے کہ جب حضرتؐ نے اِس طرح دُعا کی تو اُس شخص کے سارے اعضا اپنے اپنے مقام پر جُڑ گئے اور خون رگوں میں دورہ کرنے لگا اور وہ صحیح و سالم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ کچھ تکلیف اسکے جسم میں باقی نہ تھی اور جو زخم اس کو لگے تھے ان کا کوئی نشان بدن پر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

بعد ازاں رسولِ خداؐ نے سعدؓ اور دیگر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب جبکہ محمدؐ کی تصدیق کرنیوالی خدا کی نشانیاں ظاہر ہو چکیں تو میں تم کو وہ باتیں سناتا ہوں جو فرشتوں نے اے سعدؓ تجھ کو اور تیرے اس رفیق کو اور اس ظالم کو کہی ہیں اے سعدؓ جبکہ تو نے اِس شخص (مظلوم) سے کہا کہ اے شخص تو نے خوب کیا کہ برادرِ رسولِ خداؐ کی توقیر و تعظیم کے باعث لڑائی سے ہٹ گیا اور اس کے حریف سے کہا کہ اے شخص تو نے بُرا کیا کہ اُس شخص پر ظلم و تعدی کی جو علیؑ ابن ابی طالب کی توقیر کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا حالانکہ وہ تیرا ہم پلہ اور ہمسر تھا اس وقت تمام فرشتوں نے بھی اسکو کہا تھا اے دشمنِ خدا تو نے بہت بُرا کیا اور تو بہت بد آدمی ہے کہ تو نے اس شخص پر تعدی کی جو برادرِ رسول اللہؐ علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کیوجہ سے تیرے دبانے کو اپنے نفس سے ترک کر کے تجھ سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اُس سے فرمایا تو بُرا بندہ ہے کہ تو نے اُس شخص پر دست درازی کی جو برادرِ

رسولِ خداؐ کی تعظیم کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش پر سے اس ظالم پر لعنت کی اور اے سعدؓ تجھ پر اور تیرے اِس رفیق پر اپنی رحمت بھیجی اس لیے کہ تو نے علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کرنے کی رغبت دلائی اور اُس نے تیری بات کو قبول کیا بعد ازاں فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار اگر ہم کو اجازت ہو تو ہم اس ظالم سے انتقام لیں اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا اے میرے بندو میں عنقریب سعدؓ ابن معاذ کو ان ظالموں سے انتقام لینے کی قدرت عطا کرونگا اور اس کے غیض کو ساکن کرونگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دلی منشا کو ان کے باب میں جاری کرے اور اس مظلوم کو اس ظالم اور اس کے اصحاب پر ایسی قدرت دونگا جو تمھارے اس ظالم کو ہلاک کرنے کی نسبت انکو زیادہ مرغوب اور محبوب ہو گی تب فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار کیا تو ہم کو اجازت دیتا ہے کہ ہم اِس زخمی کے پاس جنت کی شراب اور ریحان لے کر جائیں جس سے وہ تندرست ہو جائے اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں عنقریب محمدؐ کے لعابِ دہن کو ان سے بہتر قرار دونگا جسکو وہ اس شخص پر ڈالیگا اور اپنا ہاتھ اس شخص پر پھیریگا اور اُس سے وہ شفا پائیگا۔ اے میرے بندو میں ہی تندرست کرنے اور زندہ کرنے اور مارنے اور غنی اور تنگدست اور بیمار اور تندرست کرنے اور بلند و پست کرنے اور ذلیل کرنے اور عزت دینے کا مالک و مختار ہوں نہ تم اور میری باقی مخلوقات فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار تو ایسا ہی ہے

پھر سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میری رگ ہفت اندام (اکحل) میں صدمہ پہنچا ہے اور کبھی کبھی اس سے خون جاری ہو جاتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ میں بیشتر اسکے کہ بنی قریظہ سے اپنا دل ٹھنڈا کروں مر جاؤں یا ضعیف ہو جاؤں حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُس مقام پر پھیرا اور وہ تندرست ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ سے اسکے دل کو ٹھنڈا کیا کہ ان کے تمام مرد تو مارے گئے اور ان کے مال غارت ہوئے اور عیال و اطفال قید ہو گئے اس واقعہ کے بعد سعدؓ کا وہ زخم بہنے لگا اور مُلکِ بقا کو راہی ہوا اور اللہ تعالیٰ کی رضوان اور خوشنودی کی طرف چلا گیا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ سعدؓ کی ہفت اندام کا خون بند ہو گیا تو حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے سبب سے مومنوں کے غیظ کو رفع کریگا اور منافقوں کا غیظ تیرے باعث زیادہ ہوگا۔

اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ سعدؓ بنی قریظہ کے معاملہ میں حَکَم (منصف) مقرر ہوا جبکہ انھوں نے اسکا حکم ہونا منظور کیا اور وہ سات سو پچاس مردانِ دلیر اور شمشیر زن جوان تھے۔ سعدؓ نے

اُن سے کہا کہ کیا تم میرے حکم پر راضی ہو وہ بولے کہ ہاں اور وُہ سمجھتے تھے کہ سعدؓ ہم کو زندہ رکھے گا کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان قرابت اور رضاعت اور دامادی کا رشتہ تھا۔ اس وقت سعدؓ نے ان سے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دو انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ پھر سعدؓ نے اُن سے کہا کہ ایک طرف ہو جاوٗ۔ وُہ الگ ہو گئے۔ پھر کہا کہ اپنے قلعہ کو حوالہ کر دو۔ انھوں نے حوالہ کر دیا۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعدؓ ان کے بارے میں حکم کر سعدؓ نے عرض کی کہ میں نے حکم کیا ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے اور انکی عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور ان کے مال لوٹ لیے جائیں جب مسلمانوں نے تلواریں کھینچ کر اُن کو قتل کرنا چاہا تو سعدؓ نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ میں ان کو اس طرح سے قتل کرانا نہیں چاہتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہو کس طرح قتل کرانا چاہتے ہو مگر عذاب کی درخواست نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالٰی ہر چیز میں نیکی درج کرتا ہے یہاں تک کہ قتل میں بھی سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں ایک شخص کے سوا اور کسی کے لیے عذاب کی درخواست نہیں کرتا اور وہ شخص ہے جس نے ہمارے اس رفیق پر اس وقت جبکہ اُس نے علیؑ ابن ابی طالب کی توقیر و تعظیم کے سبب اس کے مقابلہ سے اپنا ہاتھ روک لیا تھا ظلم کیا اور وار چلایا اور وُہ اپنے یہودی بھائیوں سے میل جول رکھتا ہے اس لیے وُہ ان ہی میں شامل ہے۔ اب انکو ایک ایک کر کے لایا جائے اور شمشیر تیز سے قتل کیا جائے سوا اُس شخص کے کہ اسکو اس مومن (مظلوم) کے ہاتھ سے عذاب چکھایا جائیگا تب حضرتؐ نے فرمایا آگاہ ہو خواہ کوئی اپنے دشمن کے لیے عذاب ناحق کی درخواست کرے۔ مگر تُو نے حق عذاب کی درخواست کی ہے اُس وقت سعدؓ نے اس جوان (مظلوم) سے کہا کہ یہ اپنی تلوار لے کر اپنے رفیق کی طرف جا جس نے تجھ پر ظلم کیا تھا اور اُس سے قصاص لے یہ سنتے ہی وُہ جوان اس ظالم کی طرف بڑھا اور اسکو اپنی تلوار سے مارنے لگا۔ یہانتک کہ ستائیس ۲۷ ضربیں اس کو لگائیں جیسے اس نے اس کو لگائیں تھیں پھر بولا کہ اسنے اسی قدر ضربیں مجھ کو لگائی تھیں اور یہی مجھ کو کافی ہیں پھر اسکی گردن کاٹ ڈالی پھر وُہ جوان اُن لوگوں کو جو اس سے دُور کھڑے تھے قتل کرنے لگا اور جو نزدیک تھے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر اپنا ہاتھ روک لیا اور پکارا کہ اب تم قتل کرو۔ یہ سن کر سعدؓ نے اس سے کہا کہ تلوار مجھ کو دے اُسنے تلوار سعدؓ کے حوالے کی۔ اور اُس نے کچھ تمیز نہ کی اور جو لوگ اس کے بہت نزدیک تھے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ جب تھک گیا تو تلوار کو پھینک کر پکارا کہ اب تم قتل کرو۔ القصہ مسلمان

اُن کو قتل کرتے رہے اور آخر کار سب کو قتل کر دیا پھر حضرتؐ نے اُس جوان سے دریافت کیا کیا سبب ہے کہ تُو نے ان لوگوں کو تو قتل کیا جو تجھ سے دُور کھڑے تھے اور نزدیک والوں کو چھوڑ دیا۔ اُس نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے قرابت والوں کو چھوڑ دیا اور غیروں کو قتل کیا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو تیرے قریبی نہ تھے۔ اور پھر بھی تُو نے ان کو چھوڑ دیا۔ اُس نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ زمانۂ جاہلیت میں انھوں نے کچھ احسان مجھ پر کیے تھے اس لیے مجھ کو مکروہ معلوم ہُوا کہ میں اُن کو قتل کروں حالانکہ اُن کے احسان مجھ پر تھے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم ہم سے اُن کی سفارش کرتے ہو تو ہم ضرور قبول کر لیتے اُس نے عرض کی کہ میں عذابِ خدا کو اس کے دشمنوں پر سے ٹالنا نہیں چاہتا تھا۔ اگرچہ میں خود اس کام کو سرانجام دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے سعد سے فرمایا کیا سبب ہے کہ تُو نے اُن کے قتل کرنے میں کسی قسم کی تمیز نہ کی۔ اُس نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں اُن کو خدا کے لیے دشمن رکھتا تھا اور اُن کے ساتھ میری عداوت محض خدا کے واسطے تھی اس لیے میں حضرتؐ کے دوستوں کے سوا اور کسی کا لحاظ کرنا نہیں چاہتا۔ یہ سُن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعدؓ تو اُن لوگوں میں سے ہے جو راہِ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے الغرض جب اس قوم کا آخری مرد قتل ہو چکا تو سعد کا وُہ زخم پھٹ گیا اور وہ راہیِ جنت ہوا رحمہ اللہ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ دوستانِ خدا میں سے ایک دوست ہے کہ عرشِ رحمٰن اس کی موت سے جنبش میں آیا اور جنت میں جو مندیلیں اُس کو مرحمت ہوں گی وُہ تمام دُنیا سے افضل اور بہتر ہیں یہ سب محض اس سبب سے ہیں کہ رسولِ خدا کے بھائی (علیؑ) کی توقیر کرتا تھا۔

قولہٗ عزّوجل مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

اُن لوگوں میں سے جنکو تم گواہ بنانا پسند کرو (دو مردوں کو گواہ بناؤ) جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ کے معنی یہ ہیں کہ جسکی دینداری۔ امانت گزاری۔ نیکی۔ پارسائی اور اسکے بیان شہادت میں اسکے تیقن اور اسکی تحقیق اور تمیز کو تم پسند کرو (اسکو اپنا گواہ بناؤ) کیونکہ ہر ایک نیکوکار صاحب تمیز و دانش اور واقفکار نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک صاحب علم و تمیز نیکوکار اور صالح ہوتا ہے اور بعض بندگانِ خدا تو ایسے ہوتے ہیں کہ وُہ اپنی نیکی اور پارسائی

کے سبب اہلِ جنّت سے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وُہ گواہی دیں تو قلتِ تمیز کے باعث اُنکی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ مگر جبکہ وُہ نیک۔ پارسا اور صاحبِ تمیز اور دانشمند ہوں۔ اور گناہ اور ہوا و ہوس اور خواہشِ نفسانی اور ظلم سے پرہیز کرتے ہوں۔ باب شہادت میں وُہی شخص افضل ہیں۔ پس تم ایسے ہی شخص کا دامن مضبوط کر کے پکڑو، اور اُس کی ہدایت کی پیروی کرو۔ اگر بارش نہ برسے تو اُس کے واسطے سے بارش کو طلب کرو اور اگر تمھارے لیے نباتات کا اُگنا بند ہو جائے تو اس کے ذریعے سے اُس کے اُگنے کی درخواست کرو اور اگر تم پر رِزق متعذر اور تنگ ہو جائے تو اُس کے واسطے سے اُس کی فراخی اور وُسعت کو طلب کرو۔ کیونکہ وُہ اُن لوگوں میں سے ہے جو اپنی مُرادیں کبھی ناکامیاب اور محروم نہیں ہوتے اور جن کا سوال کبھی رَد نہیں ہوتا۔

نیز جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ رسُولِ خدا لوگوں کے دعوؤں کا فیصلہ گواہیوں اور قسموں پر فرمایا کرتے تھے اس طرح کرنے سے دعوؤں اور دعویداروں کی کثرت ہوگئی۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں صرف ایک بشر ہی ہُوں اور تم آپس میں جھگڑتے ہو اور شاید تم میں سے ایک شخص دُوسرے شخص کی نسبت اپنی دلیل و حُجّت کے بیان کرنے میں غلطی کرے اور مَیں اس کے بیان کے موافق جو کہ اس سے سُنتا ہوں فیصلہ کردُوں پس جس کسی کے لیے مَیں اسکے بھائی کے حق میں سے کسی شئے کا حکم دے دُوں وُہ اس کو نہ لے کیونکہ میں اُس کیلئے آگ کا ایک ٹکڑا قطع کرتا ہوں۔

اور جب دو شخص کسی مُعاملہ میں جھگڑتے ہُوئے حضرتؐ کے پاس آتے تھے تو حضرتؐ مُدّعی سے فرماتے تھے کہ اپنے دعوے کے وجوہات اور دلائل بیان کر۔ اگر وہ ایسی دلیل قائم کرتا تھا جس کو آنحضرتؐ پسند کرتے تھے اور[1] اس کو پہچانتے تھے تو مُدّعا علیہ پر حکم جاری فرماتے تھے اور مُدّعی کوئی دلیل پیش نہ کرتا تھا تو مدّعا علیہ سے فرماتے تھے کہ خُدا کی قسم کھا کر کہدے کہ مدّعی نے جو دعویٰ مجھ پر کیا ہے وُہ میرے ذمّے نہیں ہے اور نہ اُسکا کچھ حصّہ میری طرف ہے اور جب مُدّعی ایسے گواہ پیش کرتا تھا جنکے نیک و بد کا حال معلوم نہ ہوتا تھا تو گواہوں سے فرماتے تھے کہ تم کس قبیلے کے ہو اور کس بازار میں رہتے ہو اور تمھارا گھر کہاں ہے جب وُہ بیان کر چکتے تھے تو مدّعی اور مدّعا علیہ اور گواہوں کو اپنے سامنے سے رخصت فرماتے تھے پھر دُوسرے وقت بُلواتے تھے۔ بعد ازاں اس مُعاملہ کو

[1] یعنی اس دلیل اور ان گواہوں وغیرہ سے حضرتؐ واقف ہوتے تھے ؎

اپنے نیک اصحاب میں سے جُدا جُدا دو شخصوں کے سپرد کرتے تھے اور ہر ایک سے فرماتے تھے کہ تم اس طرح سے اُنکے قبیلوں بازاروں محلّوں اور بستیوں میں جہاں یہ رہتے ہیں جاؤ کہ ایک کو دُوسرے کی خبر نہ ہو۔ اور وہاں جا کر اُن کا حال دریافت کرتے تھے۔ اگر ان لوگوں کی نیکی اور فضیلت کا حال معلوم ہوتا تھا تو حاضرِ خدمت ہو کر حضرتؐ سے اُن کا حال بیان کرتے تھے اور جن لوگوں سے انکی بابت دریافت کیا جاتا تھا ان کو حضرتؐ کے سامنے حاضر کرتے تھے اور گواہوں کو بھی بُلایا جاتا تھا اور جن لوگوں سے ان کا حال تحقیق کیا جاتا تھا کہ یہ فلاں ابنِ فلاں ہے اور یہ فلاں ابنِ فلاں تم ان کو پہچانتے ہو؟ وہ جواب دیتے تھے ہاں پھر ان سے فرماتے تھے کہ فلاں اور فلاں شخصوں نے تمھاری طرف سے اُن دونوں شخصوں کی بابت نیک خبر اور پسندیدہ ذکر بیان کیا ہے کیا یہ بات جو انھوں نے بیان کی ہے دُرست ہے؟ جب وُہ ہاں کہدیتے تھے تو اُسوقت ان دونوں کی شہادت کے موافق مُدّعا علیہ کے اُوپر حکم جاری کیا جاتا تھا اور اگر وُہ دونوں اصحاب انکی بابت بُری خبر لاتے تھے اور انکو عیب دار بیان کرتے تھے تو ان لوگوں کو بُلا کر ان سے دریافت کرتے تھے کہ تم فلاں فلاں شخصوں کو پہچانتے ہو۔ وُہ کہتے تھے ہاں پھر آنؐ ان سے فرماتے تھے کہ بیٹھ جاؤ یہانتک کہ دونوں آ جائیں تب وُہ بیٹھ جاتے تھے پھر ان کو وہاں حاضر کیا جاتا تھا پھر ان لوگوں سے فرماتے تھے کہ یہ دونوں وہی ہیں تب وُہ کہتے تھے کہ ہاں جب حضرتؐ کے نزدیک ان دونوں کی بُرائی ثابت ہو جاتی تھی تو سب کے سامنے انکی پردہ دری نہ فرماتے تھے اور نہ اُن پر ناراض ہوتے تھے اور نہ کچھ زجر و توبیخ کرتے تھے بلکہ مُدّعی اور مُدّعا علیہ کو باہم صلح کر لینے کے لیے فرماتے تھے اور برابر اُن کو فہمائش کرتے تھے یہانتک کہ وُہ باہم صُلح کر لیتے تھے اور اس سے حضرتؐ کی یہ غرض ہوتی تھی کہ وُہ گواہ رسُوا نہ ہوں اور انکی پردہ پوشی فرماتے تھے اور آنحضرتؐ اپنی اُمت پر نہایت بخشش کرنیوالے اور مہربان اور پردہ پوش تھے اور اگر وہ گواہ عام لوگوں میں سے اور غریبُ الوطن ہوتے تھے کہ انکو کوئی نہ پہچانتا تھا اور انکا کوئی قبیلہ اور بازار اور گھر وہاں نہ ہوتا تھا تو مُدّعا علیہ کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ تو ان دونوں کی بابت کیا کہتا ہے۔ اگر وُہ کہتا تھا کہ مَیں یُوں تو اُن کو نیک ہی جانتا ہوں مگر یہ ضرور ہے کہ انھوں نے جو میرے مخالف گواہی دی ہے اس میں غلطی پر ہیں اس وقت ان کی گواہی کے موافق فیصلہ کیا جاتا تھا اور اگر مدّعا علیہ ان گواہوں پر جرح کرتا اور ان کو مطعون ٹھہراتا تو مُدّعی مُدّعا علیہ کے درمیان یا تو صُلح کرا دیتے تھے یا مدّعا علیہ کو حلف دیتے تھے اور باہمی جھگڑے کو قطع فرماتے تھے۔

قولہٗ عزّوجلّ۔ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی (اور دو عورتیں اس لیے مقرر کی گئی ہیں) کہ اگر ایک عورت اِس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلائے۔

جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اگر ایک عورت شہادت میں گمراہ ہو جائے اور اُس کو بھول جائے تو دُوسری عورت اس کو یاد دلا دے اور دونوں عورتیں شہادت کے ادا کرنے میں دُرست اور مستقیم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر اس لیے رکھا ہے کہ عورتوں کی عقلیں اور ان کا دین ناقص ہوتا ہے۔ بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا ہے۔ اے عورتو تم ناقص العقول پیدا کی گئی ہو۔ اس لیے تم کو چاہیئے کہ شہادتوں میں غلطی سے بچو کیونکہ اللہ تعالےٰ شہادت کے یاد رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا ہے کہ جو دو عورتیں شہادت میں احتیاط کریں اور ایک عورت دوسری عورت کو یاد دلا دے یہاں تک کہ وُہ دونوں حق کو قائم کریں اور باطل کو رفع کر دیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب ان دونوں کو محشور کریگا تو ان کے ثواب کو عظیم کریگا اور ان پر اللہ کی نعمتیں برابر پہنچتی رہیں گی اور فرشتے ان کی عبادتوں کو جو دُنیا میں اُنھوں نے کی ہونگی اور طرح طرح کے دُنیاوی غموم و ہموم کو جو طاعت خدا کے منافی ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جس قدر غموں اور رنجوں کو ان سے زائل کیا ہوگا ذکر کریں گے یہاں تک کہ ان دونوں عورتوں کو جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل فرمائیگا اور قیامت کے دن بعض عورتیں ایسی محشور ہونگی کہ ان میں سے بعض کو کتاب اعمال کے دینے سے پہلے مُنہ پھیر کر دیکھنے کا حکم ہوگا۔ پس وہ دیکھے گی کہ بدیاں اسے گھیرے ہُوئے ہیں اور نیکیاں بہت کم ہیں اس وقت خطاب ہوگا اے کنیز خدا یہ تو بدیاں ہیں تیری نیکیاں کہاں ہیں وہ کہے گی کہ مجھ کو اپنی نیکیاں تو یاد نہیں ہیں۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ اس عورت کے حافظانِ اعمال فرشتوں سے فرمائیگا۔ اے میرے فرشتو اسکی نیکیاں اور اعمال ایک دوسرے کو یاد دلاؤ۔ تب وُہ فرشتے اس عورت کی نیکیاں ایک دوسرے کو یاد دلائیں گے اور دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہے گا کہ تجھ کو اسکی فلاں فلاں نیکیاں یاد نہیں ہیں؟ وہ جواب دیگا کہ ہاں یاد ہیں مگر مجھ کو اس کی فلاں بدیاں یاد ہیں اور سب بدیوں کو بیان کریگا۔ اس وقت دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہے گا کہ کیا تجھے یاد نہیں ہے کہ اس نے ان بدیوں سے توبہ کر لی تھی وہ جواب دے گا کہ مجھ کو یاد نہیں۔ تب دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہیگا کہ کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ اس نے اور اسکے ساتھ والی عورت نے اُس شہادت کو جو اُن کے ذمّے تھی ایک دُوسری کو یاد دلا دیا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں کو اس کا یقین ہو گیا تھا اور دونوں نے گواہی دی تھی اور راہِ خدا میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی تھی۔ تب وہ فرشتہ کہے گا کہ ہاں مجھ کو یاد ہے۔ پھر دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہیگا کہ اس عورت کی یہ گواہی دینا ایسی توبہ ہے جو ان دونوں کے گذشتہ گناہوں کو محو کرتی ہے۔ پھر ان دونوں عورتوں کو انکے نامہائے اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائینگے۔ تب وُہ دیکھیں گی کہ ان کی تمام نیکیاں ان میں درج ہیں اور ان کی بدیاں سب محو ہو گئی ہیں اور ہر ایک اپنی کتاب اعمال کے آخیر میں لکھا پائے گی۔ اے میری کنیز تو نے اہلِ باطل کے برخلاف ضعیفوں کے حق میں گواہی دی اور راہِ حق میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی اس لیے میں نے تیرے اس عمل کو تیرے گذشتہ اعمال کا کفّارہ کیا اور تیرے پہلے گناہوں کے محو کرنے کا ذریعہ بنایا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور جب گواہوں کو گواہ ہونے کے لیے بُلایا جائے تو وُہ اِنکار نہ کریں۔

جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مُعاملہ میں گواہ ہو۔ جب اسکو گواہی ادا کرنے کے لیے طلب کیا جائے تو وُہ انکار نہ کرے اور اسکو چاہیئے کہ گواہی کو کامل طور پر ادا کرے اور اس میں کسی قسم کی رو رعایت نہ کرے اور مُلامت کرنیوالے کی ملامت کی پرواہ نہ کرے اور لازم ہے کہ نیکی کرنے کا حکم دے اور امر بد سے منع کرے۔

اور دُوسری حدیث میں اس طرح وارد ہُوا ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ آیہ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا اُس شخص کے لیے نازل ہُوئی ہے کہ جب اسکو شہادت کے سُننے (یعنی گواہ بننے) کے لیے بُلایا جائے تو وُہ انکار کر دے اور جو کوئی شہادت کے ادا کرنے سے باز رہے جبکہ شہادت اس کے پاس موجود ہو۔ اِس کے باب میں آیہ ذیل نازل ہُوئی ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی گواہی کو پوشیدہ کرتا ہے البتہ اُس کا دل آثم یعنی کافر ہے۔

تمّت بالخیر

التماس مترجم

اُس ذاتِ واحد و معبودِ حقیقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب آثارِ حیدری یعنی اردو ترجمہ تفسیر عربی منسوب امام حسن عسکری علیہ و علیٰ آبائہ السلام اختتام کو پہنچی اصل کتاب مطبوعہ ایران و لکھنؤ ہے اور قلمی نسخہ نایاب دونوں نسخوں میں بہت سے مقام ایسے مشکوک ہیں کہ جن کا ترجمہ اسی حالت میں نہایت مشکل ہے اور کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا چنانچہ ناظرین تفسیر ہذا پر بخوبی روشن ہے اور صاحبانِ مطبع نے تبرکاً و تیمناً جوں کا توں نقل کرا دیا ہے تحقیق و تصحیح سے ذرا بھر کام نہیں لیا اگرچہ یہ کام مجھ بے بضاعت کی لیاقت سے باہر تھا مگر اس معطی مطلق کے فضل و کرم اور محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کی تائید سے تمام شبہات رفع ہو گئے اکثر مقامات کو کتاب احتجاج طبرسیؒ و تفسیر صافی سے مقابلہ کیا اور جو جو مقام فخر المتقدمین و المتاخرین مُلا محمد باقر مجلسی علی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب حیات القلوب میں ترجمہ فرمائے ہیں ان سے بھی مدد لی اور ترجمہ میں حتی الامکان اصل کتاب کے الفاظ اور محاورۂ اردو کا بہت لحاظ رکھا بعد ازاں اصل مسودہ کو بنظر اصلاح بخدمت اقدس عالیجناب فضیلتمآب سیادت انتساب نجبۃ العلما زبدۃ الفقہا عالم کامل فخر الاماثل ممتاز الافاضل مولانا و مقتدانا مولوی سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی پیش کیا آنجناب نے اوّل سے آخر تک اس مسودہ کو اصل نسخہ سے مقابلہ کر کے دیکھا اور جا بجا مناسب اصلاح و حواشی سے مزین فرمایا حقیر جناب قبلہ و کعبہ کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور صدق نیت سے دعا کرتا ہے کہ پروردگار عالمین بحق محمدؐ و آلہ الطاہرین علیہم السلام اپنی رحمتِ بیکراں و فضل بے پایاں سے اس جناب کو دین و دنیا میں شادکام اور بہرہ ور فرما کر آپ کے سایۂ ہما پایہ کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

اب حضرات ناظرین کتاب ہذا کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی پائیں قلم عفو سے اس کی تصحیح فرمائیں اور اس حقیر سراپا تقصیر کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَخِیَارِ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

العبد

حقیر سید شریف حسین بھریلوی عفی عنہ

صورت ماکتبہ افضل العلما اکمل الفضلا افقہ الفقہا اسوۃ المتکلمین المتالہین زبدۃ المتورعین العارفین مولانا و مقتدانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مدرس اعلیٰ مدرسہ مشارع الشرائع لکھنؤ مدظلہ العالی مقرظاً علیٰ ہذا الکتاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جعل القراٰن نوراً یہتدی بہ المہتدون والصلوٰۃ علیٰ محمد و اٰلہ الذین ہم و شیعتہم ہم الفائزون یہ امر خوب واضح ہے کہ قرآن مجید اگرچہ زبان عربی میں ہے اور جو مطالب اُس میں مندرج ہیں وہ عرب کے محاورات میں بیان ہوئے ہیں لیکن چونکہ فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ درجہ جس تک کلام بشر کسی طرح نہیں پہنچ سکتا اسکے لیے حاصل ہے اور تا بتحقیق ثابت ہو چکا کہ بعض آیات کا ظاہری مطلب ہرگز مراد نہیں ہے پس لازم ہوا کہ فہم مطالب میں ان حضرات کیطرف رجوع کی جائے جو مہبط قرآن اور واقف اسرار خدا ہیں جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا فان اہل البیت ادری بما فی البیت اور تفسیر جلیل الشان جو کہ منسوب بحضرت امام حادی عشر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف ہے ان رموز خفیہ اور اسرار الٰہیہ پر مشتمل ہے جس کے ملاحظہ سے چشم دل روشن و منور ہو جاتی ہے بہت ضرورت تھی کہ تفسیر مذکور بزبان اردو ترجمہ ہو کر فیض رسان عامہ مومنین ہو۔ الحمد للہ کہ سید جلیل و فاضل نبیل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب نے کتاب مذکور کا سلیس و بامحاورہ ترجمہ اردو میں کر کے اجر و ثواب حاصل کیا۔ اس ترجمہ کو نحیف نے بھی دیکھا اور مطابق بھی پایا۔ لیکن اتنی مہلت نہ ملی کہ تمام پر نظر کر سکتا خداوند عالم مومنین کو اس سے انتفاع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط

نقل مہر

لا الٰہ الا اللّٰہ ولی المنن
نجم الحسن ۱۳۰۸ھ
السید

نقل تقریظ عالیجناب معلّے القاب عالیجناب فضیلتمآب ممتاز الافاضل زبدۃ الاماثل مولانا و مقتدانا سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی

باسمہٖ سبحانہ

واقعی امر یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس باب میں خود اس کا کلام محکم شاہد صادق ہے کبھی کسی سے ایک نیک کام انجام پاتا ہے اور جو اس سے اہم ہے دُوسرے کا حصّہ ہوتا ہے۔ دیکھیئے یہی تفسیر امامؑ جو باوجود اپنے بعض اجزا کے تلف ہو جانے کے جن میں معلوم نہیں کیسے کیسے جواہر معانی رہے ہونگے جن سے آج ہم محروم ہیں اب بھی جتنے مطالب نفیسہ پر مشتمل ہے ان کا احصا ایک یتیم آل کی دستگیری کے لیے اس سے زیادہ کافی ہے جو گنج شائگان سے ہو سکتا تھا۔ جاہل کو عالم غیر متدین کو متدین ضعیف الاعتقاد کو قوی الاعتقاد بنا دینا اس کا ذمہ ہے مگر چونکہ مقتضیات زمانہ ہمیشہ متبدل ہوتی رہتی ہیں اس سبب سے عقلا کا دستور بھی اسی کے بموجب بدلتا رہا ہے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ عربی کتابیں عام طور سے ہر شخص سمجھ سکتا اور اُن سے بہ حسب استعداد کام لے سکتا تھا۔ پھر فارسی کا دَور ہُوا اور عربی فہم یا کم ہو گئے یا دُوسرے شہروں کی ضرورتوں نے اس بات پر مجبوُر کیا کہ عربی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں کیا جائے۔ چنانچہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ایسا ہی فرمایا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کا ترجمہ مستقل علیحدہ فارسی میں کر کے اُردو عام فہم میں پبلک پسند کتابیں شائع کیں۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہوتا جاتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیئے اسی لحاظ سے ہمارے مخلص کرم فرما جیّد فاضل کامل جناب مولوی سیّد شریف حسین صاحب جو فی الحقیقت اپنے ثقہ اور متدین اور خیر خواہ ایمان و اسلام ہونے میں علاوہ اپنی روشن خیالی اور ذکاوت نظریہ کے اپنی آپ ہی لنظیر ہی کہے جا سکتے ہیں اِس طرف متوجہ ہوئے ہیں پروردگار ان کی توفیقات کو زیادہ کرے

اور دین کی حمایت پر ان کو پوری مدد دیتا رہے اس تفسیر کا ترجمہ جسے آپ مُلاحظہ فرما رہے ہیں، انہیں جناب ممدوح کی حمایت ایمانی کا ایک نمونہ ہے اگرچہ اس تفسیر عظیم القدر کا پورا ترجمہ سلیس اُردو عام فہم میں کر دینا ہر شخص کا کام نہیں ہے اور یہ بات وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جو اصل تفسیر کو من اولہ الے آخرہ دیکھ چکا ہو۔ صحیح نسخوں کی نایابی ایک طرف کاتبوں کے تصرفات بیجا ایک طرف محاورات عرب عربا اس کے کافی ترجمہ کرنے کے لئے بہت بڑے مانع تھے اور جو شخص اس کا قصد کرتا اس کے لئے ان تمام مرحلوں کا طے کرنا بھی ضروری تھا۔ مگر سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کس خوبی سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ شاید و باید جزا اللہ المترجم خیر الجزام اس بے بضاعت کم علم کم فہم سیّد محمد ہارون غازی پوری نے تمام ترجمہ لفظ بلفظ غائر نظر سے دیکھا ہے۔ اِلَّا مازاغ البصر اپنی کوتاہ نظر میں تو ضرور کُل عیوب سے پاک پایا ہے خدا بھی ایسا ہی کرے۔

تمام مومنین کو جناب مولوی صاحب قبلہ کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ ایسا عظیم الشان ہدیہ حضرات کی خدمت میں جناب ممدوح کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے جس کی مثل پر کامیابی دُشوار ہی نہیں بلکہ محال ہے اور اس بات کی دُعا کرنی چاہیئے کہ مولوی صاحب قبلہ کی عمر میں پروردگار ازدیاد عطا فرمائے اور دینی حمایت پر ہمیشہ اسی طور سے اعانت کرتا رہے میں بھی اپنے اس کلام کو اِسی دُعا پر ختم کرتا ہوں اور تمام مومنین کی خدمت میں اس کتاب کی قدردانی کی درخواست دیتا ہوں۔ والسلام۔ کتبہ اقل الناس عملاً و اکثرہم زلا محمد ہارون عفی اللہ جرائمہ عفر مآثمہ ؛

نقل تقریظ جناب فضیلت مآب فاضل جلیل عالم نبیل مولٰنا و مقتدانا مولوی سید احمد کبیر صاحب مدظلہ العالی مدرس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور

یہ امر مسلّم ہے کہ دنیا میں ایک تو وہ محسن ہیں۔ جو ہماری جسمانی تربیت کے متکفل ہیں دُوسرے وُہ جن سے ہماری اخلاقی اور رُوحانی تعلیم کے متعلق ہے جسمانی تربیت کے فائدے محدود

اور فانی ہیں اخلاقی اور روحانی تعلیم کے فوائد ابدی اور غیر فانی بسا اوقات جسمانی تربیت بہلاکت و غوابت ہو جاتی ہے مگر رُوحانی تعلیم ہمیشہ مہالک و مخاطر ابدی سے بچاتی ہے۔ اِس رُوحانی تعلیم کے سر چشمے ابنیا و اوصیا و آئمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کہ مُنعم حقیقی نے ان کو مبعوث و منصوب فرما کر اپنے بندوں پر اتمام نعمت فرمایا۔ اور اپنے دین کو اُن پر کامل کیا۔ علٰہ الشکر و الحمد علے اتمام نعمت و اکمال دینہ علینا ان رُوحانی معلّموں کے بعد وُہ بُزرگ ہمارے عظیم ترین شکریہ کے مُستحق ہیں جو اپنی عمُریں ترویج دین و حمایت ملّت میں صرف کرتے ہیں علوم معارف و مقائق مدون فرماتے ہیں۔ تحقیق و تدقیق کے آسمان پر نجوم ہدایت بن کر چمکتے ہیں اور غوایت و ضلالت کی تاریکیوں کو ایمان و یقین کے نُور سے زائل کرتے ہیں زمانہ کا رُخ دیکھ کر مختلف زمانوں میں تالیف و تصنیف کا بار گراں اپنے سر پر اُٹھاتے ہیں۔ تاکہ ہدایت کا فائدہ عام و تام ہو اور ایمان کی گراں قیمت جنس کی خریداری مایہ دار و کم مایہ سب پر آسان ہو جائے۔ چنانچہ اِس زمانہ کی ضرورت محسوس کر کے عالم محقق و فاضل مدقق مخدومنا و مخدوم الکونین جناب مولوی سیّد شریف حسین صاحب ادام اللہ فیوضہ نے تفسیر عربی منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام کو بامحاورہ اُردو زبان میں محض برادران ایمانی کے فائدے کے لئے ترجمہ فرمایا۔ تاکہ اس تفسیر کثیر المنفعت کے فوائد سے اُردو دان بھائی بھی مستفیض ہوں مولوی صاحب کا ہم سب پر ایک یہ بڑا رُوحانی احسان ہے۔ اور اس پر وُہ کُل مومنین کے شکریّہ کے مُستحق ہیں۔ اپنے اس مقدّس ترجمہ کو اوّل سے آخر تک بنظرِ غور دیکھا۔ حق یہ ہے کہ جس صحت اور حُسن و خوبی سے یہ ترجمہ مولوی صاحب نے کیا ہے۔ وُہ انہیں کا حِصّہ تھا۔ فجز اللہ منا خیر الجزا خدا مولوی صاحب کی عمر و توفیق میں برکت عطا کرے اور ایسے ہی اور بہت سے کام دینی بھائیوں کے فائدہ کے اُن کے ہاتھ سے انجام کو پہنچائے ؛؛

المفتقر یہ القدیر سید احمد کبیر عفا اللہ عن ذنبہ الکثیر مورخہ یکم جمادی الاوّل ۱۳۲۰ھ